فلسفۂ احکامِ حج

(حج و عمرہ کے احکام و مناسک، آداب و فضائل اور مسنون دعاؤں کا بیان)



پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری



منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور
مرکزی سیکرٹریٹ ۳۶۵ ایم ماڈل ٹاؤن

نام کتاب	فلسفہ واحکام حج
نام مصنف	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
ترتیب وتدوین	ضیاء نیر' علی اکبر قادری
پروف ریڈنگ	محمد افضل قادری' محمد علی قادری
اشاعت اول	1989(3 ہزار)
اشاعت دوم	1994(ایک ہزار)
اشاعت سوم	1994(15 ہزار)
اشاعت چہارم	1995(20 ہزار)
اشاعت پنجم	1996 (2 ہزار)
اشاعت ششم	1998(ایک ہزار)
اشاعت ہفتم	1999 (ایک ہزار)
اشاعت ہشتم	2000 (گیارہ سو)
قیمت	۱۰۰/ روپے

نوٹ: پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کی تمام تصانیف اور خطبات وتقاریر کے ریکارڈ شدہ کیسٹوں سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی ان کی طرف سے ہمیشہ کے لئے تحریک منہاج القرآن کے لئے وقف ہے۔

ڈائریکٹر پریس اینڈ پبلی کیشنز
ISBN969-32-0066-7



مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ

وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

گورنمنٹ آف پنجاب کے نوٹیفیکشن نمبرایس او (پی-۱) ۴-۱/۸۰ پی آئی وی مورخہ ۳۱ جولائی ۸۴، گورنمنٹ آف بلوچستان کی چٹھی نمبر۸۷-۴-۱۲۰ ای جنرل وایم ۴/۹۷۰-۷۳-۷ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء، شمال مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این-۱/۱اے ڈی (لائبریری) مورخہ ۳۰ اگست ۸۶ء اور آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر مظفر آباد کی چٹھی نمبرس ت / انتظامیہ / ۶۳-۸۰۶۱/۹۲ مورخہ ۲ جون ۹۲ء کے تحت پروفیسرڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف کردہ کتب ان صوبوں میں تمام کالجوں اور سکولوں کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

فہرست


ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا

پیش لفظ

حج کیا ہے؟

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے حج پانچواں رکن ہے۔

عرف عام میں تو یہ خانہ کعبہ کے طواف' صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے اور سرزمین مکہ کی بعض دوسری جگہوں پر حاضری سے عبارت ہے مگر اس کی حقیقت پر غور کیا جائے تو یہ محبت کی ایک داستان ہے جسے مسلمان فریضہ سمجھ کر ہر سال مخصوص ایام میں انتہائی عقیدت و احترام سے دہراتے ہیں۔

یوں تو اسلام کے ہر رکن کی ادائیگی اور قبولیت کا دارومدار محبت پر ہے لیکن تھوڑا سا غور کیا جائے تو حج محبت کا نقطہ عروج ہے۔ نماز' خدا اور رسول ﷺ پر ایمان لانے کے بعد پہلا رکن ہے جس کے تحت بندہ دن میں پانچ مرتبہ محبوبِ حقیقی کی یاد میں دنیا سے کٹ کر محوِ ذکر رہتا ہے۔ زکوٰۃ محبوب کی رضا کے لئے اپنا مال خرچ کرنے سے عبارت ہے۔ اسی طرح روزہ' محبوب کے حکم پر کھانے پینے سے پرہیز کا نام ہے لیکن حج کا سفر سراسر محبت کا سفر ہے اس کا ہر ہر رکن رسوم محبت کی ادائیگی ہے۔ حج میں انسان محبوب کی رضا اور خوشنودی کے لئے فخر و تکبر اور زیب و زینت کا لباس اتار کر صرف دو سادہ چادریں پہن لیتا ہے' جائز نفسانی خواہشات سے بھی دست کش ہو کر صرف اللہ کی یاد میں اس کے محبوب بندوں کی سنت کے مطابق دیوانہ وار دوڑتا ہے' کبھی پتھر چومتا ہے کبھی کعبہ کی دیواروں کو بوسہ دیتا ہے کبھی صفا و مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان دوڑتا ہے' کبھی ٹھہرتا ہے اور کبھی دعائیں کرتا ہے۔ اسی طرح منیٰ کی طرف روانگی' میدان عرفات اور مزدلفہ میں قیام اور وہاں جانوروں کی قربانی وغیرہ یہ سب کچھ کیا ہے؟ فقط نقوش

پائے محبوب کی تلاش ہی تو ہے' الغرض ہر عمل اللہ کے محبوب بندوں حضرت ابرہیم خلیل اللہ' آپ کی زوجہ محترمہ حضرت ہاجرہ اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہم السلام کی یاد تازہ کرتا ہے۔

کتاب ہذا "فلسفہ واحکام حج" بھی علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کے اس موضوع پر دیئے گئے محبت بھرے خطبات کا مرتب شدہ مجموعہ ہے۔ بیان چونکہ سراسر محبت کا تھا اس لئے ظاہر ہے الفاظ کے دامن میں محبت کی چاشنی سمیٹنے کے لئے وسعت نہیں ہوتی اس لئے کہ

محبت معنی والفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ وہ نازک حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

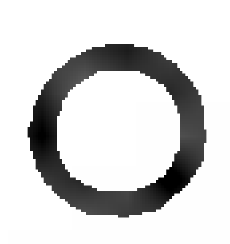
تاہم ان خطبات کو ترتیب وتدوین کے مرحلے سے گزارتے ہوئے مقرر کے جذبۂ عشق اور محبت کی چاشنی کے رنگ کو بحال رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی محبت سے نوازے۔ آمین

(ادارہ)

باب۔ ۱

حج ---- مظہرِ محبت



زیرِ نظر عنوان کے تحت جملہ ارکان اسلام میں حج کی خصوصی اہمیت کو اس حوالے سے بیان کرنا مقصود ہے کہ ▪▪ سراسر ایسی عبادت ہے جو عشق و محبت الہیہ کی مظہر و آئینہ دار ہے اور اسے عقل و دماغ کے کسی پیمانے سے ناپا نہیں جا سکتا۔

(قرآن کریم میں فرضیت کے باب میں ارشاد ربانی ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۝ (آل عمران' ۳:۹۷)

اور لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو' اس کا حج کرے۔)

درج بالا آیہ کریمہ میں اللہ رب العزت نے ان لوگوں کے لئے حج کرنا لازم قرار دے دیا ہے جو صاحب استطاعت ہیں اور مالی حیثیت و استطاعت کے ساتھ ساتھ بیت اللہ پہنچنے کی توفیق اور طاقت رکھتے ہیں۔

فطرت انسانی اور محبت

حج کیا ہے؟ اور اس کے پیچھے کون سا مقصد کار فرما ہے اسے سمجھنے کے لئے ضروری ہو گا کہ انسانی شخصیت کا سرسری تجزیہ کر لیا جائے۔

خالق موجودات نے اپنی تمام مخلوقات میں حضرت انسان کو مکمل اور جامع مخلوق بنایا ہے۔ خلقت کے اعتبار سے اس کی شخصیت کی اس ہمہ گیر جامعیت ہی کی بنا پر اسے اشرف المخلوقات قرار دیا گیا ہے۔ انسانی شخصیت کے اجزائے ترکیبی کا جائزہ لیں تو اس کا پیکر خاکی محض عقل' فکر و خیال' اور فہم و بصیرت سے ہی عبارت نہیں بلکہ خالق کل نے اس کے اندر طرح طرح کی صلاحیت و استعداد کے

جوہر اور لطیف جذبات محبت بھی عطا کر رکھے ہیں جن کی بناء پر اسے عقل و خرد کے ساتھ ایک دل بھی عطا کیا گیا ہے۔ گویا سوچنے کے مادے کے ساتھ اسے کسی کو چاہنے کا جذبہ بھی عطا ہوا ہے۔ اب سوچنے اور چاہنے میں بہت بڑا بنیادی فرق یہ ہے کہ جہاں سوچ نفع و نقصان اور سود و زیاں کے تابع ہوتی ہے اور انسان کوئی کام کرنے سے پہلے اس کے نتیجے پر نظر رکھتے ہوئے غور و فکر کرتا ہے کہ میں یہ کام کروں یا نہ کروں۔ وہاں چاہت اور محبت ان تصورات و خیالات سے بے نیاز ہوتی ہے۔ انسان جس کسی کو دل و جان سے چاہنے اور محبت کرنے لگتا ہے پھر وہ مادی نفع و نقصان پر مبنی عقل و خرد کے تمام فیصلوں کو نظر انداز کر کے اس کی طرف بے اختیار کھنچا چلا جاتا ہے۔ اس کے اندر رکھا ہوا شوق محبت اسے مجبور کرتا ہے کہ سوچے سمجھے بغیر آستانہ محبوب پر اپنا تن من دھن سب کچھ نچھاور کر دے۔ دل جو گہوارہ محبت ہے اس کے بارے میں رب ذوالجلال نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ (الملک، ۶۷:۲۳)	اور تمہارے لئے کان، آنکھیں اور دل بنائے۔

چنانچہ انسان کو حواس خمسہ ظاہری (دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے کی پانچ قوتیں) اور حواس خمسہ باطنی (عقل انسانی کے پانچ حواس) عطا کئے گئے اور اس کے علاوہ اسے قلب و روح اور وجدان سے بھی نوازا گیا۔ ان سب عناصر کو ملا کر ہی انسانی شخصیت کا جامع ڈھانچہ تیار ہوتا ہے۔ خالق مطلق نے اس کے دل میں کسی سے محبت کرنے کا بنیادی تقاضا اور شوق رکھ دیا ہے اور اسے ایمان و یقین اور اطاعت و محبت کے لطیف جذبات سے بہرہ ور کیا۔ بنابریں انسان کی مختلف حیثیات ہیں، جن میں بنیادی تقاضائے محبت کی تکمیل کے لئے مختلف مظاہر

محبت پیدا کیے گئے جن سے تعلق کی نسبت سے انسان اپنے جذبہ محبت کی تسکین اور اس کی تکمیل کا سامان فراہم کرتا ہے۔

مظاہر محبت قرآن حکیم کی نظر میں

قرآن حکیم نے اس بارے میں ارشاد فرمایا:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ (آل عمران، ۳:۱۴)	لوگوں کے لئے ان کی مرغوب چیزوں عورتوں اور بیٹوں کی محبت خوشنما بنا دی گئی۔

گویا یہ چیز انسان کی فطرت میں شامل ہے کہ اس کے نفس میں عورتوں، اولاد اور مال و دولت کی محبت کی کشش رکھی گئی ہے۔ مادی محبت کے مختلف روپ اور زاویہ ہائے نگاہ ہیں۔ عورت کی محبت، جاہ و منصب کی محبت، دنیوی سامان کی محبت اور طاقت و اقتدار کی محبت وغیرہم اس کی مختلف صورتیں ہیں جن کی طرف مذکورہ آیہ کریمہ میں واضح طور پر ارشاد کیا گیا ہے۔ یہاں یہ بات توجہ طلب ہے کہ یہ سب مظاہر محبت جن کی طرف انسان کا رجحان ہے اور وہ فطری طور پر ان کی طرف لپکتا ہے اور اس کے دل میں ان کا ایک مقام ہے، انسان کے اندر بشری تقاضوں کے تحت پائے جاتے ہیں۔

مادی مظاہر محبت کا خدا اور رسول ﷺ کی محبت سے موازنہ

محبت کے دنیاوی مظاہر کا ایک حد سے متجاوز ہو جانا انسانی شخصیت کو توازن و اعتدال کی راہ سے دور لے جا کر تباہی و بربادی سے ہمکنار کر دیتا ہے جیسا کہ سورہ توبہ میں اللہ رب العزت نے مظاہر محبت گنوا کر انسان کو ان کے نتائج سے خبردار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ	اے حبیب ﷺ آپ فرمائیے اگر

اِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَ مَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ

(التوبہ ۹:۲۴)

تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار اندیشہ کرتے ہو جس کے مندے کا اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو زیادہ پیارے ہیں تمہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ اپنا حکم۔

اس آیہ کریمہ میں رب ذوالجلال نے اپنے حبیب ﷺ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر ان کی ساری محبتیں جن کا اوپر تفصیل کے ساتھ ذکر ہوا ہے انہیں اللہ ورسول کی محبت اور فی سبیل اللہ جہاد سے بڑھ کر عزیز ہیں تو انہیں ہلاکت وتباہی کی راہ پر ڈال کر ذلت وخواری کے اندھے گڑھوں میں پھینک دیا جائے گا۔ وہ لوگ جو گناہ ونافرمانی کی راہ میں آگے نکل جاتے ہیں انہیں ہدایت ایزدی نصیب نہیں ہوتی اور عذاب الٰہی ان کا مقدر بن جاتا ہے۔

بہرحال یہ بات ثابت اور طے شدہ ہے کہ یہ سب دنیاوی محبتیں انسان کے خمیر میں شامل ہیں۔ ماں باپ کی محبت' بیوی بچوں کی محبت' کنبہ اور قبیلہ کی محبت' تجارت ومعیشت کی محبت' خوبصورت عمارتوں اور سامان واسباب کی محبت۔ ان سب کا حصول اس کی زندگی کا مقصد ہے اور ان سے اس کے شوق محبت کی تسکین ہوتی ہے۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ ان مادی محبتوں اور رغبتوں کو زندگی سے کلیتاً ختم کردینا ہرگز ارادہ خداوندی نہیں ہے۔ اس لئے انسان سے یہ

تقاضا مطلقاً نہیں کیا جارہا کہ وہ ان بشری تقاضوں اور میلانات کو یکسر اپنی زندگی سے خارج کردے بلکہ اس بنیادی نکتہ کی طرف توجہ مبذول کروائی جارہی ہے کہ یہ مادی محبتیں اور رغبتیں اللہ و رسول کی محبت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کی رغبت پر غالب نہ آجائیں۔ اگر خدا اور رسول کی محبت اور ان کی راہ میں جہاد کا شوق باقی سب آنی وفانی محبتوں پر غالب وحاوی ہو جائے تو پھر ایمان کو کوئی خطرہ لاحق نہیں اور دنیا کی عارضی محبتوں کی خود بخود کانٹ چھانٹ ہوتی رہے گی اور وہ ایک مقام اور حد سے آگے نہ بڑھنے پائیں گی۔

سفرِ محبت۔ مجاز سے حقیقت کی طرف

خدا کی ذات کریمانہ نے انسان کے جذبات عشق و محبت کی تسکین کے لئے اس مادی دنیا میں بے شمار اسباب مہیا فرمائے ہیں۔ مجازی محبت کسی دنیاوی محبوب سے والہانہ قلبی تعلق اور وابستگی کا تقاضا کرتی ہے لیکن اس محبت میں آخرکار ایک مقام ایسا آتا ہے کہ جذبہ محبت سرد اور ماند پڑنے لگتا ہے اور شوق کے والہانہ پن میں بتدریج کمی آنے لگتی ہے۔ اگر محبت کا جذبہ خلوص اور وفاداری پر مبنی ہو تو مشیت ایزدی انسان کی قدم قدم پر رہنمائی کرتی ہے اور اسے اس مخفی شوق کی تسکین کے لئے وہ راہ سجھاتی ہے جس سے دنیاوی فانی محبتوں اور رغبتوں کا ہر نقش اس کے لوح دل سے محو ہو کر اس کی جگہ وہ دائمی نقش ثبت ہو جاتا ہے جو محبوب حقیقی کی لازوال یاد کا مظہر بن جاتا ہے۔ باری تعالٰی بندوں کی رہنمائی کے لئے ارشاد فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

(البقرہ، ۲:۱۶۵)

اور جو ایمان والے ہیں ان کو تو صرف اللہ کی محبت سب سے زیادہ ہے۔

اس آیہ کریمہ کی رو سے اہل ایمان کا شیوہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جوں جوں

ان کا ایمان اپنے کمال کو پہنچتا ہے وہ دنیاوی محبوبوں سے کٹ کر ذات باری سے جو محبوب حقیقی اور صاحب حسن و جمال ہے' ٹوٹ ٹوٹ کر محبت کرنے لگتے ہیں جب ان کے قلوب میں عشق الٰہی کی آگ بھڑکتی ہے تو سب دنیاوی محبتیں اس میں خس وخاشاک کی طرح بھسم ہو جاتی ہیں اور یاد الٰہی کی شعاعوں سے ان کے من کی دنیا روشن ہو جاتی ہے۔ محبت الٰہی جب قلب و باطن میں فروغ پا کر جاگزیں ہو جاتی ہے تو اس کی نوعیت محض رسمی و قانونی اور عقلی نہیں رہتی بلکہ ایسا پختہ تر قلبی تعلق ذات باری تعالیٰ سے استوار کر لیتی ہے کہ اس کے پیمانہ محبت میں باقی سب وابستگیاں اور رشتہ و تعلق کے سب مظاہر ہیچ اور بے معنی ہو جاتے ہیں۔

بندۂ مومن اور فلسفی کے تعلق میں فرق

خدا کی ذات سے عقل و منطق کی اساس پر تعلق قائم کرنا صرف فلسفی و منطقی کا کام ہے۔ جتنا بڑا فلسفی ہوگا اتنا ہی وہ ہر معاملے میں فلسفہ بگھارنے اور عقلی گتھیاں سلجھانے میں سر پیٹتا رہے گا اور ذات و صفات کے اثبات میں عقلی دلائل جمع کرنے میں شب و روز لگا رہے گا۔ لیکن ایک فلسفی کبھی بندہ مومن کا مقام نہیں حاصل کر سکتا کیونکہ ان دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ فلسفی ہر بات میں عقلی استدلال کا سہارا لیتا ہے اور باری تعالیٰ سے اپنا تعلق قانونی اور رسمی حوالے سے قائم کرتا ہے جبکہ بندہ مومن کا تعلق خدا کی ذات سے قانونی نسبت سے بدرجہا بلند و بالا ہے۔ وہ اپنے رب سے اس نوعیت کا تعلق استوار کرنے کا متمنی و خواستگار ہوتا ہے جس میں عشق کا جذبہ' محبت کی چاشنی اور ذوق و شوق کی حلاوت ہوتی ہے۔ تڑپنے پھڑکنے کی کیفیت' ایثار و قربانی اور سوز و ساز سے بھرپور جذبات محبت بندہ مومن کے قلب و باطن میں یک گونہ بے چینی و اضطراب کا شعلہ بھڑکا دیتے ہیں۔ پھر وہ راتوں کی خلوتوں میں اٹھ اٹھ کر اپنے رب کے حضور اشکوں کی سوغات کے ساتھ حاضر ہوتا ہے اور اسے منانے کے لئے بے قرار رہتا ہے۔ رب تعالیٰ اپنے

بندے سے اسی قسم کا والہانہ تعلق چاہتا ہے جس میں عقل و خرد کی مصلحتیں قانون اور رسم و رواج کے تقاضے اور رشتے سب بھول جائیں اور تعلق محبت جنون کی حد تک پہنچ جائے۔ اس کیفیت سے سرشار ہو کر بندہ مومن احکام الٰہی کو بلاچون وچرا ماننے لگتا ہے اور کسی بات کو عقل و منطق کی کسوٹی پر نہیں پرکھتا۔ محبت خود سپردگی اور والہانہ پن کا تقاضا کرتی ہے۔ اس کو تنقید سے کوئی سروکار نہیں ہوتا بلکہ وہ محبوب کے اشارۂ ابرو پر نام وناموس' عزت و آبرو' آرام وسکون حتی کہ جان کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتی۔

بندۂ مومن اور عشق و محبت کی کرشمہ سازیاں

بندہ مومن کا رب کی ذات سے والہانہ تعلق اسے دنیا وماسواے بیگانہ بنادیتا ہے۔ اس کی راتوں کی ساعتیں سجود وقیام' گریہ وزاری' آہ وبکا اور نالہ وفریاد سے عبارت ہوتی ہیں۔ وہ عجز و انکساری سے گڑگڑا کر ندامت کے آنسوؤں سے ترجبیں کو خاک آلود کرتا ہے اور اپنے رب کو منانے کے لئے آنسوؤں کے موتی خاک میں رولتا ہے۔ عقل ان میں سے کسی شے کی اجازت نہیں دیتی۔ قانونی تقاضے اور رسم و رواج ان کیفیات جذب ومستی سے قطعاً ناآشنا وبیگانہ ہیں کیونکہ یہ سب باتیں عقل و خرد کی نہیں بلکہ عشق و محبت کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ اللہ رب العزت اپنے حال میں مست شب خیزی کرنے والے اور راتوں کی تنہائیوں میں سجود وقیام میں مصروف رہنے والے بندوں کا تذکرہ اپنے کلام پاک میں یوں فرماتے ہیں!

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا (الفرقان' ۲۵:۶۴)

اور جو لوگ اپنے پروردگار کی رضا کے لئے اس کے حضور میں کبھی سجود اور کبھی قیام میں راتیں بسر کرتے ہیں۔

اور ایک دوسرے مقام پر ان کی شان میں ارشاد فرمایا گیا:

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰہَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ

(آل عمران' ۳:۱۹۱)

(ان کے دل یاد الٰہی میں مشغول رہتے ہیں) جو کھڑے' بیٹھے اور پہلوؤں پر لیٹے ہر حال میں اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں۔

بندگان حق صبح و شام اپنے رب کے شوق دید میں پیکر اضطراب بنے اسے یاد کرتے رہتے ہیں اور یہ تعلق عشق و محبت کی بنا پر استوار ہوتا ہے۔ یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ بندے کی فطرت میں یہ چیز شامل ہے کہ وہ جسے اپنے عشق و محبت کا محور بناتا ہے کسی نہ کسی روپ میں اس کی آرزوئے دید میں بیتاب اور بے چین رہتا ہے اور صبر و قرار کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔ اقبال ؒ اسی کیفیت کو کس خوبصورتی سے زبان شعر میں بیان کرتے ہیں

؎ کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

بات محب کی ہو رہی تھی کہ وہ اپنے ذوق محبت کی تسکین اور تعلق بندگی کی تکمیل کے لئے محبوب کو دیکھنے کا آرزومند رہتا ہے اور اس کی جدائی میں محبوب کے گلی کوچوں اور ہر اس چیز سے جسے اس سے نسبت ہو دیکھ کر اسے تسکین ملتی ہے۔ محبت میں کیا گزرتی ہے؟ اس کا حال پوچھنا ہو تو مجنوں سے پوچھو جسے لوگوں نے دیکھا کہ ایک کتے کے تلوے چوم رہا تھا۔ پوچھا یہ کیا دیوانگی کی حرکت کر رہے ہو؟ کہنے لگا تمہیں کیا خبر! یہ کتا اکثر میری لیلیٰ کی گلی سے گزر کر جاتا ہے

؎ پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفتہ ایں چہ بود
گفت گاہے گاہے ایں در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

محبت میں وارفتگی اور ٹوٹ کر چاہنے کا انداز

یہ تقاضائے محبت ہے کہ محبوب کے ہجر میں عاشق زار کو اس سے منسوب کوئی چیز نظر آجائے تو وہ اپنی جان سوختہ اور قلب پریشاں کی تسکین کے لئے اس کی طرف دیوانہ وار لپکتا ہے اور بہ دل وجان اسے چاہنے لگتا ہے۔ محبوب سے جنون کی حد تک ٹوٹ ٹوٹ کر محبت کرنے اور سب سے کٹ کر اسی کا ہو کر رہ جانے کا ذکر اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے!

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا○ — اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔ (المزمل ۷۳:۸)

محبت میں اس حد تک آگے نکل جانا کہ ہمہ وقت محبوب کا نام ہی ورد زبان ہو کر رہ جائے محب کی فطرت میں رکھ دیا گیا ہے اور درج بالا ارشاد قرآنی کی رو سے مولا اپنے بندے سے اسی قسم کی محبت کا طالب ہے۔ اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا جذبہ محبت کی اس شدت و بے خودی کی تسکین کا بھی کوئی سامان مہیا کیا گیا جس سے بندہ اپنے مولا سے ایسی وابستگی کا تعلق استوار کر سکے؟ عبادات میں نماز کو لیجئے جس میں بندہ اپنے رب کی یاد میں یکسوئی اور محویت کے عالم میں ڈوب کر آنسو بہاتا ہے لیکن نماز میں رونا دھونا اور آہ وزاری' جذبہ محبت الٰہی کی تسکین نہیں کرتا بلکہ بندہ مومن کے سینے میں عشق و محبت کی آگ کو اور بھڑکا دیتا ہے اور محبوب حقیقی کے ہجر سے پیدا ہونے والے اضطراب و بے چینی میں دوچند اضافہ کر دیتا ہے۔

روزے سے محبوب کے حکم کی تعمیل تو ہو جاتی ہے لیکن اس جذبہ محبت کی تسکین نہیں ہو پاتی اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی محبوب کے احکام کی تعمیل اور پیروی تک محدود ہے اور اس سے عشق و محبت کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ حکم

ماننا اور بات ہے اور محبوب کے پیکر حسن و جمال کو دیکھ دیکھ کر جینا اور اس کی تلاش و جستجو میں آوارہ و سرگرداں پھرنا اور بات ہے۔

تقاضائے محبت کی تکمیل و تسکین کا ذریعہ صرف حج ہے

ہم نے دیکھا کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور کسی بھی نفلی و فرض عبادات سے حکم الٰہی کی تکمیل تو ہو جاتی ہے لیکن عشق و محبت کی وہ آگ جو بندہ مومن کے سینے میں محبوب کے ہجر و فراق کی وجہ سے بھڑکتی رہتی ہے ختم نہیں ہوتی۔ پھر بندہ سراپا سوال بن کر اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے کہ اسی نے سب جذبات عشق و مستی انسان کے اندر پیدا کئے ہیں اور وہی ان کی تسکین کا سامان بہم پہنچاتا ہے تو اسے جواب ملتا ہے کہ اگر اپنے عشق و محبت کے تقاضوں کی تکمیل چاہتے ہو تو میرے گھر میں حج کے لئے آجاؤ کہ سب عبادات میں صرف حج ہی ایسی عبادت ہے جو سرتاپا جنون و وارفتگی اور عشق و محبت کی آئینہ دار ہے اور اس میں عقل و منطق اور قانون کا کوئی عمل دخل نہیں۔

حج کا اگر تجزیہ کریں تو اس کے مناسک و ارکان سراسر شعائر اللہ (اللہ کی نشانیاں) کی تعظیم اور محبوبان الٰہی کی یاد میں عشق و محبت کے والہانہ پن سے عبارت ہیں۔ اللہ کے گھر میں داخل ہوتے ہی آنکھیں برسات کا منظر پیش کرنے لگتی ہیں اور آنسوؤں کی پہلی جھڑی سے ہی اس جذبہ عشق و مستی کی تسکین محسوس ہوتی ہے جسے جدائی کی آنچ نے اور سوا کر دیا تھا۔ خانہ خدا میں قدم رکھتے ہی بندہ دیوانہ وار پتھروں سے بنی ہوئی ایک عمارت کے گرد دوڑنا اور چکر لگانا شروع کر دیتا ہے۔

وہ اس امن والے شہر میں یہ سمجھ کر قدم رکھتا ہے کہ میرے محبوب کا شہر ہے حرم کعبہ میں پہنچ کر وہ ابھی سجدہ ریز نہیں ہوتا، رکوع و قیام اور نماز میں داخل نہیں ہوتا بس غلاف کعبہ کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں کے پیمانے اشکوں سے لبریز ہو جاتے ہیں اور پلکوں تلے برسات کا سا سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ کوئی اسے پوچھے کہ یہ

رقت اور گریہ وزاری کی کیفیت کیوں طاری ہوگئی تو اس کے پاس عقلی طور پر کوئی جواب نہ بن پائے گا۔ وہ بے ساختگی سے بس یہ کہہ سکے گا کہ مجھے کچھ پتہ نہیں۔ یہ میرے محبوب کا گھر ہے جسے جاگتی آنکھوں دیکھنے کی آرزو ساری زندگی اس کے دل میں پرورش پاتی رہی ہے اور اس کی زندگی کے یہ لمحات عمر بھر کی تمنا کا حاصل ہیں جن کے لئے اس نے ہزاروں میل کی مسافت طے کی ہے اور طویل سفر کی صعوبتیں اور تکلیفیں جھیلی ہیں۔

مناسکِ حج عشق و محبت کا آئینہ دار ہیں

پھر وہ حدود حرم میں داخل ہونے سے قبل اپنے قیمتی اور بڑے چاؤ سے سلائے ہوئے کپڑے اتار پھینکتا ہے اور دو سادہ ان سلی چادریں جو کفن سے مشابہ ہیں، زیب تن کرلیتا ہے۔ ٹوپی دستار جسے عزت کا نشان سمجھا جاتا ہے، اتار کر پیکرِ عجز وانکسار بن کر ننگے سر اور ننگے پاؤں محبوب کے گھر کے صحن میں آجاتا ہے اور ایک طرح کی
(۱) بیخودی سے دیوانہ وار دوڑنے لگتا ہے اور حرم کعبہ کے گرد سات چکر مکمل کرتا ہے جسے عرف عام میں ''طواف'' کہا جاتا ہے وہ ایک گوشے میں ایک پتھر نصب دیکھتا ہے جس کی طرف وہ دیوانہ وار لپکتا ہے اور ہزار دھکم پیل کے باوجود بڑی محنت وجانفشانی سے اس کے قریب پہنچتا ہے اور بے اختیار اسے چومنے لگتا ہے۔ وہ اس کی عقلی دلیل نہیں کرپاتا اسے بس اتنا پتہ ہے کہ یہ حجر اسود ہے جسے سرکار دوجہاں ﷺ نے بوسے دیئے تھے اور اسی نسبت سے اسے بوسہ دینا وہ بہت بڑی سعادت خیال کرتا ہے۔ یہ سب کچھ سوائے جذبہ محبت کی تسکین کے اور کیا ہے؟

(۲) طواف سے فارغ ہو کر وہ ایک مقام پر جہاں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ثبت ہیں رک جاتا ہے اور وہاں اس ارشاد خداوندی کی تعمیل میں سجدہ ریز ہوتا ہے جو —— بمصداقِ ارشاد ربانی

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى (البقرۃ ۲:۱۲۵) پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کے مقام کو نماز کی جگہ بناؤ۔

کی صورت میں تمام حجاج کے لئے تاقیام قیامت ابدی حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ یوں تو تمام روئے زمین امت مسلمہ کے لئے سجدہ گاہ ہے لیکن اس مقام کو خصوصیت کے ساتھ مصلیٰ (جائے نماز) بنانے کا حکم ہوا اس لئے کہ یہاں اللہ کے ایک محبوب بندے کے مبارک قدم لگے تھے۔

(۳) پھر وہ بیت اللہ سے کچھ فاصلے پر دو پہاڑ صفا اور مروہ دیکھتا ہے جن کی طرف اس کے قدم بے اختیار اٹھ جاتے ہیں اور وہ دوڑ کر کبھی اس پہاڑ پر چڑھتا ہے اور کبھی اس پہاڑ پر اور اس طرح ان کے درمیان سات چکر مکمل کرتا ہے جسے سعی صفا و مروہ سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ عجیب ماجرا ہے کہ یوں تو دنیا میں ہزارہا پہاڑ ہوں گے لیکن ان دو پہاڑوں کی بات ہی کچھ اور ہے۔ ان دو پہاڑوں کی نسبت اللہ کی پیاری بندی حضرت ہاجرہ اور اس کے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہما السلام سے ہے جن کی بناء پر انہیں شعائر اللہ قرار دے دیا گیا۔

والہانہ عشق و محبت کے مظاہر

اللہ کا بندہ احرام باندھے ہوئے ننگے سر جب صفا و مروہ کی سعی کر لیتا ہے تو اس کی حجامت بڑھی ہوئی ہوتی ہے اور بال کنگھی سے بے نیاز کھلے چھوڑے ہوتے ہیں۔ جب وہ سات چکر مکمل کر لیتا ہے تو وہ بال جن کو اپنی زیب و زینت سمجھ کر بنا سنوار کر رکھتا تھا انہیں استرے سے منڈوا ڈالتا ہے پہلے ناخن بڑھے ہوئے تھے جنہیں وہ کٹوانے سے اجتناب کرتا تھا اب انہیں کٹوا لیتا ہے۔ کبھی منیٰ کی طرف بھاگتا ہے خیمے گاڑتا ہے اور عرفات میں شام تک قیام کرتا ہے۔

(6) عرفات میں نماز ظہر کا وقت آتا ہے تو وہ جو عمر بھر قانون خداوندی

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء ۴: ۱۰۳)

بے شک مسلمانوں پر نماز بہ قید وقت فرض ہے۔

کی تعمیل میں ہمیشہ نماز اپنے وقت پر پڑھنے کا عادی تھا۔ ظہر کی نماز کے ساتھ عصر کو ملا کر پڑھتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ صرف اس لئے کہ اس کے محبوب ﷺ نے اس میدان عرفات میں ظہر و عصر کو ملا کر پڑھا تھا۔ اب اس کی پیروی ہر خاص و عام کے لئے واجب قرار پائی۔ اس میں عقل و منطق کا کوئی دخل نہیں۔ نہ کوئی سفر درپیش ہے نہ جہاد ہے اور نہ کوئی مجبوری۔ بس حکم ہے کہ عصر کو ظہر کے وقت میں ادا کیا جائے۔ پھر مغرب کا وقت آجاتا ہے۔ وہ عمر بھر غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب ادا کرنے کا پابند تھا۔ لیکن یہاں آکر قانون شریعت کی وہ پابندی معطل ہو گئی۔ وہ نماز کا وقت دیکھتا ہے لیکن اس کی ادائیگی سے اس لئے گریز کرتا ہے کہ محبوب خدا ﷺ نے اس وقت نماز ادا نہیں کی تھی۔ وہ اس
(7) نماز کو مزدلفہ جاکر عشاء کی نماز کے ساتھ پڑھتا ہے۔

مزدلفہ پہنچ کر سفر سے تھکا ہوا انسان سوچتا ہے کہ رات گزرنے کے بعد کچھ ستاؤں اور آرام کرلوں لیکن ندا آتی ہے کہ مزدلفہ کو چھوڑ کر خیمہ یہاں
(8) (منیٰ میں) گاڑ لے اور پتھر کے ستونوں کو شیطان سمجھ کر انہیں کنکریاں مارے۔ عقل لاکھ کہتی ہے کہ شیطان کہاں یہ تو پتھر ہیں انہیں کنکریاں کیوں ماری جائیں؟ لیکن عشق کہتا ہے کہ یہاں تیرا حکم نہیں چلتا میرا حکم ہے کہ ان پتھروں کو کنکریاں ماری جائیں۔ پس وہ محبت کے آگے سر تسلیم خم کر کے تین دن تک انہیں کنکریاں مارنے جاتا ہے۔ یہ کیا ماجرا ہے؟ اس فعل کو اللہ کے ایک مقرب بندے سے نسبت ہے جس نے ایسا ہی کیا تھا۔ اللہ کو یہ ادا اتنی پسند آگئی کہ اب اس کی یاد کو قیامت تک دہرانے کا حکم دے دیا گیا۔

پھر اللہ کا بندہ منیٰ پہنچ کر قربانی کرتا ہے اور قربانی کے بعد شہر مکہ لوٹ آتا ہے کبھی یہ صحراؤں میں پھرتا ہے کبھی جنگلوں میں ڈیرے لگاتا ہے اور کبھی شہروں میں آتا ہے۔ عجیب معاملات عشق ہیں! شعائر اللہ کی بغیر سوچے سمجھے تعظیم اور دیوانہ وار طواف اور بھاگ دوڑ یہ سب باتیں پاس ادب اور تقاضائے محبت ہیں۔ ان کی کوئی عقلی دلیل ممکن نہیں۔ بس محبوبان الٰہی کی یادیں ہیں جنہیں جاری وساری کرنے کا اہتمام عبادت کا درجہ اختیار کر گیا ہے۔

شعائر اللہ کی تعظیم اور حج

شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم حج میں بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

ذٰلِکَ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ○
(الحج، ۲۲:۳۲)

حقیقت یہ ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا ادب واحترام کرے تو یہ اس وجہ سے ہے کہ دلوں میں تقویٰ ہے۔

شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم اور ان کا ادب اللہ کی نظر میں اتنا مقام رکھتا ہے کہ اسے دلوں کے تقویٰ سے تعبیر کیا جارہا ہے۔

ویسے تو پہاڑ، پتھر اور قربانی کے جانوروں کی حیثیت عام چیزوں جیسی ہے لیکن خدا کے محبوب و مقبول بندوں سے نسبت ہونے کی بناء پر ان کی تعظیم وادب اتنی بڑی عبادت بن گیا جو دلوں کے تقویٰ کا موجب ہے۔ ارشاد فرمایا گیا:

ذٰلِکَ وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ
(الحج، ۲۲:۳۰)

ان احکام کو یاد رکھو اور جو شخص تعظیم کرتا ہے اللہ کے محترم احکام کی تو یہ بہتر ہے اس کے لئے اپنے رب کے ہاں۔

پس جو شخص شعائر اللہ کا احترام اور تعظیم بجالاتا ہے اس کا یہ فعل مندرجہ بالا فرمودہ خداوندی کے مطابق اللہ کے ہاں بہتر قرار دیا گیا ہے۔

عبادت اور ادب میں فرق

یہاں ایک نکتہ غور و فکر اور توجہ کا محتاج ہے کہ عبادت خدا کے لئے ہوتی ہے جبکہ ادب و تکریم مخلوق خدا کا ہوتا ہے جس کا عبادت سے کوئی سروکار نہیں۔ جب شعائر اللہ کی تعظیم و ادب کا حکم دیا جارہا ہے تو اس کے پس پردہ حکمت یہ ہے کہ رب العزت نے انسان کے ذوق محبت کو بلند و بالا مقام عطا کیا ہے۔ اس طرح کہ اپنے انبیاء کرام اور برگزیدہ و مقبول بندوں کی داستانوں اور زندگی کے ان واقعات کو چن چن کر بنی نوع انسان کے سامنے رکھا ہے جو عشق و محبت' ایثار و قربانی اور وفا کے باب میں سب کے لئے ابدی معیار کا درجہ اختیار کر گئے ہیں۔ لہٰذا شعائر اللہ کی یاد کو قلوب و اذہان میں جاری و ساری رکھنے کے لئے گویا رب ذوالجلال کی طرف سے

؎ گاہے گاہے بازخواں ایں قصہ پارینہ را

کا پیغام تمام دنیائے انسانیت کو دیا گیا۔

ابراہیمی امتحان و آزمائش کے بصیرت افروز واقعات

○ پہلا امتحان

حضرت ابراہیم علیہ السلام عاشقوں کے قافلہ کے سردار ہیں۔ جد الانبیاء ہونے کے ناطے قرآن حکیم نے خصوصیت کے ساتھ ان کی داستان عشق و محبت' امتحان و آزمائش کے واقعات اور نمرود کی بھڑکائی ہوئی آگ میں بے خطر کود جانے کا قصہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔ جس کے بارے میں روایات ہیں کہ اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اگر آپ چاہیں تو آتش نمرود کو پر مار کر اسی پر الٹا دیں

لیکن اس پیکر تسلیم و رضا نے امتحان عشق سے راہ فرار اختیار نہ کی اور انجام سے بے پرواہ ہو کر

ع بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

کی داستان کا نمایاں عنوان تاریخ کے صفحات پر ثبت کر دیا۔ عشق کے اس امتحان میں کامیابی کا تذکرہ جو:

يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ

(الانبیاء ۲۱:۶۹)

(جب آپ کو آتشکدہ میں پھینکا گیا تو ہم نے حکم دیا) اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور حضرت ابراہیم کے لئے سلامتی کا باعث بن جا۔

کے الفاظ میں قرآن حکیم نے بیان کیا وہ آج بھی زبان زد خاص و عام ہے۔

○ دوسرا امتحان

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دوسرا امتحان عشق اس وقت لیا گیا جب بیٹا ابھی شیر خوار تھا۔ حکم ہوا کہ اپنی محبوب زوجہ حضرت ہاجرہ اور بیٹے کو بے آباد ویرانے میں لے جا کر چھوڑ آؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزمائش کا یہ مرحلہ بھی خندہ پیشانی اور کامیابی سے سر کر لیا اور مکہ کے قریب بنجر وادی میں انہیں چھوڑ آئے جس کا ذکر قرآن حکیم نے ان الفاظ میں کیا ہے:

اِنِّىْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِىْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِىْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ

(ابراہیم ۱۴:۳۷)

میں نے بسا دیا ہے اپنی کچھ اولاد کو اس وادی میں جس میں کوئی کھیتی باڑی نہیں۔ تیرے حرمت والے گھر کے پڑوس میں۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب ابھی کعبہ کی تعمیر عمل میں نہ آئی تھی لیکن

چشم افلاک اس بات کا نظارہ کر رہی تھی کہ یہ مقام جہاں حضرت ابراہیم اپنی اہلیہ اور لخت جگر کو چھوڑ کر جا رہے ہیں خدا کے گھر کے طور پر منتخب کر لیا گیا ہے۔ پھر مشیت خداوندی کی تکمیل خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کی صورت میں صفحہ ہستی پر انمٹ نقوش کا درجہ اختیار کر گئی۔ قرآن حکیم نے اس عظیم اور یادگار واقعے کو ان لافانی الفاظ میں ہمیشہ کے لئے اسلامی تاریخ میں محفوظ کر دیا ہے۔

وَاِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰهٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَاِسۡمٰعِیۡلُ (البقرہ '۲:۱۲۷)

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔

کیا دیدنی منظر تھا! باپ راج بیٹا مزدور کی حیثیت سے کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔ جب وہ گھر تعمیر ہو چکا تو بارگاہ خداوندی کی طرف سے عام اعلان کر دیا گیا کہ یہ گھر جو میرے دو عاشقوں نے اپنے خون پسینے کی محنت سے تعمیر کیا ہے میرا اپنا گھر ہے۔ یہ مقبول و محبوب بندے جن پر میرے عشق و محبت میں جتنے بھی امتحان آئے' سب میں وہ کامیاب اور سرخ رو نکلے ہیں۔ اب ان کو جزا دینے کا وقت آن پہنچا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم کے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعا قبولیت کے مقام کو پہنچی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا ظہور ہوا اور حضور ﷺ نے اپنے جد امجد کی یادگاروں کو شریعت محمدیہ ﷺ کا ضروری جزو بنا کر حج کے ارکان و مناسک کی صورت میں رہتی دنیا تک جاری و ساری کر دیا۔

○ تیسرا امتحان

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تیسرے امتحان کا مرحلہ اس وقت آیا جب ان کے بڑھاپے کی اکلوتی اولاد و فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام جو لاڈ اور محبت کی آغوش میں پلا اور بڑھا اس کے بارے میں حکم ہوا کہ اسے میرے نام پر قربان کر دو۔

قرآن حکیم میں باپ بیٹے کے درمیان جو مکالمہ مذکور ہے وہ قربانی کی تاریخ کا بے مثال اور شاندار باب ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ ○

(الصافات '۳۷: ۱۰۲)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں اب بتا تیری کیا رائے ہے۔ بیٹے نے عرض کیا۔ میرے والد بزرگوار کر ڈالئے جو آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں سے پائیں گے۔

عشق کے امتحان میں باپ اور بیٹے نے جو دونوں ایک ہی ذات کے عاشق اور محب تھے' بلا تامل اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ باپ چھری ہاتھ میں لئے بیٹے کے حلق کی طرف بڑھا اور بیٹا خود سپردگی کے عالم میں اللہ کی رضا پر قربان ہونے کے لئے بہ دل و جان آمادہ و تیار ہو گیا۔ شیطان نے لاکھ بہکانے اور ورغلانے کے جتن کئے لیکن ان کے پائے استقلال میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی۔ باپ نے بیٹے کی گردن پر تسلیم و رضا کی چھری چلا دی اور چشم فلک نے زیر آسمان وہ عجیب و غریب منظر دیکھا جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے راہ خدا میں قربان ہونے کا جذبہ قربانی کی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔ بقول اقبال ؒ

؎ یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ یادگار قربانی بارگاہ ایزدی میں یوں شرف قبولیت پا گئی کہ اس "ذبح عظیم" کی یاد کو رہتی دنیا تک علامتی طور پر قربانی کی

صورت میں زندہ جاوید کردیا گیا۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے راہ خدا میں جس طرح تسلیم و رضا کی گردن خم کردی اس کا ذکر قرآن مجید نے ان الفاظ میں کیا:

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۚ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ○

(الصافات، ۳۷: ۱۰۳-۱۰۵)

پس جب دونوں نے سر اطاعت خم کردیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹادیا اور ہم نے آواز دی اے ابراہیم! (ہاتھ روک لو) بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم اسی طرح محسنوں کو بدلہ دیتے ہیں۔

اس امتحان عظیم میں کامیابی کا مژدہ جانفزا قرآن حکیم نے ان الفاظ کے ساتھ اپنے محبوب بندے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو سنایا:

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ○ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ○

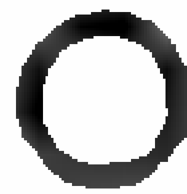
(الصافات، ۳۷: ۱۰۷، ۱۰۸)

اور ہم نے اسے بچالیا فدیہ میں ایک عظیم ذبیحہ دے کر۔ اور ہم نے چھوڑا ان کا ذکر خیر آنے والوں میں۔

اللہ رب العزت کو اپنے ان خاص بندوں کی ادا اتنی پسند آئی کہ اس واقعہ کو "ذبح عظیم" قرار دے کر ہر سال اس کی یاد کی تجدید کا حکم امت مصطفوی ﷺ کے لئے شریعت مطہرہ کا حصہ بنادیا جس کا اتباع تاقیام قیامت سنت ابراہیمی کے طور پر واجب قرار پایا۔

باب۔۲

حج کا تاریخی پس منظر



۱

سب سے پہلی مقدس عمارت جو روئے زمین پر عبادتِ خداوندی کے لئے تعمیر کی گئی اور جو گم کردہ راہ انسانیت کے لئے رشد وہدایت کا مرکزِ اوّلیں قرار پائی قرآن حکیم کی نصّ قطعی کے مطابق کعبۃ اللہ ہے جس کی بنیادیں منشائے ایزدی کی تعمیل میں ایک اولوالعزم اور جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مدد و معاونت سے جزیرہ نمائے عرب کے قدیم تاریخی شہر مکہ میں اٹھائیں۔ جیساکہ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ○ (آل عمران ۳:۹۶)

بنی نوع انسان کے لئے جو سب سے پہلا گھر (عبادت خانہ) بنایا گیا وہ مکہ مکرمہ میں ہے اور تمام جہان والوں کے لئے برکت اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

آیہ کریمہ بصراحت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ زمین پر ورودِ آدم کے بعد سرزمین مکہ کو بنی نوع انسان کی ہدایت کا پہلا مرکز ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ تاریخی تناظر میں دیکھیں تو یہ بات قرین فہم معلوم ہوتی ہے کہ خطۂ زمین جسے خانہ خدا کی تعمیر کے لئے منتخب کیا گیا کوئی بے آباد اور ویران مقام نہ تھا بلکہ مدت سے یہ انسانوں کی بستی بن چکا تھا۔ چونکہ اس مقدّس مقام کو آنے والی نسلوں کے لئے تہذیب وثقافت اور علم وعرفان کا گہوارہ بننا تھا۔ اس لئے اس پہلے گھر (بیت اللہ) کی مقدّس تعمیر کا فریضہ ان مقدّس ہاتھوں سے سرانجام پایا جو اللہ کے انتہائی برگزیدہ اور محبوب بندے تھے۔

اللہ اللہ! وہ کیا دیدنی منظر ہوگا جب انسانیت کے اوّلین معمار پتھر اور

گارے سے وہ لافانی اور یادگار عمارت تعمیر کر رہے ہوں گے جسے اس کائنات میں ثبت و دوام حاصل کرنا تھا۔ قرآن حکیم میں اس اوّلین تعمیر کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(البقرة، ۲:۱۲۷)

اور (اے محبوب) جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (اور ساتھ یوں عرض کرتے تھے) اے ہمارے رب! ہماری طرف سے (یہ خدمت) قبول فرما بلاشبہ تو ہی سننے جاننے والا ہے۔

تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کے اوّلین گھر کی تعمیر سب سے پہلے نسل انسانی کے ابّ و جد حضرت آدم علیہ السلام نے کی تھی اور یہ صدیوں تک دعوت و تبلیغ حق کا مرکز بنی رہی۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام کے دور میں کفر و شرک اور الحاد کے غلبے کی بناء پر ان کی دعا سے وہ عظیم طوفان (Great Deluge) آیا جس میں دنیائے کفر و شرک کی ہر شے صفحہ ہستی سے مٹ گئی۔ روایات میں ہے کہ طوفان نوح میں کعبہ کو آسمان پر اٹھا لیا گیا اور روئے زمین پر اس کے کوئی آثار باقی نہ رہے۔

سرزمین مکہ کی عظمت کا سبب

وہ مقدّس قطعہ زمین جسے خدا کے پہلے گھر کے لئے منتخب کیا گیا اسے یہ عزت و تکریم اور شرف اس لئے حاصل ہوا کہ اسے فخرِ دو عالم نبی آخر الزّمان ﷺ کے مولد و جائے پیدائش ہونے کا اعزاز ملنا تھا۔ اس سرزمین بطحاء پر فاران

کی چوٹیوں سے اس دائمی نور کا ظہور ہونا تھا جس کی تابانیوں سے ایک دن شرق و غرب کے سب اندھیرے دور ہونے والے تھے تاکہ خدا ناآشنا دنیا کو توحید کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا جاسکے اور آفتابِ رشد وہدایت کی کرنوں سے ظلمتوں میں ڈوبی ہوئی کائنات بقعۂ نور بن جائے یہی سبب ہے کہ تعمیر کعبہ کے بعد خانوادۂ اسمٰعیل علیہ السلام جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء ہونے کا شرف حاصل ہونا تھا اس سرزمین میں آباد ہو گیا اور نور ازلی پاکیزہ صلبوں میں منتقل ہوتا ہوا آخرکار پہلوئے آمنہ رضی اللہ عنہا سے ظاہر ہو گیا۔

کعبہ ---- دعوت و تبلیغ کا عالمگیر مرکز

کعبۃ اللہ کی تعمیر کی بنیاد ایمان واخلاص کے خمیر سے اٹھائی گئی۔ اگرچہ یہ تعمیر انتہائی سادگی کا مرقع اور ظاہری حسن و آرائش سے خالی تھی تاہم اس میں وہ کشش اور مقناطیسیت رکھ دی گئی کہ دنیا کے ہر ہر گوشے سے لوگ جوق در جوق اس کی طرف آنے لگے۔ قرآن حکیم زائرین کعبہ کے لئے اس مقام کی عظمت کے ضمن میں ارشاد فرماتا ہے:

فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ (آل عمران، ۳:۹۷)

اس میں اللہ کی کھلی نشانیاں ہیں (یہ ظاہری، باطنی، حسی، معنوی برکات سے معمور ہے انہی ظاہری نشانیوں میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے۔

جگہ جہاں اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک لگے ایسی روشن نشانیوں کی دلیل بن گئی کہ اس کی یاد انسانی قلوب واذہان سے گردش ایام کے باوجود کبھی محو نہ ہو سکی۔ تعمیر جس کی بنیاد مُوَحّد اعظم نے صدق واخلاص پر رکھی تھی رہتی دنیا تک مینارۂ نور بنی رہے گی۔ اس مقام کو عالمگیر دعوت

و تبلیغِ اسلام کے مرکز اور نقطۂ آغاز کے طور پر منتخب کرلیا گیا اور جس دینِ حنیف کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سرزمین کعبہ میں ڈالی اس کی تکمیل حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثت مبارکہ کے بعد اپنے انجام کو پہنچ گئی۔ گویا وہ بیج جو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے ارض بطحاء میں بویا تھا صدیوں بعد نمو پاکر ایک شجر سایہ دار کی صورت میں عالم پر سایہ فگن ہوگیا۔

دعوت ابراہیمی کی ہمہ گیریت

نوع انسانی کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے خدائے واحد وقدوس نے بنائے کعبہ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ سب جہان والوں کو اللہ کے گھر میں آنے کی دعوت دیں۔ اس عالمگیر دعوت اور پکار کا ذکر قرآن حکیم نے ان الفاظ میں کیا ہے:

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ○ (الحج '۲۲:۲۷)

اور (اے ابراہیم علیہ السلام) لوگوں میں حج کا اعلان کردو لوگ تمہارے پاس پیدل اور دبلے پتلے جانوروں پر دور دراز سے چلے آئیں گے۔

احادیث مبارکہ میں اس دعوت ابراہیمیؑ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ابوقبیس نامی پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہاں سے تمام ساکنانِ عالم کو بیت اللہ میں حاضر ہونے کے لئے ندا دی۔ روایات میں ہے کہ یہ ندائے ابراہیمی علیہ السلام نہ صرف عالم ارضی کے ہر متنفس نے سنی بلکہ عالم ارواح میں بھی اسے سنا گیا اور ہر ایک نے اس کے جواب میں اپنی اپنی استعداد کے مطابق لبیک کہا۔

خدائے قدوس نے پھر اپنے برگزیدہ پیغمبروں حضرت ابراہیم اور اسماعیل

کو اپنے گھر کے آداب ملحوظ رکھنے کی تعلیم بایں الفاظ فرمائی:

اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (البقرۃ '۲:۱۲۵)

میرے گھر کو طواف کرنے والوں' اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھیں۔

اس آیہ کریمہ میں انسانوں کو بیت اللہ کی حاضری کے آداب و قواعد اور تقاضوں کی بجا آوری کے بارے میں ارشاد فرمایا جارہا ہے اور اسے ہر قسم کی نجاست اور آلائش سے پاک وصاف رکھنے کی تعلیم دی جارہی ہے تاکہ یہ ہر پہلو سے خدا کے جمال و جلال کا مظہر اور اپنے تقدس کے اعتبار سے اس ظاہری و باطنی حسن و زیبائی کا آئینہ دار ہو جس میں خدائے واحد کی شان خلّاقیت و معبودیت جھلکتی ہو۔ خدا کا یہ گھر اپنے اچھوتے انداز میں شرق تا غرب رہنے والے انسانوں کی عبادت' طواف اور قیام و سجود کے لئے ہمہ وقت وقف ہے اور روز و شب کی کوئی ساعت ایسی نہیں جب پرستارانِ توحید اس میں محو عبادت نہ ہوں۔

موجودہ تاریخِ انسانی اور حج

موجودہ تاریخ انسانی کا آغاز آج سے کوئی ساڑھے چار ہزار سال پہلے ہوتا ہے اور یہی وہ زمانہ ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیغمبرانہ دعوت کے جواب میں حرم کعبہ کی تعمیر کے بعد پہلے حج کا آغاز ہوا۔ انسانی محفوظ تاریخ (Recorded History) کی شروعات اسی دور سے ہوئیں اور اس سے پہلے کا زمانہ گوشہ گمنامی میں پڑے ہونے کے باعث قبل از تاریخ (Prehistoric) زمانے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ موجودہ انسانی تہذیب و تمدن کے بانی اور مؤسسِ اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ

السلام ہیں جنہوں نے ظلم و جہالت کی سیاہی میں بھٹکنے والے قافلۂ انسانیت میں اجالے بھر دیئے۔ اسلام (بطور دین فطرت) کے پہلے داعی حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے جن کی دعوت و تبلیغ حق سے دنیائے کفر و الحاد توحید سے آشنا ہوئی اور خود ساختہ جھوٹے خداؤں کا غرور مٹی میں مل گیا۔

حج کی تاریخ کا آغاز

تاریخ کے مطالعے سے یہ حقیقت ابھرتی دکھائی دیتی ہے کہ باقاعدہ سلسلہ حج کا آغاز بعثت نبوی ﷺ سے کوئی تین ہزار سال قبل ہوا اور یہ کسی نہ کسی شکل میں آنحضور ﷺ کی آمد تک جاری رہا۔ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ حج کے طور طریقے اور ضابطے بدلتے چلے گئے اور ان میں ایسے رسم و رواج شامل کر لئے گئے جو دین ابراہیمی کی روح کے منافی تھے ان کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے ادوار میں حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمان جیسے جلیل القدر پیغمبر منصب نبوت و حکومت پر متمکن ہوئے تو بنی اسرائیل کا قبلہ بیت المقدس قرار پایا۔ وہ حکم خداوندی کے تحت اپنی عبادت بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کرتے تھے۔ جب خاتم الانبیاء فخر دو عالم ﷺ کی بعثت مبارکہ ہوئی تو دین ابراہیمیؑ کے پیرو بیت المقدس کو ہی اپنا قبلہ مانتے تھے۔ خود آنحضور ﷺ اور آپ کے نام لیوا ایک عرصہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں ادا کرتے رہے حتیٰ کہ خدائے ذوالجلال نے اپنے حبیب ﷺ کی خواہش کی تکمیل میں بیت المقدس کی جگہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے تعمیر کردہ کعبہ کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دیا۔

حج کے مناسکِ (ابراہیمی) میں تحریف

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقرر کردہ حج

کے طریقوں میں تحریف اور تبدیلی کی جانے لگی اور اس کی ہیئت و شکل پے در پے تبدیلیوں کے عمل سے مسخ ہوتی چلی گئی اور بالآخر ایسی بے بنیاد رسموں کی صورت اختیار کر گئی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات کی روح سے ہم آہنگ نہ تھی۔ قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر ان تحریفات کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ منجملہ رسوم میں ایک رسم جسے زمانہ جاہلیت کے عربوں نے اپنے ہاں بطور خاص رواج دے رکھا تھا وہ احرام باندھنے سے متعلق تھی۔ اہل عرب جب حج کے ارادے سے احرام باندھ لیتے تو اپنے اوپر گھر میں اصل دروازوں سے داخل ہونا حرام قرار دے لیتے بلکہ عقبی دیوار پھاند کر یا پچھواڑے میں کسی کھڑکی یا روزن کے راستے سے گھروں کے اندر داخل ہوتے اور اپنے اس فعل کو وہ مناسک حج کا حصہ اور عبادت تصور کرتے۔ قرآن حکیم نے اس مضحکہ خیز اور بلاجواز رسم کے بارے میں واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ اس میں کسی قسم کی نیکی کا کوئی تصور نہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى
(البقرۃ '۲:۱۸۹)

اور یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم گھروں میں ان کے پچھواڑے سے داخل ہو۔ ہاں نیکی تو یہ ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے۔

ارشاد خداوندی کی رو سے نیکی تو اللہ کے ہاں تقویٰ کا نام ہے اور گھر کی عقبی دیواروں کو پھاند کر اندر داخل ہونا محض توہمات کے ذیل میں آتا ہے جو نیکی کے کسی تصور سے ہرگز تعلق نہیں رکھتا۔ قرآن مجید نے اس طرح نیکی کا اصل الاصول بیان فرما کر ان بیہودہ اور لغو رسوم کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔

۲۔ عربوں کے دور جاہلیت کی ایک اور رسم حج اور عمرے سے متعلق تھی۔

ان کا عقیدہ تھا کہ ایک ہی سفر میں حج اور عمرے کی ادائیگی یکجا نہیں ہو سکتی۔ اس غلط عقیدے کی بنا پر انہوں نے حج اور عمرے کے لئے الگ الگ مہینے مقرر کر رکھے تھے جس کے لئے وہ جدا جدا سفر اختیار کرتے۔ اس سے دور دراز کی مسافت طے کر کے آنے والے لوگوں کی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا۔ اسلام کی آمد سے اس خود ساختہ رسم کو منسوخ کر دیا گیا اور ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج کرنے کی ہر ایک کو اجازت مل گئی جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا (البقرة'۲:۱۵۸)

تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے۔

اسلام دین فطرت ہونے کے ناطے عمل کے اعتبار سے آسان ہے اور وہ اس لئے مبعوث ہوا ہے کہ انسانوں کو ان تمام ناروا پابندیوں اور رسم و رواج کی زنجیروں سے رہائی دلاوے جو عرصہ دراز سے توہمات پر مبنی اعتقادات اور بے بنیاد نظریات نے ان پر مسلط کر رکھی تھیں۔ اس ضمن میں سرور دو عالم' رحمت مجسم ﷺ کا یہ ارشاد خصوصی توجہ کا مستحق ہے:

كُلُّ شَيْئٍ مِّنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِىَّ (صحیح مسلم' باب حجتہ الوداع)

زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں میرے قدموں کے نیچے روند دی گئی ہیں۔

۲۔ ایک اور غلط نظریہ اور تصور زمانہ جاہلیت کے عربوں کے ہاں جڑ پکڑ چکا تھا۔ جس کی رو سے انہوں نے اپنے اوپر حج کے سفر کے دوران زاد راہ ہمراہ لے جانا حرام قرار دیا تھا۔ وہ حج کے لئے سفر پر نکلتے تو اپنے ساتھ کھانے پینے اور دوسری ضروریات کا سامان لے جانا اپنے نام نہاد تقویٰ کے منافی سمجھتے تھے۔ قرآن حکیم میں ذات باری تعالیٰ نے ان کے اس بے بنیاد اور لغو تصوّر کی قلعی کھول دی۔

ارشاد فرمایا:

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی وَاتَّقُوْنِ یٰاُولِی الْاَلْبَابِO (البقرۃ'۲:۱۹۷)

اور حج کے لئے زاد راہ لو بلا شبہ بہترین زاد راہ تقویٰ ہے اور مجھ ہی سے ڈرو اے عقل مندو!

یہاں یہ بات ذہن نشین کرلینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کریم زندگی کے ہر گوشے میں تمام نوع انسانی کے مسائل کی تہہ پر نظر رکھتی ہے اور اسے ہرگز ہرگز گوارا نہیں کہ غلط سوچ اور نادانی کی بناء پر انسان نے معاشرتی سطح پر جو ناروا پابندیاں یک طرفہ طور پر عائد کر رکھی ہیں انہیں جاری رکھا جائے۔ اس لئے اللہ ربّ العزت نے حج کے سفر پر نکلنے والوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ اپنا زادِ راہ اور خورد ونوش کا سامان ساتھ لے کر نکلا کریں۔ پھر فرمایا کہ بہترین زاد راہ تو تمہارا تقویٰ ہے اور باقی دنیاوی سامان تو سب عارضی ہے۔

پھر اس پر مستزاد حج کے سفر پر نکلنے والوں کو سہولت اور آسانی کے لئے اللہ ربّ العزت نے تجارت کو حلال قرار دیتے ہوئے اس کی اجازت مرحمت فرما دی۔ جیساکہ ارشاد ایزدی ہے:

لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ (البقرۃ'۲:۱۹۸)

تم پر کچھ گناہ نہیں کہ حج کے ایام میں اپنے رب کا فضل (تجارت' رزق' معاشی منفعت) تلاش کرو۔

تجارت کو فضلِ ربی سے تعبیر کرکے اور اس کی خصوصی اجازت ورخصت عطا کرکے ان لوگوں کے لئے حج کا سفر آسان فرما دیا جو تمام حالات میں معاشی طور پر اپنے ہمراہ زاد سفر لے جانے کے متحمل نہیں۔ یہ اللہ ربّ العزّت کا کتنا احسان ہے کہ اس نے ان لوگوں کو بھی حج کے مواقع عطا فرما دیئے جو اگرچہ

معاشی طور پر خود کفیل نہیں لیکن دوران سفر محنت و مشقت اور مزدوری کے ذریعے مصارفِ حج پورا کرنے کی اہلیت واستعداد سے بہرہ ور ہیں۔

جیسا کہ اس سے قبل صراحت کے ساتھ بیان کیا جاچکا ہے اسلام نے دور جاہلیت کے تمام فرسودہ رسم ورواج اور غلط وناروا پابندیوں کو یک قلم موقوف کردیا جو اہل عرب نے ایک طویل عرصہ سے حج کے ضمن میں عائد کررکھی تھیں۔ اسلام زندگی کے ہر میدان میں عدل و مساوات کی روح کارفرما دیکھنا چاہتا ہے۔ لہٰذا اپنے اس آزادانہ طرز عمل (Liberal Approach) سے اس نے حج کو بطور Instituton کے سب معاشی ناہمواریوں اور اقتصادی رکاوٹوں (Economic Constraints) سے پاک کردیا۔ جس کے نتیجے میں حج کے تمام تر عمل کو اس قدر سادہ اور آسان بنادیا کہ معاشرے کے ہر طبقے کے لئے سماجی امتیازات سے قطع نظر مصارف حج کی فراہمی ممکن ہوگئی۔

حج اور دور جاہلیت کی طبقاتی تقسیم

جب مناسک وطرق حج میں دین وسنت ابراہیمی کی روح ختم ہوگئی تو زمانہ جاہلیت کے عربوں میں قبائلی تفاخر' خود پسندی اور تکبر ورعونت کی بناء پر سرمایہ دارانہ سوچ اور ذہنیت کا پیدا ہوجانا فطری بات تھی جس نے ان کو دو طبقوں میں تقسیم کردیا۔ ایک طبقہ صاحب ثروت اور متموّل افراد اور دوسرا غریب اور مفلوک الحال لوگوں کا تھا۔ اس طبقاتی نظام کی بنیاد پر حج کے معاملے میں ان کے درمیان یہ تفریق پیدا ہوگئی کہ ان کے سردار اور امراء حج کے لئے صرف مزدلفہ تک جاتے جبکہ غرباء اور نادار لوگوں کے لئے مزدلفہ سے آگے میدان عرفات تک جانا ضروری ولازمی سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے آکر اس تفریق وامتیاز کو ختم کردیا اور حج کو صحیح معنوں میں اسلامی مساوات کا عملی نمونہ بنادیا۔ اب سنت ابراہیمی واسماعیلی کے

مطابق ہر ایک کے لئے لازم قرار پایا کہ نو ذوالحج کو مقام منیٰ سے روانہ ہو کر میدان عرفات میں حاضری دے اور پھر اسی شام مزدلفہ پہنچ کر قیام کریں اور پھر منیٰ پہنچ کر قربانی دیں اس طرح حج کے ایام جنہیں ایام تشریق سے تعبیر کیا جاتا ہے کی ترتیب پر جو قریش مکہ نے دور جاہلیت میں ختم کردی تھی کا احیاء ہوگیا اور نتیجتاً طبقاتی اونچ نیچ اور عدم مساوات کا نظام جو عربوں کے ہاں مدتوں سے رائج تھا اسلام کی تعلیماتِ عدل و مساوات کے باعث اپنی موت مرگیا۔

قبائلی فخر و مباہات کا خاتمہ

دور جاہلیت کے عربوں میں ایک قبیح رسم یہ بھی پائی جاتی تھی کہ وہ حج سے لوٹتے وقت منیٰ میں میلہ لگا لیتے جس میں رب تعالیٰ کی عظمت و کبریائی بیان کرنے کی بجائے وہ کھل کر قبائلی فخر و مباہات کا اظہار کرتے اور اپنے قبیلے کے آباؤ اجداد کے کارنامے بیان کرتے ہوئے انتہائی مبالغے سے کام لیتے اور اپنے مدّمقابل کی ہجو میں زور بیان صرف کرتے۔ اسلام کے ظہور کے بعد اس قبائلی مسابقت اور باہمی محاذ آرائی کی فضا ختم ہوگئی۔ قرآن مجید میں اللہ ربّ العزت نے موعظت آمیز انداز بیان میں اس قبائلی تفاخر و بڑائی کے اظہار پر پابندی عائد کردی۔ ارشاد ہوا:

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا (البقرۃ ۲:۲۰۰)

پس تم اللہ تعالیٰ کو اس طرح یاد کرو جیسے اپنے آباؤ اجداد کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اللہ کو یاد کرو۔

چنانچہ اسلامی تعلیمات نے حج کے ماحول میں میلے کی فضا کو بدل کر تقدّس اور سنجیدگی کا عنصر پیدا کر دیا۔ نتیجتاً لوگ اپنے باپ دادا کی بڑائی اور بزرگی اور دوسروں کی ہجو اور تنقیص کی بجائے خدائے ذوالجلال کی عظمت و کبریائی کے نغمے

الاپنے لگے اور کمال خشوع و خضوع اور انہماک و محویت سے مشغول عبادت ہو گئے۔

حج سے فحاشی' عریانی اور باطل رسموں کے خاتمے کا اعلان

دور جاہلیت میں عرب طواف کعبہ کرتے وقت برہنہ ہو کر تالیاں پیٹتے اور سیٹیاں بجاتے جنہیں وہ عبادت تصور کرتے۔ قرآن حکیم نے ان کے اس ناپسندیدہ فعل کو یوں بیان فرمایا:

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً (الانفال' ۸:۳۵)

اور ان کی نماز خانہ کعبہ میں صرف سیٹی اور تالی بجانا تھی۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ارادۂ خداوندی کے مطابق حج کی ان تمام قبیح' بیہودہ' لغو اور بے سروپا رسموں کا خاتمہ فرما دیا اور دور جاہلیت کے سب آثار اور نقش حرف غلط کی طرح مٹا دیئے۔

تاریخی تناظر میں حج کے پس منظر کا جائزہ لیں تو آج جو ہمیں حج کی صورت نظر آتی ہے وہ اس حج کی ارتقائی شکل نظر آتی ہے جو فتح مکہ کے ایک سال بعد نو سن ہجری میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت و سربراہی میں ادا کیا گیا تھا۔ یاد رہے کہ فتح مکہ آٹھ سن ہجری میں عمل میں آئی تھی۔ اور اس سال حج اسی قدیم طریقے پر ادا ہوا تھا جو زمانہ جاہلیت میں طویل عرصہ سے رائج چلا آ رہا تھا۔

آئندہ سال نو ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر حج کے وفد کا امیر و سربراہ بنا کر جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہمراہی میں مکہ مکرمہ بھیجا۔ یہ وفد عازم سفر ہو چکا تھا کہ سورہ توبہ کی وہ آیات نازل ہوئیں جن میں تفصیل کے ساتھ حج کے احکام بیان کئے گئے ہیں اور دور جاہلیت کی ان باطل رسموں کو کالعدم قرار دیا گیا ہے جن سے حج کی صورت مسخ ہو کر رہ گئی تھی

چنانچہ حضور رسالت ماب ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو اپنا نمائندۂ خاص بنا کران آیات حج کو مجمع عام کے سامنے خطبہ کی شکل میں تلاوت کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے روانہ فرمایا۔ پس حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ آقائے دوجہاں ﷺ کا پیغام ہر خاص وعام تک پہنچانے کے لئے اس تاریخی حج کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وفد کے ساتھ شامل ہو گئے اور حج کے اجتماع عام میں خطبہ حج ارشاد فرمایا جس نے دور جاہلیت کی تمام باطل رسموں کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیا۔ یہ بات تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے کہ سن نو ہجری کا حج دو طریقوں سے ادا کیا گیا۔ کفار اور مشرکین جو اس موقع پر موجود تھے انہوں نے قدیم آبائی طریقے سے حج کے رسوم ادا کئے جبکہ مسلمانوں نے خدا اور رسول ﷺ کی متعین کردہ حدود کے اندر رہ کر مناسک حج ادا کئے۔ تاہم اس تاریخی حج کے موقع پر ارشاد نبوی ﷺ کا اعلان کردیا گیا کہ آئندہ کسی کافر ومشرک کو حج کے لئے حرم پاک میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔ چنانچہ آئندہ حج سے قبل ہی سرزمین کعبہ ہمیشہ کے لئے مشرکوں کے وجود سے پاک ہو گئی اور اس طرح تمام قدیم باطل رسموں کا بھی مناسک حج سے کوئی تعلق نہ رہا۔

خطبہ حجتہ الوداع کی اہمیت وانفرادیت

اگلے سال حضور اکرم ﷺ بنفس نفیس اپنے جاں نثاروں کی معیت میں حج کے لئے تشریف لائے اور انہوں نے ایک اجتماع عظیم کے سامنے وہ تاریخی خطاب فرمایا جسے "خطبہ حجتہ الوداع" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس عظیم الشان یادگار خطبے کو بجا طور پر انسانی حقوق کی دستاویز (Human Rights Charter) کہا جا سکتا ہے۔ اس خطبے کا ایک ایک لفظ فصاحت و بلاغت اور اعجاز کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔ اس میں فخر دوعالم رحمت مجسم ﷺ نے

قبائلی تفاخر و عصبیت' سماجی اونچ نیچ کے باطل تصورات اور عرب و عجم کے جھوٹے امتیازات اور مادی شان و شوکت اور کبر و غرور پر مبنی طبقاتی عدم مساوات کے غیر حقیقی نظریات کو پامال کر دیا اور حتمی طور پر اعلان فرما دیا کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فوقیت و برتری حاصل نہیں اور اگر کسی میں کوئی فضیلت ہے تو صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔ اس اعلامیئے (Declaration) میں یہ بات کھول کر بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دی کہ ہر مسلمان کا خون' جان و مال اور عزت و آبرو اتنی ہی حرمت کی حامل ہے جتنا کہ یہ شہر اور یہ دن سب کے لئے۔

یوں تو آنحضرت ﷺ کا یہ سارا خطبہ ہی آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ یہاں طوالت کے خوف سے صرف دو ارشادت نقل کئے جاتے ہیں:

کل شی من امر الجاهلية تحت قدمی — زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں میرے قدموں کے نیچے روند دی گئیں۔ (صحیح مسلم' باب حجۃ الوداع)

للمسلم على المسلم — مسلمان کا مسلمان پر حق ہے۔
(صحیح بخاری' ۱:۶)

اس خطبے میں آنحضور ﷺ نے سود کے خاتمے کا انقلابی اعلان فرمایا اور اس کا آغاز اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے واجب الادا سود کی منسوخی کے ساتھ فرمایا اس طرح گویا آپ ﷺ نے قیامت تک کے لئے اس بنیادی معاشی اقدام کو گھر سے شروع کر کے ایک روشن و تابندہ مثال قائم کر دی۔ آپ ﷺ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے چچا کو قرض لوٹانا ہو تو وہ صرف اصل زر ادا کرے اور اس کا تمام سود میں نے معاف کر دیا ہے۔ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ہمہ گیر انقلابی تعلیمات نے سیاسیات (Politics) اخلاقیات

(Ethics) معاشیات (Economics) غرضیکہ زندگی کے ہر ہر شعبے اور ہر ہر گوشے پر گہرے اور دور رس اثرات مرتب کئے ہیں اور آج چودہ صدیوں کے گزر جانے کے بعد بھی آپ ﷺ کے فرامین سے عدل و مساوات کے ایسے ضوابط و قوانین مستنبط ہوتے ہیں جو انسانی حقوق کی مکمل ضمانت فراہم کرتے ہیں اور جن کی بنیاد پر باہمی جنگ وجدل نفرت اور استحصال سے پاک انسانی معاشرہ وجود میں لایا جاسکتا ہے۔

تعلیماتِ مصطفوی ﷺ کا ایک بنیادی نکتہ جسے اجاگر کرنے کی ضرورت آج پہلے سے کہیں زیادہ ہے وہ انسان کے خون کی حرمت اور اس کی عزت و آبرو کا تحفظ ہے۔ سنن ابن ماجہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ طواف کرتے ہوئے ذرا دیر کے لئے رک گئے اور خانہ کعبہ کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے' ایک مرد مومن کی عزت و حرمت اللہ کی نظر میں تجھ سے کہیں بڑھ کر ہے"

والذی نفس محمد بیدہ لحرمۃ المومن اعظم عند اللہ حرمۃ منک

(سنن ابن ماجہ ۲۸۲)

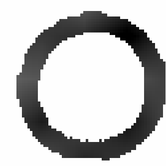
صوفی شاعر مولانا رومؒ نے اسی نکتے کی وضاحت میں کیا خوب کہا ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

صد افسوس کہ آج ہم تعلیمات محمدی ﷺ کی روح سے یکسر بیگانہ ہو چکے ہیں۔ ہماری زندگی میں کتنا تضاد پایا جاتا ہے کہ ایک طرف ہم کعبہ کی طرف منہ کر کے تعظیم و احترام کے خیال سے تھوکتے بھی نہیں لیکن دوسری طرف ہم مسلمانوں کی عزت و آبرو اور جان و مال سے کھیلنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ آیئے ہم اپنے گریبانوں میں جھانک کر سوچیں کہ ہمارا طرز عمل منافقت کا آئینہ دار تو نہیں؟

باب—۳

حج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مرکزی حیثیت کیوں؟



گزشتہ باب میں حج کے تاریخی پس منظر کا جائزہ لیتے ہوئے ظہور اسلام سے قبل مناسک ورسوم حج کے نام پر جو غلط اور باطل رسمیں عرب کے جاہل معاشرے میں جڑ پکڑ چکی تھیں انہیں ہم تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔ جب اسلام غالب اور باطل مغلوب ہو گیا تو ان رسموں کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دیا گیا اور سرزمین حرم کفر و شرک کی نجاست اور آلودگی سے پاک وصاف کر دی گئی اور حج شعائر اللہ کی تعظیم سے عبارت ہو گیا۔

اب ہم حج کے مناسک وارکان اور فرائض وسنن کی بجا آوری میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو مرکزی اور کلیدی حیثیت حاصل ہے اس کے تمام پہلوؤں کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کریں گے۔

مسلّمہ طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت تمام ادیان عالم میں بنیادی اور مرکزی اہمیت کی حامل ہے۔ یہاں خصوصیت کے ساتھ ہم ان اسباب وعوامل کا بنظر غائر مطالعہ کریں گے جو مناسک حج کے باب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات گرامی کو مرکزی اور محوری حیثیت عطا کرتے ہیں۔

پہلا سبب

گزشتہ صفحات میں اس بات کا اجمالی تذکرہ ہو چکا ہے کہ موجودہ تاریخ جو کم وبیش ساڑھے چار ہزار سال پرانی ہے' کا آغاز حضرت ابراہیمؑ کے دور نبوّت سے ہوتا ہے۔ اس سے قبل کا دور واقعات کا محفوظ ریکارڈ نہ ہونے کی بنا پر قبل از تاریخ دور کہلاتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک کے ادوار کے بارے میں ہماری معلومات کا ذریعہ کتب سماویہ اور صحائف الٰہیہ کے سوا اور کچھ نہیں۔ تاہم یہ بات مدّ نظر رہے کہ قدیم واقعات کی معلومات کا ذریعہ

(SOURCE) انجیل اور توریت ہیں جو کہ عیسائیوں اور یہودیوں کے نزدیک مقدّس آسمانی کتابوں کا درجہ رکھتی ہیں اور تحریف واضافہ کے باعث واقعاتی اعتبار سے انتہائی مشکوک اور متنازعہ فیہ ہو چکی ہیں۔ ان میں اتنے تضادات ہیں کہ کسی واقعے کی صحت یا عدم صحت کے بارے میں ان سے استفادہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ بنابریں اب ہمارے پاس قدیم واقعات کے جانچنے کا ماخذ وذریعہ قرآن پاک اور حضور ﷺ کی احادیث مبارکہ ہیں۔ چونکہ مؤرخین اور تاریخ دانوں کی نظر سے بعثت براہیمیؑ سے ماقبل ادوار کے واقعات اوجھل ہیں اور ان کی توجہ کا مرکز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد کی تاریخ ہے اس لئے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ موجودہ تاریخ عالم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت مسلّمہ طور پر مرکزی وبنیادی حیثیت کی حامل ہے اور اس سے پہلے کا دور تاریخی اعتبار سے پردۂ اخفاء میں ہے۔

دوسرا سبب

دوسرا اہم سبب جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مرکزی حیثیت بخشنے میں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے وہ آپ کا جدّ انبیاء ہونے کی مسلّمہ حقیقت ہے۔ تاریخ ادیان کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام تھے جن سے حضرت یعقوب علیہ السلام متولّد ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام ان کے بیٹے تھے جن کا قصہ قرآن حکیم میں خاص طور پر مذکور ہے۔ ان سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام سلسلہ انبیاء کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا جس کے معنی اللہ کے بندے کے آتے ہیں۔ اس بناء پر آپ کی نسل بنی اسرائیل کے نام سے موسوم ہوئی۔ بنی اسرائیل میں سے پے درپے بہت بڑی

تعداد میں انبیاء مبعوث ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے فرزند رشید حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے جن کی نسل سے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے سوا کسی اور فرد کو نبوت سے سرفراز نہیں کیا گیا۔

تیسرا سبب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی منفرد حیثیت کا تیسرا بنیادی سبب حضور نبی اکرم ﷺ کے جد امجد ہونے کا شرف و اعزاز ہے۔ آنحضور ﷺ بڑے فخریہ انداز سے ان کا ذکر "ابی ابراھیم" کہہ کر فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے اپنی بعثت کو ابراہیمی دعاؤں اور بشارتوں کا حاصل قرار دیا ہے۔ قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم سے منسوب متعدد ایسی دعائیں مذکور ہیں جو آپ علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی معاونت سے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت مانگی تھیں۔ ان دعاؤں میں ایک دعا جس کے مستجاب ہونے میں کسے کلام ہو سکتا ہے قرآن مجید میں ان الفاظ سے درج ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (البقرۃ '۲:۱۲۹)

اے ہمارے رب ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے' انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور انہیں پاک و صاف کرے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان دعاؤں میں بارگاہ ایزدی میں التجا کرتے نظر آتے ہیں کہ بار الٰہا میری نسل میں ایسے افراد پیدا فرما جو تیری عبادت و اطاعت اور بندگی میں شب و روز محو و منہمک رہیں آخر میں اپنے ہونہار اور سعادت مند نوجوان بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مدد و تعاون سے کعبۃ اللہ کی دیواریں تعمیر

کرتے وقت یہ دعا ان کے لبوں پر مچل پڑی کہ الٰہی! میرے اس بیٹے کی پشت سے وہ نبی آخر الزماں مبعوث فرما جس کا وجود مسعود باعث تکوین کائنات ہو اور جس کے سر پر رحمۃ للعالمینی کا تاج ابد الآباد تک رکھا جائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایمان کو درجۂ تیقن حاصل تھا کہ دعائیں جو تعمیر کعبہ کے وقت مانگی جارہی ہیں اِن کی قبولیت لوح محفوظ پر لکھی جاچکی ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ ان دعاؤں کے نتیجے میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل میں بنی اسرائیل کے لاتعداد انبیائے کرام یکے بعد دیگرے اپنی قوم کو رشد وہدایت کی راہ دکھانے کے لئے آئے حتیٰ کہ اس سلسلے کا اختتام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت پر آکر ہوگیا۔ لیکن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے صرف نبی آخر الزّماں ﷺ کا ظہور ہوا اور ان پر سلسلہ نبوت تاقیام قیامت منقطع ہوگیا۔ چونکہ آنحضور ﷺ کی بعثت مبارکہ دعائے خلیل کا نتیجہ قرار پائی اس نعمت عظمیٰ پر ہدیہ تشکّر بجالانے کے لئے وہ سب یادیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب ہیں انہیں ارکان ومناسک حج کی صورت میں متشکّل کردیا گیا۔ اس طرح حج سراسر احسان عظیم پر اظہار تشکر سے عبارت ہے جو بارگاہ ربّ العزت کی طرف سے ابراہیمی دعاؤں کی قبولیت کی صورت میں تمام نوع انسانی پر کیا گیا۔ مناسک حج گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات سے وابستہ یادگاریں ہیں جو ارضِ حرم پر نقشِ دوام کی صورت میں ثبت ہیں۔ ان کی تجدید حج کی ادائیگی کی شکل میں تمام عالم اسلام پر فرض قرار دے دی گئی اور تاقیام قیامت یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا۔

چوتھا سبب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیغمبرانہ شخصیت کا چوتھا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ آپ کو منصب نبوت کی تکمیل کی خاطر پے در پے آزمائشوں اور امتحانوں سے گزارا

گیا۔ یہ امر مسلّمہ ہے کہ منصب جس قدر عظیم ہو گا اتنی ہی بڑی آزمائش و ابتلا کے سلسلے سے اس شخصیت کو دوچار کیا جائے گا۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آنحضور ﷺ کے جدّ امجد ہونے کا بے نظیر و بے مثال شرف نصیب ہوا انہیں پیغمبرانہ بصیرت اور اہلیت و قیادت کا جوہر بے مثال بھی عطا ہوا۔ ان کی شخصیت کا مابہ الامتیاز پہلو یہ بھی ہے کہ انہوں نے تن تنہا شرک و الحاد کی باطل قوتوں کو للکارا اور وہ اس بناء پر اس دو قومی نظریہ کے پہلے مؤید و نقیب ٹھہرے جو پانچ ہزار سال بعد تخلیق پاکستان کا بنیادی اور اساسی نقطہ قرار پایا۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آج سے چار ہزار سال قبل اپنی فقید المثال عزیمت اور مقصد کے عشق کی لگن سے باطل کے مقابلے میں حکومت الٰہیہ کی تشکیل کا علم اٹھایا اور الحادی طاقتوں کو خاطر میں نہ لا کر وہ نمرود کی بھڑکائی ہوئی آگ میں بلا خوف و خطر کود پڑے۔ بقول اقبالؒ

؎ بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

یہی نظریہ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیغمبرانہ جدوجہد کی اساس بنا جس پر آگے چل کر قصر اسلام کی عظیم الشان تعمیر عمل میں آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے صحرا نشینوں نے عالم استعمار کے عزائم خاک میں ملا دیئے اور دنیا کے شرق و غرب میں پہلی مرتبہ حکومت الٰہیہ قائم ہوئی۔ مملکت خداداد پاکستان کی تشکیل و قیام بھی اسی دو قومی نظریہ کی مرہون منت ہے۔ برصغیر ہند کے مسلمان قائد اعظمؒ کی قیادت میں نظریہ اسلام کا علم لے کر اٹھے اور دو قومی تصوّر کی بنیاد پر پاکستان دنیا کے نقشے پر ایک زندہ جاوید حقیقت کی صورت میں ابھرا۔

قرآن حکیم میں باری تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی ذات ستودہ صفات

کو تمام نوع انسانی کے لئے مکمل نمونہ قرار دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب ۳۳:۲۱)

بے شک تمہاری رہنمائی کے لئے اللہ کے رسول کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ قرآن نے صرف دو شخصیات کا ذکر کیا ہے جو اپنے سیرت و کردار کی بناء پر تمام بنی نوع انسان کے لئے کامل نمونہ قرار دی جا سکتی ہیں۔ ان میں پہلی شخصیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور دوسری جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ یہ دونوں ہستیاں آفتابِ رشد و ہدایت ہیں جن کے اسوۂ حسنہ سے روشنی لینے کے لئے تمام عالم شرق و غرب تاابد محتاج رہے گا۔ بلاشبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام دین حنیف کے پہلے داعی ہیں اور اسی دین اسلام کی تکمیل کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین بن کر بنی نوع انسان کو قیامت تک نور ہدایت سے فیض یاب کرنے کے لئے عالم بشریت میں جلوہ گر ہوئے تھے۔

بلاشبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی بھی جملہ اہل ایمان کے لئے کامل نمونہ ہے۔ انہوں نے اس وقت توحید کا علم اٹھایا جب دنیائے کفر و شرک لسانی اور علاقائی محدود تصورات سے آگے کسی اور تصور کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ تھی۔ انہوں نے خود ساختہ خداؤں کی بجائے خدائے واحد پر ایمان لانے کی دعوت دی اور نظریۂ توحید کی بنیاد پر سب جھوٹی عصبیتوں کو ترک کرنے کا پیغام دیا۔ قرآن حکیم کے الفاظ میں انہوں نے اپنی قوم کو یہ صلائے عام دی:

بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ (الانبیاء ۲۱:۵۶)

(یہ بت تمہارے رب نہیں) بلکہ تمہارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار ہے اور جس نے ان کو پیدا کیا اور میں یقین کامل کے

ساتھ اس عقیدہ توحید کے گواہوں میں

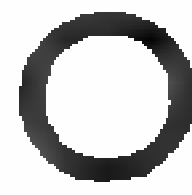
سے ہوں۔

نظریۂ توحید ہی اتحاد و اشتراک کی اساس ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دل میں عالم کفر سے کسی قسم کی مصالحت کے تصور کو جگہ نہ دی اور سخت نامساعد حالات کے باوجود وہ نظریہ توحید کے علم اٹھائے رہے۔ انہوں نے بت پرست قوم سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے ببانگ دہل اعلان کیا کہ ان کے لئے عالم کفر کے ساتھ نظریہ توحید کے علاوہ کسی اور نقطہ پر اتحاد و اشتراک ممکن نہیں ہے کفر و ایمان کی راہیں جدا ہیں اور ان دونوں کے نظریہ ہائے حیات میں بہت زیادہ فرق ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے طرز عمل سے یہ بات ثابت کر دکھائی کہ نظریہ توحید پر ایمان سے جو قومیت جنم لیتی ہے وہ وطنیت علاقائیت اور رنگ و نسل کے تصورات سے ماوراء ہے۔ یہی اسلام ہے جس کا تقاضا ایک خدا اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لانا ہے۔

باب ۔ ۴

مناسک (ارکان) حج کی حقیقت



گزشتہ باب میں سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی شخصیت کی مرکزی حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے اس کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل کے ساتھ گفتگو کی گئی۔ ان میں ایک بنیادی پہلو ان کا انبیاء کرام علیہم السلام کے ایک سلسلے کا جد امجد ہونے سے متعلق تھا۔ اب ہماری گفتگو کا موضوع حج کے حوالے سے ان تمام مناسک وارکان سے ہے۔ جن کی بتمام وکمال ادائیگی سے فریضہ حج کی تکمیل ہوتی ہے۔

شعائر اللہ کیا ہیں؟

حج کے تمام ارکان ومناسک کا تعلق شعائر اللہ سے ہے۔ لغوی اعتبار سے عربی میں شعائر شعار کی جمع ہے جو نشانی یا علامت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں اس سے ملتی جلتی ہم معنی اصطلاح "آیت" (جس کی جمع آیات ہے) بھی مستعمل ہے لیکن شریعت مطہرہ میں ایسے تمام ارکان جو خواہ عبادات میں سے ہوں یا اوامر ونواہی سے متعلق ہوں اور جن پر عمل کرنے سے اسلام کی ہیئت اجتماعیہ تشکیل پائے "شعائر" کے ذیل میں آتے ہیں۔ چونکہ ان سب کا تعلق تاریخی اعتبار سے بعض مخصوص شخصیات وواقعات سے ہوتا ہے جن کی نسبت براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اس لئے ایسی سب علامات کو شعائر اللہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان میں وہ تمام نسبتیں شامل ہو جاتی ہیں جو اللہ کے برگزیدہ انبیاء وصلحاء سے منسوب ہیں جن کا ذات خداوندی سے تعلق انتہائی قرب پر مبنی ہوتا ہے۔

شعائر اللہ کے مذکورہ معنی مراد لئے جائیں تو وہ تمام متعلقات جنہیں ذات باری تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ بندے کے خاص افعال واسباب کی بناء پر محبوب بنالیتی ہے اور اس کی ہر ادا محبوبیت کا درجہ حاصل کرلیتی ہے۔ شعائر اللہ کے زمرے میں

آتے ہیں۔ پھر اس مقام پر پہنچ کر ان کی تعظیم و تکریم کو درج ذیل ارشاد قرآنی کے مطابق رہتی دنیا تک عبادت کا جزو بنا دیا جاتا ہے۔

ذَالِکَ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ
(الحج، ۲۲:۳۲)

بات یہ ہے کہ جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہی بات دلوں کی پرہیز گاری سے (متعلق) ہے۔

اس آیہ مبارکہ کی رو سے اللہ کی نشانیوں کی تعظیم و تقدیس کو ملحوظ رکھنے والے افراد کے دل تقوی سے آشنا ہوتے ہیں۔ کتنی بڑی بات ہے کہ عبادت کا یہ ارفع و اعلیٰ مقام جو دلوں کی عفت اور پرہیزگاری کا موجب بنتا ہے بندے کو محض شعائر اللہ کے تعظیم و احترام سے نصیب ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ رب العزت کو اپنے محبوب بندوں کی ادائیں بھی کتنی محبوب ہیں۔

شعائر اللہ اور تقاضائے عشق

جیسا کہ اجمالاً ذکر کیا گیا حج کے تمام ارکان و مناسک شعائر اللہ کے ذیل میں آتے ہیں۔ ان کی تعظیم کے عمومی حکم کی عقلی توجیہہ ممکن نہیں ہے کہ مجرد عقل ان کی حقیقت کا ادراک کرنے سے قاصر ہے۔ یہ عشق و محبت کے معاملے ہیں جنہیں عقل و خرد کے معیار پر پرکھا نہیں جا سکتا۔ عقل تو ہر چیز کے مادی اور منفی پہلوؤں پر نظر رکھتی ہے اور چیزوں کے ظاہری احوال و لوازمات کا تجزیہ و احاطہ کر کے فیصلہ صادر کرتی ہے کہ فلاں چیز تعظیم کئے جانے کے اہل ہے یا نہیں، اور اگر کوئی چیز اس کے معیار پر پوری نہ اترے تو وہ اسے سرے سے قابل توجہ ہی نہیں سمجھتی۔ اس کے برعکس مسلک عشق و محبت مادی و نظری توجیہات سے بالاتر ہو کر نسبت و تعلق کو وجہ تعظیم و تکریم گردانتا ہے اور اس میں نفع و نقصان کا کوئی تصور کارفرما نہیں ہوتا اور عقل و منطق پر مبنی کوئی فیصلہ حقیقت نہیں رکھتا۔ لہٰذا یہ کہنا

بے محل اور خلاف حقیقت نہ ہوگا کہ شعائر اللہ کی تعظیم کا فلسفہ تقاضاہائے عشق کی تکمیل میں بلاچون وچراں احکام الٰہیہ کی تعمیل کا حکم دیتا ہے اور اس میں مادی توجیہات کا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ اس کا تصور تمام تر مشیت ایزدی کے تحت عشق ومستی اور والہانہ تعلق کے گرد گھومتا ہے۔

حج کے بارے میں قرآنی ارشادات

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں احکام حج کے باب میں ارشاد فرمایا:

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِی الْاَمْرِ (الحج، ۲۲:۶۷)

ہر امت کے لئے ہم نے عبادت کے قاعدے بنادیئے کہ وہ ان پر چلے تو ہرگز وہ لوگ آپ سے اس معاملہ میں جھگڑا نہ کریں۔

وَلَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝ (البقرۃ، ۲:۱۷۹)

اے عقل مندو! خون کا بدلہ لینے میں تو تمہاری زندگی (کا راز مضمر) ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

آیت نمبر ۲ میں قصاص کا لفظ اپنے مخصوص اصطلاحی معنوں میں خون بہا کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن یہاں اس کے مفہوم میں پوشیدہ وسعت وعمومیت زندگی کے عوض زندگی کا نذرانہ پیش کرنے پر دلالت کررہی ہے۔ قرآن بڑے بلیغ اور حکمت آموز انداز میں یہ فلسفہ سمجھا رہا ہے کہ جان سے گزر جانے اور موت سے کھیل جانے میں ہی زندگی کا راز مضمر ہے۔ اگرچہ زندگی کی بقا کے لئے ناگزیر اس فلسفہ قربانی کی کوئی عقلی توجیہہ ممکن نہیں تاہم مفتیٔ عشق کا فتویٰ اس کے حق میں ہے بقول اقبال

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

عشق نتائج سے بے پرواہ ہو کر عالم خود سپردگی میں محبوب کے ایک اشارہ ابرو پر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے بے دھڑک بھڑکتی ہوئی آگ میں کود جاتا ہے اور وہ عقل کی طرح مادی سود و زیاں کے چکروں میں نہیں پڑتا کہ اسے محبوب کی رضا بہرحال مقدم ہوتی ہے اور اس کے نزدیک وہ نسبت جو اسے محبوب کی ذات سے ہے جان سے کہیں عزیز تر ہوتی ہے جب کہ اس کے برعکس عقل مادی منفعت و مصلحت اور سود و زیاں کی بھول بھلیوں میں کھوئی رہتی ہے اور تجزیۂ احوال میں اس کے تمام فیصلے مصلحتوں کے تابع ہوتے ہیں۔ عقل و عشق کے نقطۂ نظر اور دونوں کی سوچ کے انداز یکسر جدا اور مختلف ہیں۔ وہ جدا جدا زاویوں سے چیزوں کے حقائق و نتائج کو پرکھتے اور جانچتے ہیں۔

اس بناء پر اسلام میں داخل ہو کر ایمان کا تقاضا عقلی و نظری توجیہات و توضیحات کو بالائے طاق رکھ کر چیزوں کو بن دیکھے مان لینے کا ہے۔ ایمان بالغیب کے اسی مفہوم کو قرآن حکیم میں اس طرح اجاگر کیا گیا ہے:

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ○ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ — قرآن حکیم میں ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ہے جو بے دیکھے ایمان لائیں۔ (البقرۃ، ۲:۲)

اس آیہ کریمہ میں بڑی صراحت سے بیان ہوا ہے کہ ہدایت صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو تقویٰ و پرہیزگاری اور بن دیکھے ایمان لانے کے اوصاف کے حامل ہیں۔ گویا ہدایت کی منزل تک رسائی عقل کی راہ سے نہیں بلکہ عشق و وارفتگی اور خود سپردگی کی راہ سے نصیب ہوتی ہے یہی فلسفہ قربانی کا ماحاصل ہے جو بندہ مومن کو ہمہ وقت رضائے الٰہی کے حصول کے لئے جہاد فی سبیل اللہ پر آمادہ کرتا ہے۔

قرآن حکیم کا یہ ارشاد کہ اس نے ہر امت و قوم کی زندگی و بقا کے لئے قربانی کی شرط رکھی ہے اسی حقیقت کی نشان دہی کر رہا ہے۔ حیاتِ ابدی کی منزل موت کی شاہراہ سے گزر کر حاصل ہوتی ہے عقل اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہے اور موت کو سامنے دیکھ کر ٹھٹک جاتی ہے جبکہ عشق کے قدم دیوانہ وار اس کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں اور محبوب کی رضا کے لئے آگ میں کود جانے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

عقل قرباں کن بہ پیش مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آج کے پر فتن دور میں جبکہ طاغوتی طاقتیں امت مسلمہ کو چاروں طرف سے گھیرے میں لئے ہوئے ہیں نجات و عافیت کی راہ صرف یہی ہے کہ افراد ملت کے قلوب میں عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع پھر سے فروزاں کی جائے۔ حلقہ بگوشان اسلام کے دل میں یہ احساس سوزِ یقیں کے ساتھ جاگزیں کر دیا جائے کہ جب بھی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی بات ہو تو اس کے آگے عقل و خرد کے فیصلے قربان کر دیئے جائیں اور بلا چون و چراں گردن دلیزِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خم کر دی جائے۔ ضرورت پڑنے پر حرمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی دریغ نہ کیا جائے۔ یہ جذبہ اور موت کی آنکھ میں دیوانہ وار آنکھیں ڈالنے کا حوصلہ اس وقت تک پیدا نہیں ہو گا جب تک اختیار کی باگ مصلحت بیں عقل کے ہاتھ سے چھین کر انجام و عواقب سے بے نیاز عشق کے ہاتھ میں نہ تھما دی جائے گی۔ اقبال" اپنے رب کے حضور اسی عشق کی طلب و آرزو میں یوں سراپا سوال ہوتا نظر آتا ہے۔

؎ خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولا مجھے صاحبِ جنوں کر

حج میں فرزندان توحید کا عظیم اجتماع اسی فلسفۂ قربانی کی یاد دلاتا ہے جس کی بنیاد اللہ کے دو برگزیدہ بندوں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے آج سے صدیوں پہلے ڈالی تھی۔ شرق و غرب میں پھیلی ہوئی امت مسلمہ کو ایک مرکز پر جمع کرکے وہ یہ سبق ازبر کرانا چاہتا ہے کہ دنیا کو امن وعافیت کا گہوارہ بنانے کے لئے ملت بیضا کو اسی ایثار و قربانی اور وفاداری کے جذبے سے سرشار ہو کر یک قالب و یک جان ہو جانا چاہئے۔ اگر کاروان انسانیت کو امن و سلامتی کی منزل سے ہمکنار کرنا ہے تو امت مسلمہ کو اپنے داخلی اختلافات و امتیازات سے بالاتر ہو کر میدان عمل میں صدائے ابراہیمیؑ پر لبیک کہتے ہوئے نکلنا ہوگا تاکہ اس ہمہ گیر تباہی و بربادی کو ٹالا جاسکے جو امن عالم سے کھیلنے والی تخریبی قوتوں کے ہاتھوں سرزد ہونے والی ہے۔ حرم کعبہ بلاشبہ امن و آشتی کا پیامبر و نقیب ہے۔

مناسک حج اور ان کی حقیقت

ہمارے ذہنوں میں عبادت کا جو تصور ہے حج اس سے یکسر مختلف ہے۔ دوسری عبادات مخصوص تسبیحات، نوافل اور وظائف و اوراد پر مشتمل ہوتی ہیں، لیکن جب ہم حج کے لئے حرم کعبہ میں داخل ہوتے ہیں تو ہم پر یہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ یہ تو عبادت کے مروجہ روایتی تصور اور ضابطۂ عمل سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ داخل حرم ہونے سے قبل حاجی اپنا روزمرہ کا لباس اتار کر دو کھلی ان سلی چادریں اوڑھ لیتا ہے اور دیوانہ وار ایک عمارت کے گرد چکر لگانے لگتا ہے۔ اس کے بال اور ناخن بڑھے ہوئے ہیں لیکن انہیں ترشوانے کی اجازت نہیں ہے۔ اپنے گرد و پیش سے بے نیاز اور دوسروں کے حال سے بیگانہ رب کعبہ کی یاد میں مگن رہتا ہے۔

نویں ذی الحج آتی ہے تو وہ بے اختیار بعجلت تمام میدان عرفات کی طرف

دوڑنے لگتا ہے۔ عرفات میں پہنچتا ہے تو ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ ادا کرتا ہے۔ مزدلفہ میں نماز مغرب کا وقت آپہنچتا ہے تو نماز نہیں پڑھتا بلکہ عشاء کی نماز کے ساتھ ملا کر پڑھتا ہے منیٰ میں پہنچ کر مٹھی میں کنکریاں پکڑے ہوئے وہ ایک گوشے میں پتھر کے ستونوں کو شیطان سمجھ کر مارتا ہے آخر میں دیگر امور سے فارغ ہو کر صفا اور مروہ دو پہاڑیوں کے درمیان تیز تیز دوڑتا ہے۔

ننگے سر کعبہ میں داخل ہونا اس حال میں کہ بال اور ناخن بڑھے ہوئے ہیں اور بحالت طواف دیوانہ وار چکر لگاتے جانا یہ سب ایسی باتیں ہیں کہ جن کی کوئی توجیہہ عقل کے بس میں نہیں۔ یہ سارے معاملات تو عشق وجنوں اور وارفتگی وشیفتگی کے آئینہ دار ہیں عقل پوچھتی ہے کہ ان سب معمولات کی حقیقت وماہیت کیا ہے؟ لیکن اسے کسی سوال کا تسلی بخش جواب نہیں ملتا۔ لیکن جب یہی سوال عشق سے پوچھے جاتے ہیں تو جواب ملتا ہے کہ حج کے ہر عمل کے پیچھے محبت کی کوئی نہ کوئی ادا چھپی ہوئی ہے جو مرور ایام میں زمان ومکاں کے کسی نقطہ پر بارگاہ ایزدی کو اتنی پسند آگئی کہ اب اس کا مداومت کے ساتھ جاری وساری رکھنا عبادت کا درجہ اختیار کر گیا۔ باری تعالیٰ کو اپنے محبوب بندوں کی نسبتیں اتنی عزیز ہیں کہ انہی کے رنگ ڈھنگ اور انداز واطوار کو اپنا لینا عین عبادت قرار پایا۔ حج انہی افعال واعمال سے عبارت ہے جو مقبولان الٰہی کی کسی نہ کسی یاد سے وابستہ ہیں۔

مناسک حج کا یہ فلسفہ وحقیقت قرآن حکیم کی اس آیہ کریمہ کے بطن سے جھلکتا نظر آتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ
فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا
(البقرة، ۲:۱۵۸)

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کا چکر لگائے۔

شہر مکہ کی عظمت کا سبب

بادی النظر میں روئے زمین پر آباد پتھر اور مٹی سے بنے ہوئے دوسرے شہروں کی طرح مکہ کی حیثیت بھی ایک شہر کی ہے اسے سرکار دوجہاں ﷺ کی جائے ولادت اور مولد ہونے کی وجہ سے دنیا کے دوسرے شہروں پر فضیلت حاصل ہو گئی۔ اسی بے مثال نسبت کی بناء پر رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِo وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِo مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب ﷺ تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ (البلد، ۹۰:۱-۲)

ارشاد ربانی کا مفہوم یہ ہے کہ میں اس شہر بے مثال کی قسم اس لئے نہیں کھاتا کہ اس میں میرا گھر بیت اللہ موجود ہے بلکہ یہ اس لئے لائق قسم ہو گیا کہ اس کے گلی کوچوں اور خاک کے ذروں کو تیرے مقدس قدموں نے چھوا ہے جس کی وجہ سے یہ شہر رشک مہر و انجم بن گیا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ کے الفاظ ذو معنی ہیں۔ اگر لا کو کلمہ نافیہ مان لیا جائے تو عربی لغت کے قاعدے سے اس کا مفہوم یہ ہو گا کہ کیسے ممکن ہے کہ میں اس شہر کی قسم نہ کھاؤں جب کہ اے محبوب تو اس میں مقیم ہے اور اس کے گلی کوچوں کو تیرے پاک قدموں سے نسبت ہے اس کی عظمت و برکت تو ہے ہی قسم کھانے کے قابل۔

لَآ اُقْسِمُ کا دوسرا مفہوم یوں ہو گا کہ میں اس شہر کی قسم نہیں کھاتا اور مجھے کیا پڑی ہے کہ میں اس کی قسم کھاؤں کہ یہ شہر اپنی عظمت و بزرگی کے اعتبار سے فی نفسہٖ کوئی جائے قسم نہیں مگر صرف اس لئے قسم کھائی جا رہی ہے کہ اسے تیری جائے ولادت ہونے کا شرف حاصل ہو گیا اور تنہا یہ نسبت میری نظر میں اتنی بڑی ہے کہ باقی سب نسبتیں اس کے مقابلے میں ہیچ ہیں۔

آنحضور ﷺ نے اپنے زمانے کو سب زمانوں سے بہترین قرار دیا اور

پھر اس کے بعد اس زمانے کو جو اس سے متصل ہے۔ جس طرح مکان کو فضیلت اس کے مکین سے ملتی ہے اسی طرح زمانی اعتبار سے ساعتیں جنہیں حضور ﷺ کا قرب نصیب ہو گیا سب زمانوں پر شرف و فضیلت کی حقدار و سزاوار ٹھہریں اسی نسبت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہ شرفِ صحابیت عطا ہو گیا کہ بعد کے زمانوں میں آنے والے اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

خوش تر آں شہرے کہ آنجا دلبر است

وہ مقدس خطہ زمین جس کو مکانی اعتبار سے رحمت مجسم فخر دو عالم ﷺ کی ذات گرامی سے مادی اور حسی نسبت ہو گئی اس کی قدر و منزلت اور شرف و فضیلت کا کون ہمسر ہو سکتا ہے؟ وہ شہر جو حضور ﷺ کے ورود مسعود سے پہلے یثرب کے نام سے موسوم تھا آپ کی تشریف آوری کے بعد مدینۃ النبی کے نام سے شہرت دوام پا گیا۔ اس شہر جاں نواز کی فضیلت میں کسے کلام ہو سکتا ہے کہ خود آقائے دوجہاں ﷺ نے اس کے شرف و افضلیت کے باب میں ارشاد فرمایا کہ جس بدبخت اور شقی نے میرے مدینے کے لوگوں کو تکلیف اور آزار پہنچایا خدا کی ذات اپنی شان قہاری سے اسے اس طرح ختم کر دے گی جیسے پانی میں نمک گھل کر ختم ہو جاتا ہے۔ اس مضمون میں حدیث مبارکہ کے الفاظ اس طرح ہیں:

عن سعد قال قال رسول اللہ ﷺ لایکید اھل المدینۃ احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء
(صحیح بخاری، ۱:۲۵۲)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "مدینہ طیبہ کے لوگوں کے ساتھ دھوکہ و فریب کرنے والا یوں ختم ہو جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

شہر مدینہ کو آنحضور ﷺ نے حرم قرار دے دیا۔ اس کی عزت وحرمت کا سبب بلاشبہ وہ نسبت عظمیٰ ہے جو اسے آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات سے ہے۔ اس میں اس کی ذاتی فضیلت اور کسی کمال کا کوئی دخل نہیں۔ آنحضور ﷺ نے اہل مدینہ سے محبت کو جزو ایمان قرار دیا جس کا سبب وہی نسبت مصطفوی ﷺ ہے جس پر باقی سب نسبتیں قربان کی جا سکتی ہیں۔

قرآن حکیم میں بیت المقدس کا ذکر مبارک

بیت المقدس کی سرزمین بھی حرم مرتبت ہے۔ اس کی عظمت وحرمت اور تقدس کا سبب وہ انبیاء کرام اور نفوس قدسیہ ہیں جو اس کی خاک میں آرام فرما ہیں۔ ان کے دم قدم سے اسے وہ نسبت عطا ہوئی کہ ہمیشہ کے لئے اس کا نقش لوح مکان پر ثبت دوام کا درجہ حاصل کر گیا۔

قرآن حکیم میں بیت المقدس کے تقدس اور عظمت وبرکت کے ضمن میں ارشاد فرمایا گیا:

۱۔ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا (الاسراء، ۱:۱۷)	اس (بیت المقدس) کے اردگرد ہم نے برکت رکھی تاکہ ہم (محمد ﷺ) کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔
۲۔ یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَۃَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ (المائدہ، ۵:۲۱)	(موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) اے میری قوم پاک سرزمین میں داخل ہو جاؤ جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔

نسبت خواہ زمانی ہو یا مکانی عشق ومحبت کا تقاضا ہے کہ اس کے ذکر کا چرچا انجمن در انجمن ہوتا رہے۔

کہ گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

فرائض نماز پنجگانہ سے انبیاء کی نسبت

خدائے بزرگ و برتر کی یہ عادت مبارکہ رہی ہے کہ وہ اپنے برگزیدہ اور مقبول بندوں کے وہ اعمال اور واردات و کیفیات جو اس کی بارگاہ میں سندِ قبولیت سے شرف یاب ہوئے انہیں اس لئے شاملِ عبادت کر لیا کہ اس کی یاد ابدالاباد تک دہرائی جاتی رہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

○ حضرت آدم علیہ السلام نے قبول توبہ پر جب شکرانے کے طور پر دوگانہ نفل ادا کئے تو وہ فجر کا وقت تھا۔ باری تعالیٰ کو ان کی ادا اتنی پسند آئی کہ دوگانہ فرض نماز فجر کی بنیاد بنا دیئے گئے۔

○ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب فدیہ عظیم کے قبولیت پانے پر شکرانے کے چار نفل ادا کئے اس وقت ظہر کا وقت تھا۔ باری تعالیٰ نے ان کے اس شکرانے پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور انہیں امت مصطفوی ﷺ کے لئے نماز ظہر کے چار فرض قرار دے دیا۔

○ حضرت عزیر علیہ السلام پر سو سال تک موت طاری رہی۔ جب انہیں حیاتِ نو نصیب ہوئی تو انہوں نے چار نفل بطور شکریہ ادا کئے۔ چونکہ اس وقت عصر کا وقت تھا رب العزت نے ان چار رکعتوں کو نماز عصر کے فرض قرار دے دیا۔

○ حضرت ایوب علیہ السلام کو طویل علالت کے بعد صحتیابی نصیب ہوئی تو چار نوافل ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ تین رکعت ادا کر چکے اور چوتھی رکعت کے لئے اٹھنا چاہا لیکن نقاہت کی وجہ سے کھڑے نہ ہو سکے لہٰذا انہوں نے تین رکعت پر اکتفا کر لیا چونکہ یہ وقت مغرب کا تھا باری تعالیٰ نے ان کی تین رکعتوں کو شرف پذیرائی بخشتے ہوئے انہیں نماز مغرب کے فرض بنا دیا۔

○ عشاء کے چار فرائض کی نسبت آنحضور ﷺ سے ہے۔ جب آپ ﷺ

نے پہلی مرتبہ نماز ادا کی تو عشاء کا وقت تھا۔ چنانچہ وہ نماز عشاء کی بنیاد ٹھہرے۔

مقبولانِ الٰہی کے اضطراری افعال مناسک حج کی بنیاد بن گئے

بعض اوقات اللہ کے کسی برگزیدہ اور مقبول بندے سے اضطراری طور پر ایسے افعال کا صدور ہو جاتا ہے جن کا بظاہر عبادت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن ان کا وہ عمل بارگاہ ایزدی میں اس قدر پسندیدہ ہوتا ہے کہ اگرچہ بظاہر اس سے عبادت کا کوئی پہلو نہیں نکلتا تاہم اسے اجتماعی عبادت کا جزو بنا دیا جاتا ہے۔ اس کی مثال حضرت ہاجرہؑ کا پانی کی تلاش میں دیوانہ وار صفا اور مروہ دو پہاڑیوں کے درمیان دوڑنا تھا جسے وقوع پذیر ہوئے صدیاں بیت گئیں لیکن باری تعالیٰ کو اپنی اس پیاری بندی کی وہ ادا اتنی پسند آئی کہ اسے عالمگیر اجتماعی سطح پر مناسک حج کا حصہ بنا دیا۔

جہاں تک حج کے بنیادی مناسک و ارکان کا تعلق ہے۔ تو حجاج کا میدان عرفات میں حاضر ہو جانے کا نام ہی حج ہے۔ یعنی بغیر کسی نفلی عبادت اور خطبہ حج کے محض میدان عرفات میں حاضری ہی فرضیت کی ادائیگی کے اعتبار سے حج کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ باقی سب اعمال واجبات' سنن اور مستحبات کے درجے میں آتے ہیں۔

عرفات کا لغوی معنی پہچاننے کا آتا ہے اور یہ اس یادگار ملاقات کی علامت ہے جو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے درمیان جنت سے نکالے جانے اور طویل عرصہ کی جدائی کے بعد اس میدان میں ہوئی جس میں انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ باری تعالیٰ نے اپنے ان دو مقبول بندوں کے اس ملاپ کی اس یاد کو تا ابد زندہ جاوید رکھنے کے لئے ہر سال نو ذی الحجہ کو حج کے لئے آنے والے نفوس کی اس میدان میں حاضری کو مناسک حج کی بنیاد قرار دے دیا۔

ذبح عظیم کی یاد

مقام منیٰ پر فرزندان توحید کے عظیم اجتماع کی قربانی اس منظر کی یاد تازہ کرنے کے لئے ہے جب منشائے ایزدی کی تعمیل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خدا کی رضا کے لئے قربان کردینے کے لئے اس میدان میں لے آئے تھے اور باپ بیٹے کے درمیان مکمل مفاہمت کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حلقوم پسر پر چھری چلادی تھی۔ یہ عظیم قربانی جسے ذبح عظیم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت سے نوازی گئی اور فدیے کے طور پر ایک دنبے کو قربان کردیا گیا۔ اس یادگار واقعے کو دوام بخشنے کے لئے حجاج کو حکم دیا گیا کہ وہ دس ذی الحجہ کو اپنے ہاتھوں سے قربانی کے جانور اس تاریخی میدان میں لاکر ذبح کریں۔

مناسکِ حج خلیل و فرزندِ خلیل علیہما السلام کی یادیں ہیں

اگر ہم بنظر غائر مناسک حج کا جائزہ لیں تو ہم پر یہ حقیقت آشکار ہوگی کہ مناسک وارکان حج کا کوئی نہ کوئی تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند رشید حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذات سے ضرور نکل آئے گا۔ مثلاً رمی یعنی کنکریاں مارنے کی رسم اس واقعہ کی یادگار ہے جب باپ بیٹا فریضہ قربانی ادا کرنے کی خاطر جا رہے تھے۔ راستے میں شیطان حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بہکانے کے لئے آگیا اور ان سے کہنے لگا کہ تیرا باپ تجھے قتل کرنے کی نیت سے لے جا رہا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس شیطانی بہکاوے کا ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا تو انہوں نے شیطان کو کنکریاں ماریں تاکہ اسے پتہ چل جائے کہ اس کا کوئی وار ہمارے ارادے کو متزلزل نہیں کرسکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کنکریاں مارنے کا فعل خدائے عزوجل کی نظر میں اتنا محبوب اور پسندیدہ ٹھہرا کہ اسے تاقیام قیامت امت مصطفوی ﷺ کے لئے مناسک حج کے ضمن میں جزو عبادت بنادیا گیا۔

جب تک حاجی ان علامتی شیطانوں کو کنکریاں نہ ماریں فریضۂ حج کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ اس فعل کی عقلی توجیہہ کرنا چاہیں تو عقل و منطق اس کا کوئی جواز نہ ڈھونڈھ پائے گی۔

اس طرح لباس کا معاملہ ہے۔ تعمیر کعبہ کے وقت دونوں باپ بیٹا دو سادہ چادریں زیب تن کئے ہوئے تھے۔ یہ لباس جو انتہائی سادگی کا مرقع تھا خدا کی ذات کو اتنا پسند آیا کہ حجاج کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنا مخصوص اور علاقائی فیشن کے مطابق سلا ہوا لباس اتار پھینکیں اور فقط دو چادریں اوڑھ لیں۔ جنہیں احرام کا نام دیا گیا۔ اب دنیا کے مختلف کونوں سے آئے ہوئے لوگ احرام کی چادروں سے جسم ڈھانپ کر سنت ابراہیمیؑ و اسماعیلیؑ کا اتباع کرتے ہوئے ایک ہی رنگ میں رنگے نظر آتے ہیں۔

ایسے ہی حرم بیت اللہ میں سب ننگے سر حاضر ہوتے ہیں باوجود اس بات کے کہ عام حالات میں مساجد میں ننگے سر عبادت کرنا معیوب اور خلافِ سنت متصور ہوتا ہے تاہم خانہ کعبہ میں جہاں خدائے بزرگ و برتر کا جلال و کبریائی اپنے عروج پر کار فرما نظر آتی ہے ننگا سر عجز و خاکساری اور فروتنی کی علامت ہے جو رب العزت کی نگاہِ رحمت میں بعنایت درجہ پسندیدہ ہے۔

اسی طرح یہاں سر کے بالوں اور ناخنوں کا بڑھانا بھی سنت ابراہیمیؑ کی پیروی ہے اگرچہ ان باتوں کی توجیہہ عقل و منطق کی رو سے ممکن نہیں تاہم مقبولان الٰہی سے منسوب ہونے کی وجہ سے وہ اللہ کی نظر میں اتنی پسندیدہ ہیں کہ انہیں مناسک حج کا درجہ عطا کر دیا گیا۔ اب انہیں اپنائے بغیر حج مکمل نہیں ہو سکتا۔

طواف میں اکڑ کر چلنے کا انداز

کعبۃ اللہ کے گرد سات چکر لگانا جنہیں عرف عام میں طواف سے موسوم کیا جاتا ہے' مناسک حج کا اہم حصہ ہے۔ حاجیوں کو حکم ہے کہ وہ پہلے تین

چکروں میں دوران طواف اکڑ اکڑ کر چلیں۔ کیا عجیب بات ہے کہ معمول کے حالات میں اکڑ کر چلنا اور اترانا غرور و تکبر اور سرکشی و تمرّد کی علامت ہے جو اللہ کی نظر میں انتہائی ناپسندیدہ اور قبیح افعال ہیں لیکن حج میں معاملہ برعکس ہے۔ روایات کے ذریعے ہم تک اس کی جو حکمت پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ جب مسلمان ہادیِ برحق ﷺ کے حکم کے مطابق مکہ سے مدینہ ہجرت کر چکے تو مسلسل جہاد اور ریاضت و مشقت کی بناء پر ان کے جسم دبلے اور کمزور پڑ گئے تھے۔ جب صلح حدیبیہ کے بعد مدینے سے عمرہ کرنے کے لئے مکہ پہنچے تو ان کی چال ڈھال سے نقاہت کا اظہار ہوتا تھا۔ طواف کعبہ کے دوران انہیں آہستہ آہستہ چلتے دیکھ کر کفار مکہ طعنہ زنی کرنے لگے کہ مسلمان مکہ میں تو کھاتے پیتے اور خوشحال تھے مدینے جا کر ان کی حالت اتنی ابتر ہو گئی کہ ٹھیک سے چلا بھی نہیں جاتا۔ حضور ﷺ کو کافروں کی اس طعنہ زنی اور خندہ و استہزاء کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو حکم دیا کہ وہ کافروں کی بات غلط ثابت کرنے کے لئے طواف کے دوران اکڑ اکڑ کر اور کندھے مٹکا مٹکا کر چلیں۔ اس وقت سے یہ انداز مناسک حج میں شامل ہو گیا۔ اگرچہ اس کے بعد معاملے کی بساط یکسر پلٹ گئی اور سرزمین حرم کو کفار و مشرکین کے وجود سے خالی ہوئے صدیاں بیت چکی ہیں۔

مقام ابراہیم کو جائے نماز بنانے کا حکم

حرم کعبہ میں مقام جہاں اللہ کے خلیل جناب ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک لگے تھے اسے نماز کے لئے مختص کرنے اور جائے نماز بنانے کا حکم ہوا جیسا کہ اہل ایمان سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى
(البقرہ ۲:۱۲۵)

اور ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

اب جب تک حکم ایزدی کے تحت اس مخصوص مقام پر دو رکعت نماز نہ

ادا کی جائے طوافِ کعبہ کی تکمیل نہیں ہوتی اور حج نامکمل رہتا ہے۔ یوں تو حرم کی ساری زمین مقدس و محترم ہے لیکن اللہ کو اس جگہ سے جہاں اس کے خلیل کے قدموں نے مس کیا تھا اتنی محبت ہو گئی کہ وہاں ساری خدائی کو سربسجود ہونے کا حکم دیا۔

سعی صفا و مروہ

صفا و مروہ مکہ میں دو پہاڑیاں ہیں۔ جنہیں از روئے ارشاد ربانی شعائر اللہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں فرمودہ خداوندی ہے:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ (البقرۃ ۲:۱۵۸)

دنیا کے لاکھوں پہاڑوں میں سے صرف صفا و مروہ کو خدا کی نشانیاں (شعائر اللہ) قرار دینے کی کیا حکمت ہے؟ اس کے پیچھے وہ داستان ہے جس کا مرکزی کردار حضرت اسماعیلؑ کی والدہ اور حضرت ابراہیمؑ کی چہیتی بیوی حضرت ہاجرہؓ ہیں جنہیں حضرت ابراہیمؑ حکمِ ایزدی کے مطابق اس ویران وادی میں چھوڑ کر چلے گئے۔ جناب اسماعیلؑ ابھی شیر خوار ننھے سے بچے تھے۔ انہیں شدت کی پیاس محسوس ہوئی تو ماں کی مامتا بے قرار ہو گئی اور حضرت ہاجرہؓ اپنے لختِ جگر کو زمین پر لٹا کر دونوں پہاڑوں کے درمیان پانی کی تلاش میں دیوانہ وار دوڑنے لگیں کہ شائد کہیں پانی کا چشمہ مل جائے۔ اس اضطراب و پریشانی کی کیفیت میں انہوں نے کئی چکر لگائے۔ وہ اس خیال سے بچے کو اپنی نگاہ سے اوجھل بھی نہیں رکھنا چاہتی تھیں کہ کہیں کوئی بھیڑیا وغیرہ اٹھا کر نہ لے جائے۔ خدائے ذوالجلال کو اپنی اس پیاری بندی کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کو مناسکِ حج میں شامل کر کے رہتی دنیا تک ہر عازمِ حج کے لئے لازم قرار دے دیا۔

اس داستان خوش انجام کا اختتام اس طرح ہوا کہ کم سن اور نونہال

اسماعیل نے شدت پیاس سے زمین پر ایڑیاں رگڑنا شروع کردیں تو اللہ تعالیٰ نے پتھریلی زمین کے نیچے سے پانی کا چشمہ جاری کردیا جو ہزاروں سال گزر جانے کے بعد آج بھی جاری ہے اور ایک جہان اس سے سیراب ہو رہا ہے۔ یہ چشمہ زم زم کے نام سے زبان زد خاص وعام ہے۔ آب زمزم بہت سی بیماریوں کے لئے شفا ہے اور اس کے پینے کے آداب یہ ہیں کہ اسے باوضو اور کھڑے ہو کر پیا جائے جب کہ عام پانی کا کھڑے ہو کر پینا سنت مصطفوی ﷺ کی خلاف ورزی ہے۔ یہ اس لئے کہ اس پانی کو جناب اسماعیلؑ کی ایڑیوں سے نسبت ہونے کی بنا پر دنیا کے تمام پانیوں پر فضیلت حاصل ہو گئی۔

قربانی کے جانور بھی شعائر اللہ ہیں

یوں تو دنیا میں ہر جگہ اللہ کے نام پر صدقہ وخیرات کے لئے جانور ذبح کئے جاتے ہیں لیکن ذبیح اللہ حضرت اسماعیلؑ سے نسبت ہونے کی بنا پر مقام منیٰ پر قربانی کے لئے ذبح کئے جانے والے جانوروں کی حیثیت منفرد اور جداگانہ ہو گئی اور انہیں اس خاص نسبت سے شعائر اللہ کا درجہ دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ، ہم نے ان جانوروں کو تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے کیا۔ (الحج ۲۲:۳۶)

اس طرح حجرِ اسود اپنی نوعیت کے اعتبار سے عام پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے لیکن چونکہ اسے آقائے نامدار ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے حرم کعبہ کے اندر نصب فرمایا اور اپنے مقدس لبوں سے اسے بوسہ دیا۔ حجر اسود کو اس نسبت سے دنیا کے تمام پتھروں پر فضیلت حاصل ہو گئی۔ چنانچہ حجر اسود کا احترام اور اسے بوسہ دینا شامل مناسک حج ہے۔

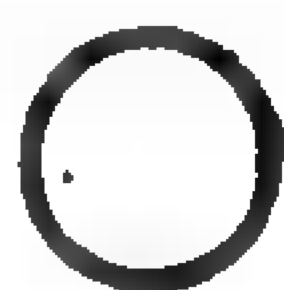
حرف آخر

اگر ہم غور کریں تو مناسک حج کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے

کہ شریعت مطہرہ نے از نوعِ عبادات دو قسم کے اعمال بیان کئے ہیں۔ پہلی قسم میں وہ اعمال آتے ہیں جو فی نفسہ عبادت قرار دیئے گئے جیسے نماز روزہ وغیرہ۔ دوسری قسم میں وہ اعمال شامل ہیں جو ہر چند اپنی ظاہری نوعیت کے اعتبار سے عبادت کے درجے میں نہ تھے لیکن انہیں اللہ کے مقبول اور برگزیدہ بندوں سے منسوب ہونے کی وجہ سے خدا کی نظر میں محبوبیت کا وہ مقام مل گیا کہ انہیں منشائے ایزدی کے تحت دہرائے جاتے رہنا عین عبادت قرار پایا۔ تمام مناسک حج کا یہی فلسفہ اور یہی حقیقت ہے۔ عقل اور منطق ان کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتے کہ مقبولانِ الٰہی کے انداز و اطوار اور محبوبانہ ادائیں عشق و مستی اور وارفتگی کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ مناسک حج کے ضمن میں شعائر اللہ کی تعظیم دلوں کے تقویٰ کا موجب ہوتی ہے۔ لہٰذا عقل و منطق کے تقاضوں کو پس پشت ڈال کر ان کے آگے فرطِ ادب سے سرِ تسلیم خم کر دینا ہی مناسکِ حج کا تقاضائے اولین ہے۔

باب-۵

اصطلاحات ومقاماتِ حج



اصطلاحاتِ حج

ایامِ حج سے صحیح فائدہ اٹھانے اور تعلیماتِ حج کو سمجھنے کے لئے اصطلاحاتِ حج کا جاننا بہت ضروری ہے عازمین حج کی سہولت کے لئے ہم انہیں یہاں بیان کر رہے ہیں۔

حج

مقررہ دنوں میں مخصوص عبادات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرنے کو حج کہتے ہیں۔

عمرہ

مقررہ دنوں کے علاوہ مخصوص عبادات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرنے کو عمرہ کہتے ہیں۔

میقات

وہ آخری حد جہاں سے حج یا عمرہ کا ارادہ کرنے والے کا احرام کے بغیر آگے بڑھنا جائز نہیں۔پاکستانیوں کا میقات یَلَمْلَمْ ہے۔جو جدّہ سے پہلے آتا ہے۔

حل

حدود حرم کے باہر جو زمین میقات تک ہے اسے حل کہتے ہیں۔

حرم کعبہ

مکہ معظمہ کے اردگرد کئی کوس تک زمین کو حرم کا درجہ دیدیا گیا ہے۔ہر طرف حدیں بنی ہوئی ہیں ان حدود کے اندر وہاں کے وحشی جانوروں حتیٰ کہ جنگلی کبوتروں کو تکلیف وایذا

دینا بلکہ تر گھاس اکھیڑنا تک حرام ہے۔ تمام مکہ مکرمہ، منیٰ، مزدلفہ یہ سب حدود حرم میں ہیں البتہ عرفات داخل حرم نہیں۔

اہل حل

وہ لوگ جو حدود میقات کے اندر اور حدود حرم سے باہر رہتے ہیں انہیں اہل حل کہتے ہیں انہیں اپنے مقام سے احرام باندھنا ہوگا۔

اہل حرم

مکہ اور حرم میں بسنے والے لوگوں کو "اھل حرم" کہتے ہیں۔ اہل حرم کیلئے حج کا احرام باندھنے کے لئے حرم کی ساری زمین میقات ہے۔

آفاقی

وہ مسلمان جو حج کی نیت سے حدود میقات سے باہر سے آئیں انہیں آفاقی کہتے ہیں۔

یوم الترویہ

۸ ذی الحجہ کو حج کی عبادات کا آغاز ہوتا ہے اسے "یَومُ التّروِیَہ" کہتے ہیں۔

یوم عرفہ

۹ ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں حج ہوتا ہے اسی نسبت سے اس دن کو یوم عرفہ کہتے ہیں۔

یوم نحر

دس ذی الحجہ جس روز قربانی کی جاتی ہے اسے "یوم نحر" کہتے ہیں۔

ایام تشریق

۹ ذی الحجہ کی فجر سے ۱۳ ذی الحجہ کی عصر تک ایام تشریق کہلاتے ہیں ان دنوں میں ہر فرض نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھی جاتی ہے۔ تکبیر تشریق یہ ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔

احرام: وہ بغیر سلا لباس جس کے بغیر آدمی میقات سے نہیں گزر سکتا یعنی ایک چادر نئی یا دھلی ہوئی اوڑھنے کے لئے اور ایسا ہی ایک تہہ بند کمر پر لپیٹنے کے لئے۔ یہ کپڑے سفید اور نئے بہتر ہیں۔ یہ گویا رب العالمین جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضری کی ایک وردی ہے جو صاف ستھری' سادہ' تکلف اور زیبائش سے خالی ہو۔

تلبیہ

یعنی لبیک کہنا۔ تلبیہ یہ ہے

لَبَّیْکَ' اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ' لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ' اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ' لَا شَرِیْکَ لَکَ۔

احرام کے لئے ایک مرتبہ زبان سے تلبیہ کہنا ضروری ہے اور نیت شرط۔

اضطباع

طواف شروع کرنے سے پہلے چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر دونوں کنارے بائیں مونڈھے پر اس طرح ڈال دینا کہ داہنا شانہ کھلا رہے۔

استلام

دونوں ہتھیلیاں اور ان کے بیچ میں منہ رکھ کر حجر اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ یا

لکڑی سے چھو کر چوم لینے کا اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دینا۔

رَمل

طواف کے پہلے تین پھیروں میں جلدی سے چھوٹے قدم اٹھانا اور شانے ہلانا جیسا کہ قوی اور بہادر لوگ چلتے ہیں۔

طواف

مسجد الحرام میں خانہ کعبہ کے ارد گرد بطریق خاص چکر لگانے کا نام طواف ہے۔

طوافِ قدُوم

مکۃ المکرمہ میں داخل ہونے کے بعد جو پہلا طواف کیا جاتا ہے اسے طوافِ قدوم کہتے ہیں یہ طواف ہر اس آفاقی کے لئے مسنون ہے جو حج افراد یا قران کی نیت سے مکہ معظمہ میں داخل ہو۔

طوافِ زیارت

طواف زیارت حج کا رکن ہے یہ ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق سے لے کر ۱۲ ذی الحجہ غروبِ آفتاب سے پہلے تک ہو سکتا ہے البتہ ۱۰ ذی الحجہ کو کرنا احسن ہے۔

طواف وداع

بیت اللہ شریف سے واپسی کے وقت طواف کرنا' طواف وداع کہلاتا ہے یہ آفاقی پر واجب ہے۔

طواف عمرہ

یہ طواف عمرہ کرنے والوں پر فرض ہے۔

سعی

صفا سے مروہ اور پھر مروہ سے صفا کی طرف جانا آنا اور میلَین اَخضرین کے درمیان دوڑنا سعی کہلاتا ہے۔

وقوف عرفہ

نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنا' خشیتِ الٰہی اور خالص نیت سے ذکر' لبیک' دعا' درود' استغفار اور کلمہ توحید میں مشغول رہنا اور نماز ظہر و عصر ادا کرنا اور نماز سے فراغت کے بعد بالخصوص غروبِ آفتاب تک دعا میں اپنا وقت گزارنا۔

رمی

منیٰ میں واقع تین جمروں (یعنی شیاطین) پر کنکریاں مارنے کو کہتے ہیں۔

ھَدِی

وہ جانور جسے قربانی کے لئے وقف کیا جائے۔

حلق

سارا سر منڈانا' یہ افضل ہے۔

تقصیر

بال چھوٹے کرانا' اس کی بھی اجازت ہے۔

مقاماتِ حج

کعبہ

کعبہ یا بیت اللہ مقامات حج میں سے سب سے عظیم مقام ہے اسی کا حج اور

طواف کیا جاتا ہے اور وہ مسجد جس میں اللہ کا یہ گھر واقع ہے اسے مسجد حرام کہتے ہیں۔

رکن

خانہ کعبہ کا گوشہ جہاں اس کی دو دیواریں ملتی ہیں جسے زاویہ کہتے ہیں۔

کعبہ معظمہ کے چار رکن ہیں۔

۱۔ رُکنِ اَسْوَد

جنوب و مشرق کا گوشہ جہاں حجر اسود نصب ہے۔

۲۔ رکن عراقی

شمال و مشرق کا گوشہ جہاں دروازہ کعبہ ہے جو انہی دو رکنوں کے بیچ کی شرقی دیوار میں زمین سے بہت بلند ہے۔

رکن شامی

شمال و مغرب کے گوشہ میں سنگِ اَسْود کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں تو بیت المقدس سامنے ہوگا۔

رکن یمانی

مغرب اور جنوب کے گوشہ میں واقع ہے۔

حجر اَسْوَد

یہ کالے رنگ کا ایک پتھر ہے حدیث پاک میں ہے کہ حجر اسود جب جنت سے نازل ہوا دودھ سے زیادہ سفید تھا بنی آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا۔
(جامع ترمذی)

خانہ کعبہ کے طواف کے شروع اور ختم کرنے کے لئے ۔۔ ایک نشان کا کام دیتا ہے۔

مُلتَزَم

مشرقی دیوار کا وہ ٹکڑا جو رکن اسود سے دروازہ کعبہ تک ہے۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم پر نماز ودعا سے فارغ ہو کر حاجی یہاں آتے اور اس سے لپٹتے اور اپنا سینہ وپیٹ اور رخسار اس پر رکھتے اور ہاتھ اونچے کرکے دیوار پر پھیلاتے ہیں۔

میزاب رحمت

سونے کا پرنالہ جو رکن عراقی اور رکن شامی کی بیچ کی دیوار پر چھت پر نصب ہے۔

حَطِیم

بیت اللہ کی شمالی دیوار کی طرف زمین کا ایک حصہ جس کے ارد گرد ایک قوسی کمان کے انداز کی چھوٹی سی دیوار بنادی گئی ہے اور دونوں طرف آمدورفت کا دروازہ ہے۔ اس حصہ زمین کو طواف میں شامل کرنا واجب ہے۔

مُستَجَار

رکن یمانی وشامی کے بیچ میں غربی دیوار کا وہ ٹکڑا جو ملتزم کے مقابل ہے۔

مُستَجَاب

رکن یمانی اور رکن اسود کے بیچ میں جنوبی دیوار یہاں ستر ہزار فرشتے دعا پر آمین کہنے کے لئے مقرر ہیں اس لئے اس کا نام مستجاب رکھا گیا ہے۔

مقام ابراہیم

دروازہ کعبہ کے سامنے ایک قبہ میں وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے کعبہ بنایا تھا ان کے قدم مبارک کا اس پر نشان پڑ گیا جو اب تک موجود ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آیات بینات میں شمار فرمایا ہے۔

قبہ زمزم شریف

یہ قبہ مقام ابراہیم سے جنوب کی طرف مسجد ہی میں واقع ہے اور اس قبہ کے اندر زمزم کا چشمہ ہے۔ اب یہ قبہ ختم کر دیا گیا ہے۔

باب الصفا

مسجد حرام کے جنوبی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے:

باب السلام

مسجد حرام کا وہ دروازہ جس سے پہلی مرتبہ داخل ہونا افضل ہے۔

صفا

یہ کعبہ معظمہ سے جنوب کی سمت ہے یہاں زمانہ قدیم میں ایک پہاڑی تھی جو زمین میں چھپ گئی ہے اور اب وہاں قبلہ رخ ایک دالان سا بنا ہے اور اوپر چڑھنے کے لئے سیڑھیاں بھی ہیں۔

مروہ

دوسری پہاڑی صفا سے جانب شرق تھی یہاں بھی اب قبلہ رخ دالان اور سیڑھیاں ہیں۔ صفا سے مروہ کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ کو مسجد حرام کا احاطہ ہے۔

میلین اخضرین

اس فاصلہ کے وسط میں جو صفا سے مروہ تک ہے دیوار حرم شریف میں دو سبز میل نصب ہیں جیسے میل کے شروع میں پتھر لگا ہوتا ہے اب تو وہاں سبز رنگ کی ٹیوب لائٹس شب و روز روشن رہتی ہیں۔

مسعیٰ

وہ فاصلہ جو ان دونوں نشانوں کے درمیان ہے اس فاصلہ کو دوڑ کر طے کیا جاتا ہے مگر نہ حد سے زائد دوڑیں نہ کسی کو ایذا دیں۔

تنعیم (مسجد عائشہ)

یہ وہ مقام ہے جہاں سے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران عمرے کے لئے احرام باندھا جاتا ہے۔

ذوالحُلَیفہ

یہ مدینہ سے مکہ کی طرف ۱۰ کلومیٹر دور ہے جو اہل مدینہ کا میقات ہے۔

ذات عرق

یہ عراق سے آنے والوں کے لئے میقات ہے اور مکہ سے تقریباً تین دن کی مسافت پر عراق کی طرف ہے۔

جحفہ

یہ اہل شام کا میقات ہے اور مکہ سے شام کی طرف تین منزل پر ہے۔

قرن المنازل

نجد کی طرف سے آنے والوں کیلئے میقات ہے۔

عرفات

یہ ایک بہت بڑا میدان ہے جو منیٰ سے تقریباً ۱۱ کلومیٹر دور ہے۔ یہاں پر حج کا خطبہ دیا جاتا ہے۔

موقف

عرفات میں وہ جگہ جہاں نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک کھڑے ہو کر ذکر و دعا کا حکم ہے۔

بطن عرفہ

یہ عرفات میں حرم کے نالوں میں سے ایک نالہ ہے جو مسجد نمرہ کے مغرب کی طرف یعنی کعبہ معظمہ کی طرف واقع ہے یہاں وقوف جائز نہیں یہاں قیام یا وقوف کیا تو حج ادا نہ ہو گا۔

مسجد نمرہ

میدان عرفات کے بالکل کنارے پر ایک عظیم مسجد ہے۔ اس کی مغربی دیوار اگر گرے تو بطن میں گرے گی۔

جبل رحمت

عرفات کا ایک پہاڑ ہے زمین سے تقریباً تین سو فٹ اونچا اور سطح سمندر سے تین ہزار فٹ بلند ہے اسے موقف اعظم بھی کہتے ہیں اسی کے قریب حضور ﷺ کا موقف ہے جہاں سیاہ پتھروں کا فرش ہے۔

مزدلفہ

عرفات اور منیٰ کے درمیان ایک کشادہ میدان ہے۔ عرفات سے تقریباً تین میل دور یہاں سے منیٰ کا فاصلہ بھی تقریباً اتنا ہی ہے۔ کہتے ہیں کہ عرفات میں

قبول توبہ کے بعد حضرت آدم اور اماں حوا علیہما السلام مزدلفہ ہی میں ملے تھے۔

مازنین

عرفات اور مزدلفہ کے پہاڑوں کے درمیان ایک تنگ راستہ ہے حضور اکرم ﷺ عرفات سے مزدلفہ اسی راستے تشریف لائے تھے۔

مشعر حرام

اس خاص مقام کا نام ہے جو مزدلفہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان ہے اور خود سارے مزدلفہ کو بھی مشعر حرام کہتے ہیں مزدلفہ میں حضور ﷺ کے وقوف کی جگہ گنبد بنا دیا گیا تھا آج کل یہاں ایک مسجد بھی ہے جسے مسجد مشعر الحرام کہا جاتا ہے مشعر حرام کو قزح بھی کہتے ہیں۔

وادی محشر

یہ وہی مقام ہے جہاں اصحاب فیل کے ہاتھی تھک کر رہ گئے اور مکہ معظمہ کی طرف آگے نہ بڑھ سکے اور سب ہلاک ہو گئے۔

منیٰ

ایک وسیع اور کشادہ میدان جو پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے مزدلفہ سے یہاں آکر رمی جمار اور قربانی جیسے افعال ادا کئے جاتے ہیں۔

مسجد خیف

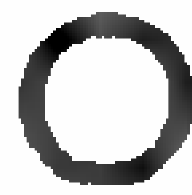
منیٰ کی مشہور اور بڑی مسجد کا نام ہے خیف وادی کو کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ اس مسجد میں ستر نبی آرام فرمارہے ہیں مسجد خیف پر ہشت پہلو قبہ ہے اس قبہ کی جگہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ بہت سے پیغمبروں نے نمازیں یہاں ادا فرمائی ہیں حضور ﷺ کا خیمہ بھی یہاں نصب کیا گیا تھا۔

جمار

منیٰ کے میدان میں پتھر کے تین ستون کھڑے ہیں ان ہی کا نام جمار ہے ان میں سے منیٰ سے مکہ کیطرف جائیں تو پہلے کا نام جمرہ اولیٰ دوسرے کا نام جمرہ وسطیٰ اور تیسرے کا نام جمرہ عقبہ ہے

باب ۔ ٦

مناسکِ عمرہ



سفرِ حج وزیارت کے آداب

ہر حاجی کو چاہیئے کہ روانگی سے پہلے ضروریات سفر پرانے حاجیوں سے معلوم کرکے اکٹھی کرے اور درج ذیل آداب وہدایات کا بطور خاص خیال رکھے۔

۱۔ سب سے پہلے نیّت کو درست کرے کہ اس سفر سے مقصود صرف اللہ ورسول ﷺ کی رضا ہو اس کے سوا ناموری یا شہرت یا سیر و تفریح یا تجارت وغیرہ کا ہرگز ہرگز دل میں خیال نہ لائے۔

۲۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ جتنی بھی عبادات اس کے ذمہ واجب ہوں، سب کو ادا کرے اور توبہ کرے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کرے۔ اسی طرح اس پر جن لوگوں کا قرض ہو سب ادا کرے۔ جن لوگوں کی امانتیں ہوں ان کی امانتیں واپس کرے۔ جن لوگوں کے حقوق اس کے ذمے ہوں سب سے حقوق معاف کرائے یا ادا کرے۔ جن لوگوں پر کوئی زیادتی کی ہو ان سے معافی طلب کرے۔ جن لوگوں کی اجازت کے بغیر سفر مکروہ ہے جیسے ماں باپ شوہر ان کو راضی کرکے اجازت حاصل کرے۔ ان تمام چیزوں سے فارغ اور سبکدوش ہو کر سفرِ حج و زیارت کے لئے روانہ ہو۔

۳۔ عورت کے ساتھ جب تک اس کا شوہر یا بالغ محرم قابل اعتماد نہ ہو جس سے اس عورت کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو، اس وقت تک عورت کے لئے سفر حرام ہے۔ عورت اگر بلا شوہر یا بغیر محرم کے حج کرے گی تو اس کا حج ہو جائے گا مگر ہر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ (جوہرہ و بہارِ شریعت)

۴۔ حج کرنے والا رقم یا زادِ راہ فقط اپنے حلال مال سے ساتھ لے کر چلے ورنہ حج مقبول ہونے کی امید نہیں اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا۔ اگر اپنے مال میں کچھ شبہ

ہو تو کسی سے قرض لے کر حج کو جائے اور وہ قرض اپنے مال سے ادا کر دے رقم اور ضروریاتِ سفر اپنی حاجت سے کچھ زیادہ ہی لے تاکہ رفیقوں کی مدد اور فقیروں کو صدقہ دیتا جائے کہ یہ حجِ مبرور کی نشانی ہے۔

۵۔ چونکہ سفر کرنے والے مختلف حیثیتوں کے لوگ ہوتے ہیں اس لئے ہر شخص کو چاہیئے کہ اپنی ضرورت کے مطابق سفر کا سامان اپنے ساتھ لے جائے تاکہ سفر میں تکلیفوں کا سامنا نہ کرنا پڑے سب حاجیوں کے لئے سامان کی یکساں تعداد معیّن نہیں کی جاسکتی۔

عمرہ کے فرائض وواجبات

عمرہ کے فرائض دو ہیں۔

۱۔ حدودِ حرم کے باہر سے احرام باندھنا۔

۲۔ خانہ کعبہ کا طواف کرنا۔

عمرہ کے واجبات دو ہیں۔

۱۔ صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگانا یعنی سعی کرنا۔

۲۔ سعی کے بعد سر کے بال منڈوانا یا قصر یعنی بال کم کرانا۔ (خواتین کے لئے صرف قصر ضروری ہے)

میقات

میقات اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے احرام باندھے بغیر حدود حرم میں داخل ہونا اور مکہ مکرمہ کو جانا حرام ہے۔ پاکستان' ہندوستان' چین' جاوا' اور یمن کے باشندوں کا میقات "یلملم" ہے۔

احرام کا طریقہ

احرام باندھنے سے قبل جسم کی ظاہری صفائی کا خاص طور پر اہتمام کرنا چاہیئے لہٰذا احرام سے قبل ناخن تراشیں' زیرِ ناف اور بغل کے بال صاف کریں'

مونچھیں درست کریں اس کے بعد جسم کو اچھی طرح مل کر نہائیں۔ سر اور جسم پر خوشبو لگائیں پھر مرد سلا ہوا کپڑا اتار کر بغیر سلی ہوئی ایک چادر کا تہہ بند باندھیں اور ایک چادر کندھوں سے اوڑھ لیں۔

احرام کی نیت

احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نماز احرام کی نیت سے ادا کریں۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد **قُلْ یٰاَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ** اور دوسری میں **قُلْ ھُوَ اللّٰہُ** پڑھیں سلام پھیر کر ——— احرام کی نیت کرتے ہوئے اپنی زبان سے کہیں۔

اَللّٰھُمَّ نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ فَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ

"الٰہی میں نے عمرہ کی نیت کرلی ہے اور احرام باندھ لیا ہے آپ اسے میری طرف سے قبول فرمائیں۔"

نیت احرام کے بعد ایک بار تلبیہ کہنا فرض ہے اور تین بار کہنا سنت یا مستحب ہے۔ تلبیہ اونچی آواز سے کہیں لیکن چیخ چیخ کر نہ کہیں۔

عمرہ کی نیت

احرام کی نیت باندھنے کے فوراً بعد حج یا عمرہ یا دونوں یا جس کا ارادہ ہو اس کی نیت کریں۔ عمرہ کی نیت کے مسنون الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَاَعِنِّیْ عَلَیْھَا وَبَارِکْ لِیْ فِیْھَا نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِھَا لِلّٰہِ تَعَالٰی

"اے اللہ میں نے عمرہ کا ارادہ کیا اس کو میرے لئے آسان کردے اور مجھ سے قبول کرلے اور اس کے (ادا کرنے میں) میری مدد فرما۔ میں نے عمرہ کی نیت کی اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے احرام باندھا۔"

نوٹ: حجِ قران کی نیت کرتے وقت لَبَّیْکَ بِالْعُمْرَۃِ وَالْحَجِّ اور تمتع میں لَبَّیْکَ بِالْعُمْرَۃِ اور اِفراد میں لَبَّیْکَ بِالْحَجِّ کہیں۔

تلبیہ

تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں۔

لَبَّیْکَ ' اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ' لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ' اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ ' لَا شَرِیْکَ لَکَ '

"میں حاضر ہوں ' یا اللہ میں حاضر ہوں ' میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں ' بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور ملک بھی ' تیرا کوئی شریک نہیں۔"

حرم کی حدود میں جب داخل ہوں تو اس دوران تلبیہ کثرت سے پڑھیں اپنے گناہوں کو یاد کریں۔ خشوع و خضوع کے ساتھ سر جھکائے اور ندامت کے آنسو بہاتے ہوئے قدم آگے بڑھائیں۔

مکہ معظمہ میں داخل ہونے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا حَرَمُکَ وَحَرَمُ رَسُوْلِکَ فَحَرِّمْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَعَظْمِیْ عَلَی النَّارِ اَللّٰھُمَّ اٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ اَوْلِیَآئِکَ وَاَھْلِ طَاعَتِکَ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

ترجمہ: اے اللہ یہ تیرا اور تیرے رسول پاک ﷺ کا حرم ہے پس میرے گوشت ' خون اور ہڈیوں کو آگ پر حرام کردے۔ اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھ۔ جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا اور مجھے اپنے ولیوں اور اطاعت گزاروں میں شامل کردے اور میری طرف توجہ فرما۔ بے شک تو توبہ قبول کرنے والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔

شہر مکہ میں داخل ہونے کے بعد جب آپ مسجد حرام کی طرف جائیں تو

کوشش کریں کہ بابُ السّلام سے داخل ہوں کیونکہ یہ افضل اور سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے۔

بابُ السّلام سے داخل ہونے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَمَغْفِرَتِکَ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْھَا بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

بیت اللہ پر پہلی نظر

جب بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑے تو تین دفعہ تہلیل (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) اور تین دفعہ تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) کہے اور پھر اللہ کے پاک گھر پر نظر جمائے ہوئے بڑی عجزو انکساری کے ساتھ یہ دعا کرے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَیْتِ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَضِیْقِ الصَّدْرِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمْ اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ تَشْرِیْفًا وَّتَکْرِیْمًا وَّتَعْظِیْمًا وَّمَھَابَۃً وَّرِفْعَۃً وَّبِرًّا وَّزِدْ یَارَبِّ مَنْ شَرَّفَہٗ وَکَرَّمَہٗ وَعَظَّمَہٗ مِمَّنْ حَجَّہٗ وَاعْتَمَرَہٗ تَشْرِیْفًا وَّتَکْرِیْمًا وَّتَعْظِیْمًا وَّمَھَابَۃً وَّرِفْعَۃً وَّبِرًّا

اس دعا کے بعد آپ لبیک کہتے ہوئے کعبۃ اللہ کی طرف قدم بڑھائیں اور حجر اسود کے بالکل سامنے آکر طواف کی نیت کریں۔

طواف

اِضْطِبَاع

طواف شروع کرنے سے پہلے آپ کعبۃ اللہ کے اس کونے کی طرف آئیں جہاں حجر اسود نصب ہے وہاں پہنچ کر آپ آخری مرتبہ لبیک کہہ کر ختم کردیں اور اضطباع کریں یعنی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر دونوں کنارے بائیں مونڈھے پر اس طرح ڈال دیں کہ شانہ کھلا رہے۔ پھر کعبہ کی طرف منہ کرکے اپنی دائیں جانب حجر اسود کی طرف چلو یہانتک کہ حجرِ اسود بالکل سامنے ہوجائے اس کے بعد طواف کی نیت کریں۔

طواف کی نیت

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ لِلّٰهِ تَعَالٰی عَزَّ وَجَلَّ

ترجمہ: اے اللہ میں تیرے مقدس گھر کا طواف کرنے کی نیت کرتا ہوں۔ پس تو اسے مجھ پر آسان فرمادے اور میری طرف سے سات چکروں کے (طواف) کو قبول فرما۔ جو محض تجھ یکتا عزوجل کی خوشنودی کے لئے (اختیار کرتا ہوں)

اِستِلام

طواف کی نیت کے بعد کعبہ کو منہ کئے ہوئے اپنی دائیں جانب ذرا بڑھ کر حجر اسود کے مقابل ہو کر کانوں تک ہاتھ اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف رہیں اور کہے

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ

میسّر ہوسکے تو حجر اسود کو بوسہ دیں اور ہجوم کے سبب نہ ہوسکے تو ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کرکے انہیں بوسہ دے لیں اور اَللّٰهُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَاِتِّبَاعًا لِسُنَّةِ

لَبَّیْکَ ﷺ کہتے ہوئے کعبہ تک بڑھیں۔
جب حجر اسود سے گزر جائے تو خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ پر لے کر طواف کی دعا پڑھنے کے بعد مرد رَمل کرتا ہوا آگے بڑھے۔
نوٹ: اگر طواف کی دعا یاد نہ ہو تو پھر سبحان اللہ ' الحمد للہ ' اللہ اکبر ' استغفار یا کلمہ شہادت کا ورد جاری رکھیں اور پھر طواف میں جوں جوں آگے بڑھتے جائیں تو کوشش کریں کہ اگر یاد ہو تو ہر رکن کی دعا اس کے سامنے جا کر پڑھیں۔

طواف میں ہر رکن کی الگ الگ دعائیں

خانہ کعبہ کے چار ارکان ہیں۔ ان چاروں رکنوں کی الگ الگ دعائیں ذکر کی جاتی ہیں۔ اگر ہو سکے تو انہیں ذہن نشین کرلیں اور طواف کے دوران جب بھی کسی رکن کے سامنے جائیں تو اس کی دعا پڑھیں۔

۱۔ طواف میں رکن عراقی کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشِّرْکِ وَالشَّکِّ وَالنِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ

"الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں شرک اور شک اور نفاق اور مسلمانوں میں پراگندگی ڈالنے سے اور بری عادتوں سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے کہ بری واپسی اپنے مال اور اہل وعیال کی طرف ہو۔"

۲۔ طواف میں رکن شامی کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّتِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ یَاعَزِیْزُ یَاغَفُوْرُ

"الٰہی اس حج کو ہر ایک گناہ سے پاک وصاف رکھنا اور میری سعی کو مشکور فرمانا' میرے گناہ کو بخش دے اور ایسی تجارت نصیب فرما جس میں کسی طرح کا نقصان نہ

ہو تو ہی غالب اور مغفرت فرمانے والا ہے۔"

۳۔ طواف میں رکن یمانی کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخِزْیِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

"الٰہی میں تیری پناہ میں آیا کفر سے اور میں تیری پناہ میں آیا محتاجی اور عذاب قبر سے اور زندگانی و موت کے فتنہ سے میں تیری پناہ میں آیا دنیا اور آخرت کی رسوائی سے۔"

۴۔ رکن یمانی سے حجر اسود تک دعا

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَاعَزِیْزُ یَاغَفَّارُ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ

"اے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی' اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا اور نیک لوگوں کے ساتھ ہمیں جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے' بڑی بخشش والے' اے تمام جہانوں کے پالنے والے۔"

اس دعا کو پڑھنے کے بعد حجر اسود کے قریب آئیں اگر ہو سکے تو بوسہ دیں ورنہ دور سے ہی اِستلام کریں اور بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھتے ہوئے آگے نکل جائیں اور طواف کے چکر کی دعا شروع کر دیں۔

نوٹ: اب ذیل میں طواف کے سات چکروں کی الگ الگ دعائیں دی جارہی ہیں۔ ہر چکر کی دعا کو رکن یمانی سے قبل ختم کرلیں اور پھر رکن یمانی سے حجر اسود تک مذکورہ دعا پڑھتے رہیں۔

طواف کے سات چکروں کی الگ الگ دعائیں

حجر اسود سے ہی ہر چکر کا آغاز کریں اور اسی پر آکر ختم کریں اس طرح

سات چکر مکمل کریں مگر رَمَل صرف پہلے تین پھیروں میں ہے اور باقی چار میں معمولی چال چلیں۔

پہلے چکر کی دعا

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکَلِمَاتِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ ﷺ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ الدَّآئِمَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ

”اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور (گناہوں کے بچنے کی) طاقت اور (عبادت کی طرف راغب ہونے کی) قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بزرگی اور عظمت والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام (نازل ہو) اللہ کے رسول ﷺ پر' اے اللہ! تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیرے احکام کو مانتے ہوئے اور تجھ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے حبیب ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے (میں طواف شروع کرتا ہوں) اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں (گناہوں سے) معافی کا اور (ہر بلا سے) سلامتی کا اور (ہر تکلیف سے) دائمی حفاظت کا' دین اور دنیا اور آخرت میں اور جنت کے متمتع ہونے اور دوزخ سے نجات پانے کا“

دوسرے چکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ بَیْتُکَ وَالْحَرَمَ حَرَمُکَ وَالْاَمْنَ اَمْنُکَ وَالْعَبْدَ عَبْدُکَ وَاَنَا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَھٰذَا مَقَامُ الْعَآئِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ فَحَرِّمْ

لُحُومَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَى النَّارِ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ

"یا اللہ! بے شک یہ گھر تیرا گھر ہے اور یہ حرم تیرا حرم ہے اور (یہاں کا) امن و امان تیرا ہی دیا ہوا ہے اور ہر بندہ تیرا ہی بندہ ہے اور میں بھی تیرا ہی بندہ ہوں اور تیرے ہی بندہ کا بیٹا ہوں اور یہ دوزخ کی آگ سے تیری پناہ پکڑنے والوں کی جگہ ہے سو تو ہمارے گوشت اور کھال کو دوزخ پر حرام کر دے" اے اللہ! ہمارے لئے ایمان کو محبوب بنا دے اور ہمارے دلوں میں اس کو آراستہ کر دے اور ہمارے لئے کفر' بدکاری اور نافرمانی کو ناپسند بنا دے اور ہمیں ہدایت پانے والوں میں شامل کر لے' اے اللہ! جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے' مجھے اپنے عذاب سے بچانا۔ اے اللہ! مجھے بغیر حساب کے جنت عطا فرما۔"

تیسرے چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْٓءِ الْمَنْظَرِ وَالْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

"اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں (تیرے احکام میں) شک سے اور (تیری ذات و صفات میں) شرک سے اور اختلاف و نفاق سے اور برے اخلاق سے اور برے حال اور برے انجام سے مال میں اور اہل و عیال میں اے اللہ! میں تجھ سے تیری رضامندی کی بھیک مانگتا ہوں اور جنت کی۔ اور تیری پناہ چاہتا ہوں تیرے غضب سے اور دوزخ سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں' قبر کی آزمائش سے' اور تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کی ہر مصیبت سے"

چوتھے چکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّعَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا وَّتِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ یَاعَالِمَ مَافِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ یَااللّٰہُ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ وَّالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ رَبِّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَنِیْ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ لِّیْ مِنْکَ بِخَیْرٍ

"اے اللہ! بنا دے میرے اس حج کو حج مقبول اور کامیاب کوشش اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ اور مقبول نیک عمل اور بے نقصان تجارت اے دلوں کے حال کو جاننے والے" اے اللہ! مجھے (گناہ کی) اندھیریوں سے (ایمان و عمل صالح کی) روشنی کی طرف نکال۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رحمت (کے حاصل ہونے) کے لازمی ذریعوں کا اور ان اسباب کا جو تیری مغفرت کو (میرے لئے) لازمی بنادیں اور ہر گناہ سے سلامتی کا اور ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے کا' اور جنت سے بہرہ ور ہونے کا' اور دوزخ سے نجات پانے کا۔ اور اے میرے پروردگار! تو نے جو کچھ مجھے رزق دیا ہے اس پر قناعت بھی عطا کر اور جو نعمتیں مجھے عطا فرمائی ہیں ان میں برکت بھی دے اور میری ہر غائب چیز پر تو میرا قائم مقام بن جا (اور حفاظت فرما)"

پانچویں چکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْھُکَ وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ شَرْبَۃً ھَنِیْئَۃً مَّرِیْئَۃً لَّا نَظْمَأُ بَعْدَھَا اَبَدًا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَاسَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ ﷺ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَااسْتَعَاذَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ سَیِّدُنَا

محمد ﷺ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَنَعِیْمَھَا وَمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ وَمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ

"اے اللہ! جس روز سوائے تیرے عرش کے سایہ کے کہیں سایہ نہ ہوگا اور تیری ذات پاک کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا مجھے اپنے عرش کے سایہ کے نیچے جگہ دینا اور اپنے نبی سیدنا محمد ﷺ کے حوض (کوثر) سے مجھے ایسا خوشگوار اور خوش ذائقہ گھونٹ پلانا کہ اس کے بعد کبھی ہمیں پیاس نہ لگے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ان چیزوں کی بھلائی مانگتا ہوں جن کو تیرے نبی سیدنا محمد ﷺ نے تجھ سے طلب کیا اور ان چیزوں کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں جن سے تیرے نبی سیدنا محمد ﷺ نے پناہ مانگی۔ اے اللہ! میں تجھ سے جنت اور اس کی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں اور ہر اس قول یا فعل یا عمل (کی توفیق) کا جو مجھے جنت سے قریب کردے، اور میں دوزخ سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور ہر اس قول یا فعل یا عمل سے جو مجھے دوزخ سے قریب کردے"

چھٹے چکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّ لَکَ عَلَیَّ حُقُوْقًا کَثِیْرَةً فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ وَحُقُوْقًا کَثِیْرَةً فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَلْقِکَ اَللّٰھُمَّ مَا کَانَ لَکَ مِنْھَا فَاغْفِرْہُ لِیْ وَمَا کَانَ لِخَلْقِکَ فَتَحَمَّلْہُ عَنِّیْ وَاَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِطَاعَتِکَ عَنْ مَعْصِیَتِکَ وَبِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ یَاوَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اَللّٰھُمَّ اِنَّ بَیْتَکَ عَظِیْمٌ وَّوَجْھَکَ کَرِیْمٌ وَّاَنْتَ یَااَللّٰہُ حَلِیْمٌ کَرِیْمٌ عَظِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

"اے اللہ! مجھ پر تیرے بہت سے حقوق ہیں ان معاملات میں جو میرے اور تیرے درمیان ہیں اور بہت سے حقوق ہیں ان معاملات میں جو میرے اور تیری مخلوق کے درمیان ہیں۔ اے اللہ! ان میں سے جن کا تعلق صرف تیری ذات سے ہو ان (کی

کوتاہی) کی مجھے معافی دے اور جن کا تعلق مخلوق سے (بھی) ہو ان (کی فروگزاشت کی معافی) کا تو ذمہ دار بن جا۔ اے اللہ! مجھے (رزق) حلال عطا فرما کر حرام سے اور فرمانبرداری کی توفیق عطا فرما کر نافرمانی سے بچا اور اپنے فضل سے بہرہ مند فرما کر اپنے سوا دوسروں سے مجھے مستغنی کر دے" اے وسیع مغفرت والے' اے اللہ! بیشک تیرا گھر بڑی عظمت والا ہے اور تیری ذات بڑی عزت والی ہے اور تو اے اللہ! بڑا باوقار ہے بڑا کرم والا ہے اور بڑی عظمت والا ہے معافی کو پسند کرتا ہے' سو میری خطاؤں کو بھی معاف فرما دے۔"

ساتویں چکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا کَامِلًا وَّیَقِیْنًا صَادِقًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّلِسَانًا ذَاکِرًا وَّرِزْقًا حَلَالًا طَیِّبًا وَّتَوْبَۃً نَّصُوْحًا وَّتَوْبَۃً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَۃً عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَغْفِرَۃً وَّرَحْمَۃً بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ یَاعَزِیْزُ یَاغَفَّارُ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ

"اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں' کامل ایمان اور سچا یقین اور کشادہ رزق اور عاجزی کرنے والا دل اور (تیرا) ذکر کرنے والی زبان اور حلال اور پاک روزی اور سچے دل کی توبہ اور موت سے پہلے کی توبہ اور موت کے وقت کا آرام اور مرنے کے بعد مغفرت اور رحمت اور حساب کے وقت معافی اور جنت کا حصول اور دوزخ سے نجات (یہ سب کچھ میں مانگتا ہوں) تیری رحمت کے وسیلے سے' اے بڑی عزت والے' اے بڑی مغفرت والے" اے پروردگار میرے علم میں اضافہ کر اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرما دے۔"

طواف کے تمام چکر مکمل کرنے کے بعد حجر اسود کو بوسہ دیں اور استلام کریں اس کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت جو واجب ہیں پڑھیں اور دعا مانگیں۔

مقام ابراہیم کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ وَتَعْلَمُ مَافِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَرِضًا مِّنْکَ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ اَنْتَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِیْ مَقَامِنَا هٰذَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً اِلَّا قَضَیْتَهَا وَیَسَّرْتَهَا فَیَسِّرْ اُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْرَنَا وَنَوِّرْ قُلُوْبَنَا وَاخْتِمْ بِالصّٰلِحَاتِ اَعْمَالَنَا اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِیْنَ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا مَفْتُوْنِیْنَ اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

"اے اللہ! تو میری سب چھپی اور کھلی باتیں جانتا ہے لہٰذا میری معذرت قبول فرما اور تو میری حاجت کو جانتا ہے لہٰذا میری خواہش کو پورا کر اور تو میرے دل کو جانتا ہے لہٰذا میرے گناہوں کو معاف فرما اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں سما جائے اور ایسا سچا یقین کہ میں جان لوں کہ جو کچھ تو نے میری تقدیر میں لکھ دیا ہے وہی مجھے پہنچے گا اور تیری طرف سے اپنی قسمت پر رضامندی اور تو ہی میرا مددگار ہے' دنیا اور آخرت میں مجھے اسلام کی حالت میں وفات دے' اور نیک لوگوں کے زمرہ میں شامل فرما اے اللہ! اس مقدس مقام (کی حاضری کے موقع پر) کوئی ہمارا گناہ بغیر معاف کئے نہ چھوڑنا اور کوئی پریشانی دور کئے بغیر نہ چھوڑنا۔ اور کوئی ضرورت پوری کئے بغیر اور سہل کئے بغیر نہ چھوڑنا۔ سو ہمارے تمام کام آسان کردے اور ہمارے سینوں کو کھول دے اور ہمارے دلوں کو روشن کردے اور ہمارے اعمال کو نیکیوں کے ساتھ ختم فرما۔ اے اللہ! ہمیں اسلام کی حالت میں موت دے اور ہمیں نیک لوگوں میں شامل فرما۔ نہ ہم رسوا ہوں اور نہ آزمائش میں پڑیں۔ اٰمین یارب العالمین۔"

پھر مقام ملتزم کے پاس آجائیں حجراسود اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ کی درمیان والی جگہ کو مقامِ ملتزم کہتے ہیں اب آپ تصور کریں کہ اپنے رب کے گھر کی چوکھٹ پر پہنچ چکے ہیں۔ یہاں کھڑے ہو کر رو رو کر اپنے رب کو منائیں جو دل میں آئے دعا کریں اور پھر من کی دنیا میں ڈوب کر یہ تصور کرتے ہوئے کہ میرا رب میرے سامنے ہے یہ دعا کریں:

مقام ملتزم کی دعا

اَللّٰهُمَّ يَارَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاِخْوَانِنَا وَاَوْلَادِنَا مِنَ النَّارِ يَا ذَا الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَالْفَضْلِ وَالْمَنِّ وَالْعَطَآءِ وَالْاِحْسَانِ اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِى الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْىِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَاقِفٌ تَحْتَ بَابِكَ مُلْتَزِمٌ بِاَعْتَابِكَ مُتَذَلِّلٌ بَيْنَ يَدَيْكَ اَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَاَخْشٰى عَذَابَكَ مِنَ النَّارِ يَاقَدِيْمَ الْاِحْسَانِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِىْ وَتَضَعَ وِزْرِىْ وَتُصْلِحَ اَمْرِىْ وَتُطَهِّرَ قَلْبِىْ وَتُنَوِّرَ لِىْ فِىْ قَبْرِىْ وَتَغْفِرَلِىْ ذَنْبِىْ وَاَسْئَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ اٰمِيْنَ

"اے اللہ اس قدیم گھر کے مالک' ہماری گردنوں کو ہمارے باپ داداؤں' ماؤں (بہنوں) اور اولاد کی گردنوں کو دوزخ سے آزاد کردے۔ اے بخشش والے' کرم وفضل والے' احسان وعطا والے' اے اللہ! تمام معاملات میں ہمارا انجام بخیر فرما' اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں' اور بندہ زادہوں' تیرے (مقدس گھر کے) دروازے کے نیچے کھڑا ہوں" اور تیرے دروازہ کی چوکھٹوں سے لپٹا ہوا ہوں' تیرے سامنے عاجزی کا اظہار کررہا ہوں' اور تیری رحمت کا طلبگار ہوں' اور تیرے دوزخ کے عذاب سے ڈر رہا ہوں' اے ہمیشہ کے محسن (اب بھی احسان فرما) اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا

ہوں کہ میرے ذکر کو بلندی عطا فرما اور میرے گناہوں کا بوجھ ہلکا کر اور میرے کاموں کو درست فرما اور میرے گناہ معاف فرما اور میں تجھ سے جنت کے اونچے درجے کی بھیک مانگتا ہوں۔ آمین"

آب زم زم پینے کی دعا

مقام ملتزم سے فارغ ہونے کے بعد زم زم پر آئیں کعبہ کو منہ کرکے بسم اللہ پڑھ کر تین سانسوں میں جتنا پانی پی سکیں پئیں اور بدن پر بھی ڈالیں پھر الحمد للہ کہیں اور یہ دعا مانگیں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّعِلْمًا نَافِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ

"اے اللہ میں تجھ سے وسیع رزق اور نفع رساں علم اور ہر ایک بیماری سے شفا کا طلب گار ہوں۔"

سعی

آب زم زم پینے کے فوراً بعد یا پھر تھوڑا سا آرام کرنے کے بعد صفا و مروہ میں سعی کے لئے حجر اسود پر آئیں اور حسب سابق بوسہ وغیرہ دیکر باب صفا کی جانب روانہ ہوں۔

باب صفا کی طرف جاتے ہوئے یہ دعا پڑھیں

اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ

"میں ابتدا کرتا ہوں ساتھ اس کے جس کے ساتھ ابتدا کی ہے' اللہ تعالیٰ نے (اپنے فرمان میں) تحقیق صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں' پس جو شخص بیت اللہ شریف کا حج یا عمرہ کرے' پس اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ دونوں کا طواف کرے اور جو خوشی سے بھلائی کرے پس بیشک اللہ تعالیٰ قدر دان جاننے والا ہے۔"

سعی کی نیت

جب صفا کی طرف جائیں تو دل میں سعی کی نیت کریں اور زبان سے یہ دعا مانگیں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِّوَجْهِکَ الْکَرِیْمِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ

"اے اللہ! میں صفا اور مروہ کے درمیان محض تیری خوشنودی کے لئے سات چکروں سے سعی کرتا ہوں پس میرے لئے آسان کردے اور مجھ سے وہ قبول فرما۔"

کوہ صفا پر قبلہ رو ہو کر یہ دعا کریں

کوہ صفا پر اتنا چڑھیں کہ کعبہ معظمہ نظر آجائے پھر کعبہ رخ ہو کر یہ دعا کریں،

اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا هَدَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا اَوْلَانَا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا اَلْهَمَنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا وَمَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَصَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ وَاِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ وَاِنِّیْ اَسْئَلُکَ کَمَا هَدَیْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَهٗ مِنِّیْ حَتّٰی تَوَفَّانِیْ وَاَنَا مُسْلِمٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَشَائِخِیْ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

"اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے کہ اس نے ہمیں راستہ بتایا۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے کہ اس نے ہمیں نعمت دی۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے کہ اس نے ہمیں الہام کیا' سب تعریف اس اللہ کی جس نے ہمیں راہ بتائی اگر وہ ہم کو راستہ نہ بتاتا تو ہمیں راستہ نہ ملتا' اللہ کے سوا اور کوئی لائق عبادت نہیں وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے لئے (سب) ملک ہے اور سب تعریف اسی کے لئے ہے۔ جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے جو نہیں مرے گا بھلائی اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو ایک ہے اور اس کا وعدہ سچا ہے۔ مدد کی اس نے اپنے بندے کی اور اس کے لشکر کو غالب کیا اور اس اکیلے نے تمام گروہوں کو شکست دی' نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور ہم نہیں عبادت کرتے مگر خاص اسی کی خالص کرتے ہوئے' اس کے لئے دین اگرچہ کافر برا منائیں' اے اللہ! تو نے فرمایا ہے اور تیرا فرمانا حق ہے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا اور بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جیسا تو نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت کی ہے' نہ چھین لے مجھ سے وہ ہدایت یہاں تک کہ تو مجھے وفات دے ایسے حال میں کہ میں مسلمان ہوں' اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے اور اللہ سب سے بڑا ہے اور نہیں ہے طاقت نیکی کی اور نہ گناہ سے بچنے کی مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے جو بلند شان اور عظمت والا ہے' اے اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر رحمت اور سلامتی بھیج اور ان کی آل اور صحابہ اور پیروؤں پر قیامت کے روز تک اے اللہ

مجھے اور میرے والدین اور میرے بزرگوں اور سب مسلمانوں کو بخش دے اور سلام ہو رسولوں پر اور سب تعریف ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے لئے جو پالنے والا ہے سب جہانوں کا۔"

ہر چکر (سعی) شروع کرنے کی دعا

جب نیت اور دعا سے فارغ ہو جائیں تو پھر خانہ کعبہ کی طرف منہ کریں اور دونوں ہاتھ اٹھا کر ہر چکر کے شروع میں اپنی زبان سے یہ الفاظ ادا کریں۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔"

صفا و مروہ سے اترنے کی دعا

جب آپ صفا یا مروہ سے اتریں تو اترتے وقت یہ دعا کرتے رہیں۔

اَللّٰھُمَّ اسْتَعْمِلْنِیْ بِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ ﷺ وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِہٖ وَ اَعِذْنِیْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

"اے اللہ! مجھے اپنے نبی کی سنت کا تابع بنا دے اور مجھے آپ کے دین پر موت عطا کر اور مجھے اپنی رحمت کے ساتھ گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ دے۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔"

مروہ کی طرف چلتے ہوئے یہ دعا کریں

صفا کی سیڑھیوں سے اترتے ہی آپ کے سفر کا آغاز مروہ کی طرف شروع ہو جاتا ہے لہٰذا مروہ کی طرف چلتے ہوئے یہ دعا کرتے رہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا

بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔

"اللہ پاک ہے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں' مگر اللہ کی مدد سے' جو بہت بلند شان اور بڑی عظمت والا ہے۔"

اگر مذکورہ دعا آپ کو زبانی یاد نہ ہو تو پھر دیگر اذکار مثلاً سُبْحَانَ اللّٰہ' اَلْحَمْدُ لِلّٰہ' اَللّٰہُ اَکْبَرُ' اِسْتِغْفَار یا درود شریف کا ورد جاری رکھیں۔

مِیْلَیْنِ اَخْضَرَیْن

جب آپ صفا سے مروہ کی طرف جا رہے ہونگے تو تھوڑی ہی دور آپ کی نظر دو سبز ٹیوبوں پر پڑے گی۔ ان دو ٹیوبوں کے درمیان کی جگہ وہ تاریخی مقام ہے جہاں نشیب اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے اوٹ ہونے کی وجہ سے حضرت حاجرہ علیہا السلام دوڑ کر گزرتی تھیں۔ اللہ رب العزت کو ان کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ آج بھی حجاج جب اس مقام سے گزرتے ہیں تو مرد حاجیوں کو ذرا دوڑ کر چلنے کا حکم ہے لیکن جب دوسرے میل سے نکل جائیں تو پھر آہستہ ہو جائیں۔

میلین اخضرین کے درمیان یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا لَمْ نَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ وَاهْدِنِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔

"اے میرے پروردگار بخش دے اور رحم فرما اور درگزر کر اس سے جسے تو جانتا ہے' بے شک تو جانتا ہے وہ جو ہم نہیں جانتے بیشک تو زبردست بزرگی والا ہے اور دکھا مجھے وہ راہ جو بہت سیدھی ہے۔ اے اللہ اس کو مقبول حج گردان اور میری

کوشش کو مشکور اور میرے گناہوں کو بخشا ہوا۔ اے اللہ مجھے اور میرے ماں باپ اور سب مومن مردوں اور عورتوں اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش دے' اے دعاؤں کو قبول کرنے والے اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی دے اور دوزخ کی آگ سے بچا۔"

صفا و مروہ کے چکروں کا تعین

صفا و مروہ کے چکروں کی گنتی کیسے مکمل کرنی ہے اس بارے میں ذہن نشین کرلیں کہ!

صفا سے مروہ تک جانے کو ایک چکر کہتے ہیں مروہ سے صفا تک واپس آنے کو دوسرا چکر کہتے ہیں پھر صفا سے مروہ تک دوبارہ جانے کو تیسرا اور مروہ سے صفا تک واپس آنے کو چوتھا چکر کہتے ہیں اسی طرح ساتواں چکر مروہ پر آکر ختم ہو گا۔

نوٹ: جب مروہ پہنچیں تو وہاں پہنچ کر وہی اعمال کریں جو صفا پر کئے تھے یعنی ذرا اوپر چڑھ کر قبلہ رخ ہو کر دعائیں کریں بغیر کسی وجہ کے زیادہ اوپر چڑھنا ناپسندیدہ ہے۔

حلق یا تقصیر اور تکمیل عمرہ

جب ساتویں سعی مروہ پر جا کر ختم ہوتی ہے تو عمرہ کے تمام افعال مکمل ہو جاتے ہیں۔ اب چاہئے کہ مسجد حرام سے باہر آئیں۔ مرد حضرات حلق (سارے بال منڈوانا) یا تقصیر (نشانی کے طور پر کچھ بال کتروانا) کرائیں اور خواتین سر کے پچھلے حصہ سے صرف ایک پور کے برابر بال کاٹیں۔

احرام اتارنا

حلق یا تقصیر کے بعد اپنی رہائش پر جا کر احرام اتارا جا سکتا ہے لیکن قارن

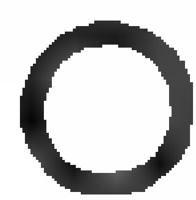
اور مُفرِد جس نے افراد کیا تھا لبیک کہتے ہوئے احرام کے ساتھ مکہ میں ٹھہریں گے مگر جس نے تمتع کیا تھا وہ اور صرف عمرہ کرنے والا شروع طواف سے حجراسود کا بوسہ لیتے ہی لبیک چھوڑدیں اور طواف وسعی کے بعد حلق یا تقصیر کرائیں اور احرام سے باہر آئیں اور منیٰ جانے کے لئے سب مکہ معظمہ میں آٹھویں تاریخ کا انتظار کریں۔

ایک اہم بات

عمرہ الگ کیا جائے یا حج کے ساتھ کیا جائے ان کے اکثر اصول وضوابط ایک ہی ہیں۔ اسی طرح حج میں طواف وسعی کے اصول بھی وہی ہیں جو عمرہ کے ہیں لہٰذا مناسک حج کی ادائیگی کے وقت جہاں طواف وسعی کے مرحلوں کا ذکر آئے مناسک عمرہ میں ان تفاصیل کو از سر نو دہرالیں۔

باب ۔ ۷

مناسکِ حج



آٹھ ذی الحجہ کی مبارک اور سہانی صبح سے حج کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اب اگلے پانچ دن (ایام حج) سارے سفر کا حاصل ہیں لہٰذا ان مقدس ایام کی تمام تفصیلات اور احکام آپ کے ذہن میں ہونے چاہئیں۔ ذیل میں ہم آئندہ پانچ روز کی مصروفیات ترتیب سے ذکر کر دیتے ہیں تاکہ حجاج کرام ان ایام سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔

حج کے پانچ روزہ پروگرام کی ترتیب

۱۔ یوم الترویہ (حج کا پہلا دن---۸ ذی الحجہ)

غسل اور احرام

اس روز آپ صبح سویرے اٹھنے کی کوشش کریں۔ اٹھتے ہی سب سے پہلے سنت کے مطابق غسل کریں اور اگر غسل نہ ہو سکے تو پھر وضو ہی کر لیں۔ اسی غسل یا وضو میں احرام کی نیت بھی کر لیں۔ اس کے بعد مسنون طریقے سے احرام باندھ کر دو رکعت نفل ادا کریں۔ جب نماز فجر کا وقت ہو جائے تو کوشش کریں کہ نماز مسجد حرام میں ادا ہو جائے اور وہیں بیٹھ کر حج کی نیت بھی کریں۔

حج کی نیت

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ ، فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ، وَاَعِنِّیْ عَلَیْہِ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ ، نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی

"اے اللہ! میں حج کی نیت کرتا ہوں، پس اس کو میرے لئے آسان کر دے اور مجھ سے قبول کر لے اور اس میں میری مدد فرما اور اس میں میرے لئے برکت ڈال میں نے حج کی نیت کی اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے احرام

باندھا۔"

تلبیہ

حج کی نیت کرنے کے فوراً بعد ذرا بلند آواز سے تلبیہ کہیں اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں آہستہ آواز میں درود و سلام پیش کریں

لَبَّیْکَ، اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَا شَرِیْکَ لَکَ ○

"میں حاضر ہوں' یا اللہ میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔ بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور ملک بھی' تیرا کوئی شریک نہیں۔"

طواف قدوم

منیٰ کو روانہ ہونے سے قبل طواف قدوم (آنے کا طواف) کریں اور یاد رہے کہ طواف و سعی کی دعائیں اور اصول وہی ہیں جو عمرہ کے ہیں لہٰذا مناسک عمرہ کے باب میں سے ان دعاؤں کو یاد کرلیں۔

منیٰ کو روانگی

طواف قدوم کے بعد منیٰ کو روانہ ہو جائیں۔ منیٰ کا مقام وادی مکہ سے تقریباً ۳ کلومیٹر دور ہے۔ منیٰ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں تلبیہ واذکار اور استغفار کثرت سے پڑھتے رہیں اور ساتھ ساتھ حضور ﷺ پر درود بھی بھیجتے رہیں۔ منیٰ میں آپ ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور ۹ ذی الحجہ کی نماز فجر ادا کریں گے۔ منیٰ میں رات کا قیام سنت ہے اور بہتر ہے کہ رات کو بھی تلبیہ' استغفار اور دیگر دعائیں پڑھتے رہیں۔

وادی منیٰ کی دعا

عرفہ کی شب وادی منیٰ میں یہ دعا کرنی چاہیے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ عَرْشُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مَوْطِئُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَائُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْهَوَآءِ رُوْحُهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَآءِ سُبْحَانَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضِ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ اِلَّا اِلَیْهِ۔

"پاک ہے وہ ذات جس کا عرش آسمان میں ہے' پاک ہے وہ ذات جس کا ٹھکانہ زمین میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کا راستہ سمندر میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی حکمرانی آگ پر ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی رحمت جنت میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کا حکم قبر میں ظاہر ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کا حکم ہوا پر ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے آسمان کو بلند کیا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے زمین کو بچھایا۔ پاک ہے وہ ذات جس کے سوا نہ کوئی سہارا ہے اور نہ کوئی جائے پناہ ہے۔"

۲۔ **یوم عرفہ** (حج کا دوسرا دن---۹ ذی الحجہ)

حج کا دوسرا دن دیگر ایام کی نسبت بہت اہم ہوتا ہے۔ یہ مغفرت کا دن ہے اسے یوم عرفہ بھی کہتے ہیں۔ اسی دن حج کا رکن اعظم (وقوف عرفات) ادا کیا جائے گا۔

عرفات کی طرف روانگی

صبح مستحب وقت میں نماز پڑھ کر آفتاب چمکنے پر عرفات کی طرف روانہ ہو

جائیں۔ راستے میں ذکر و درود اور لبیک کی کثرت کریں اور عرفات کی طرف روانگی کے وقت یہ دعا مانگیں۔

اَللّٰهُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَ وَجْهَکَ اَرَدْتُّ فَاجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّحَجِّیْ مَبْرُوْرًا وَّارْحَمْنِیْ وَلَا تُخَیِّبْنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

"الٰہی میں نے تیری طرف رخ پھیرا اور تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری توجہ کی خواستگاری ہے۔ میرے گناہوں کی مغفرت کرنا اور میرے حج کو حج مقبول کر مجھ پر رحم فرما اور محروم و بے نصیب مجھے نہ واپس کر۔ میرے سفر میں برکت عطا کر اور عرفات میں میری حاجت پوری کر تو ہر چیز پر قدرت والا ہے۔"

عرفات میں داخلے کی دعا

میدان عرفات میں داخل ہوتے وقت رب ذوالجلال کی تسبیح و تحمید کریں اور زبان سے یہ الفاظ ادا کریں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ

"پاک ہے اللہ اور سب تعریف اسی کے لئے ہے اور کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔"

جب آپ عرفات میں داخل ہو جائیں تو جبل رحمت کے پاس یا جہاں جگہ ملے راستے سے بچ کر اتریں اور دوپہر تک زیادہ وقت اللہ کے حضور گریہ و زاری، صدقہ و خیرات اور ذکر و لبیک میں مشغول رہیں۔

وقوف عرفات کی دعا

دوپہر ڈھلتے ہی کوشش کریں کہ مسجد نمرہ جائیں اور نماز (ظہر اور عصر اکٹھی) مسجد نمرہ میں جا کر پڑھیں اور نماز پڑھتے ہی موقف کو روانہ ہو جائیں وہ

خاص نزول رحمت کی جگہ ہے۔ یہاں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر جیسے ہو سکے دعا کریں۔ اپنے رب کریم کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے ہوئے تکبیر و تہلیل' حمد' ذکر' دعا اور توبہ میں ڈوب جائیں کیونکہ یہ وقوف ہی حج کی جان اور اس کا بڑا رکن ہے۔

یہاں پر تاجدار کائنات ﷺ کو مت بھولئے کیونکہ آپ ﷺ بھی ہم کو اس میدان میں نہیں بھولے تھے لہٰذا آپ ﷺ پر درود و سلام کی کثرت کیجئے اس کے علاوہ اپنے والدین' عزیز و اقارب' اپنے وطن' عظمت اسلام اور دوست احباب کے لئے بھی دعا کیجئے اور اگر ہو سکے تو اس دعا کو ضرور پڑھیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ بِالْھُدٰی وَنَقِّنِیْ وَاعْتَصِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْلِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا اَللّٰھُمَّ لَکَ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ وَاِلَیْکَ مَاٰلِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَۃِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا بِالْھُدٰی وَزَیِّنَّا بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْ لَنَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِزْقًا حَلَالًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا اَللّٰھُمَّ اَمَرْتَنِیْ بِالدُّعَآءِ وَلَکَ الْاِجَابَۃُ وَاِنَّکَ لَا تُخْلِفُ وَعْدَکَ اَللّٰھُمَّ مَآ اَحْبَبْتَ مِنْ خَیْرٍ فَحَبِّبْہُ اِلَیْنَا وَیَسِّرْہُ لَنَا وَمَا کَرِھْتَ مِنْ شَرٍّ فَکَرِّھْہُ اِلَیْنَا وَجَنِّبْنَا عَنْہُ وَلَا تَنْزِعْ مِنَّا الْاِسْلَامَ بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ صَدْرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا۔ اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَتَشَتُّتِ الْاَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ

مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تُهِبُّ الرِّيَاحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ بِهٖ نَبِيُّكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ ﷺ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْمُ۔ رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ وَتَرٰى مَكَانِيْ وَتَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْئٌ مِنْ اَمْرِيْ وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ اَسْئَالُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَنَحِلَ لَكَ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَكُنْ لِيْ رَءُوْفًا رَّحِيْمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اٰمِيْنَ۔ يَا مَنْ لَّا يُبْرِمُهٗ اِلْحَاحُ الْمُلِحِّيْنَ فِي الدُّعَاءِ وَلَا تُضْجِرُهٗ مَسْئَلَةُ السَّائِلِيْنَ اَذِقْنَا بَرْدَ عَفْوِكَ وَحَلَاوَةَ مَغْفِرَتِكَ وَلَذَّةَ مُنَاجَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ۔ اِلٰهِيْ مَنْ تَمَدَّحَ اِلَيْكَ نَفْسَهٗ فَاِنِّيْ لَائِمٌ نَفْسِيْ اَخْرَسَتِ الْمَعَاصِيْ لِسَانِيْ فَمَالِيْ وَسِيْلَةٌ مِنْ عَمَلٍ وَلَا شَفِيْعٌ سِوَى الْاَمَلِ۔

"اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ کے لئے ہے سب تعریف اور اللہ کے لئے ہے سب تعریف اور اللہ کے لئے ہے سب تعریف نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سب ملک اور سب تعریف اسی کو ہے۔ اے اللہ مجھے ہدایت یافتہ بنا اور مجھے (گناہوں سے) پاک فرما اور مجھے مکمل پرہیزگار بنا اور مجھے دنیا اور آخرت میں بخش دے۔ اے خدا میرے اس حج کو مقبول فرما اور گناہ کو بخشا ہوا فرما دے۔ اے اللہ میری نماز اور عبادت اور میری زندگی اور موت تیرے ہی لئے ہے اور آخر کار میرا (رجوع بھی) تیری طرف ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب اور دل کے وسوسوں اور معاملات کی پریشانی سے۔ اے اللہ ہدایت کے ساتھ ہماری رہنمائی کر اور ہمیں پرہیزگاری کے ساتھ آراستہ کر اور ہمیں دنیا و آخرت میں بخش۔ اے اللہ میں تجھ سے حلال پاک اور بابرکت روزی کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اے اللہ تو نے مجھے دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے اور قبول کرنا تیرے (اختیار میں) ہے اور تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اے اللہ تو جس بھلائی کو اچھا سمجھتا ہے پس اس کو ہمارے لئے محبوب بنا اور اس کو ہمارے لئے آسان کر دے اور جس برائی کو تو مکروہ سمجھتا ہے پس اس کو ہمارے لئے مکروہ بنا دے اور ہم کو اس سے دور رکھ اور ہم سے اسلام نہ چھین بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت کی۔ نہیں کوئی معبود سوائے اس ایک اللہ کے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سب ملک اور سب تعریف اسی کے لئے ہے وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ میرے سینے اور کانوں اور آنکھوں اور دل میں نور بھر دے۔ اے اللہ میرا سینہ کھول دے اور میرے معاملات کو آسان کر دے اور میں سینے کے وسوسوں اور کاموں کی ابتری اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا

ہوں تیری اس چیز کے شر سے جو داخل ہوتی ہے رات میں اور اس چیز کے شر سے جو داخل ہوتی ہے دن میں اور اس چیز کے شر سے جس کو اڑاتی ہیں ہوائیں اور زمانہ کے حوادثات کے شر سے اے اللہ ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور آگ کے عذاب سے بچا۔ اے اللہ میں تجھ سے وہ بھلائی چاہتا ہوں جو تجھ سے تیرے نبی ﷺ نے مانگی اور اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس سے تیرے نبی ﷺ نے پناہ مانگی۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم خسارہ اٹھانے والے ہونگے۔ اے میرے پروردگار مجھے نماز قائم کرنے والا بنادے اور میری اولاد کو بھی اے میرے پروردگار ہماری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ اور مومنوں کو قیامت کے دن اے پروردگار رحم فرما ان دونوں (والدین) پر جیسا کہ پالا ان دونوں نے مجھے بچپن میں۔ اے ہمارے پروردگار بخش دے ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گزر گئے ہیں اور ایمان والوں کے متعلق ہمارے دل میں کینہ نہ ٹھہرا۔ اے ہمارے رب بے شک تو مہربان اور رحیم ہے۔ اے ہمارے رب تحقیق تو سننے والا اور جاننے والا ہے اور رجوع کر (ساتھ قبول کرنے توبہ کے) ہم پر بے شک تو توبہ قبول کرنے والا اور بڑا مہربان ہے نہیں ہے طاقت نیکی کی اور نہ گناہ سے بچنے کی سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد سے جو بلند شان اور باعظمت ہے۔ اے اللہ بے شک تو جانتا ہے اور میری قیام گاہ کو دیکھتا ہے اور میرے کلام کو سنتا ہے اور میرے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے اور میرے کاموں میں سے کوئی چیز بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہے اور میں نہایت مفلس فریاد کرنے والا ایک فقیر ہوں (نیز میں) پناہ چاہنے والا ڈرنے والا اپنے گناہوں کا اعتراف اور اقرار کرنے والا ہوں۔ میں تجھ سے مسکین فقیر کی طرح سوال کرتا

ہوں اور ایک ذلیل گناہگار کی طرح تیرے سامنے آہ وزاری کرتا ہوں اور ایک خوف کرنے والے اندھے کی طرح تجھ سے دعا مانگتا ہوں جس کی گردن تیرے لئے جھکی ہو اور آنکھیں آنسو بہاتی ہوں اور جس کا جسم (تیری یاد میں) لاغر ہو گیا ہو اور اس کی ناک تیرے لئے خاک آلود ہو گئی ہو۔ اے اللہ مجھے اپنے سامنے دعا مانگنے سے بد نصیب نہ کرنا اور تو میرے حق میں مہربان رحم کرنے والا بن جائے سوال کئے گئے ہوؤں کے بہترین اور اے عطا کرنے والوں کے بہترین اور اے رحم کرنے والوں کے بہترین اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے قبول فرمائیو اے وہ ذات کہ نہیں بیزار کرتا اس کو اصرار دعا میں اصرار کرنے والوں کا اور نہ ہی تنگ کرتا ہے اس کو سوال کرنے والوں کا چکھا ہمیں ٹھنڈک اپنے عفو کی اور لذت اپنی بخشش کی اور مزا اپنے حضور میں عاجزانہ دعا اور اپنی رحمت کا۔ الٰہی جو تعریف کرتا ہے اپنے نفس کی تیرے سامنے (وہ کرتا رہے) میں تو یقیناً اپنے نفس کو ملامت کرنے والا ہوں حالانکہ گناہوں نے میری زبان کو گونگا کر دیا ہے پس میرے عملوں کا کوئی وسیلہ نہیں اور نہ ہی کوئی شفاعت کرنے والا ہے سوائے امید کے۔"

مزدلفہ کو روانگی اور قیام شب

جب غروب آفتاب کا یقین ہو جائے تو فوراً مزدلفہ (عرفات اور منیٰ کے درمیان میدان کا نام) کی طرف روانہ ہوں مگر امام سے قبل میدان عرفات سے نہ نکلیں۔ راستے میں ذکر واذکار درود اور دعا ولبیک میں مصروف رہیں مزدلفہ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیۡکَ اَفَضۡتُ وَمِنۡ عَذَابِکَ اَشۡفَقۡتُ وَاِلَیۡکَ رَغِبۡتُ وَمِنۡ سَخَطِکَ رَھِبۡتُ فَاقۡبَلۡ نُسُکِیۡ وَاَعۡظِمۡ اَجۡرِیۡ وَتَقَبَّلۡ تَوۡبَتِیۡ وَارۡحَمۡ

تَضَرُّعِیْ وَاسْتَجِبْ دُعَائِیْ وَاَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

"اے اللہ میں تیری طرف حاضر ہوا ہوں تیرے عذاب سے خوف زدہ ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور تیرے غضب سے ڈرتا ہوں پس قبول کر اے اللہ میرے حج کو اور اس کے بعد ثواب عظیم عنایت فرما اور میری توبہ قبول کر اور رحم کر تو میری زاری پر اور قبول کر تو میری دعا کو اور پورا کر تو سوال میرا اے اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔"

جب آپ میدان مزدلفہ میں پہنچیں گے تو اس میدان کی آخری حد پر آپ کو ایک پہاڑ نظر آئے گا جس کو مشعر حرام کہتے ہیں۔ کوشش کریں کہ مشعر حرام کے آس پاس ٹھہریں وگرنہ مزدلفہ کی حدود میں جہاں جگہ مل جائے ٹھہر جائیں۔ یہاں پہنچ کر عشاء کے وقت میں مغرب حتی الامکان امام کے ساتھ پڑھیں۔ فرض کے سلام کے بعد ساتھ ہی عشاء کے فرض پڑھیں اس کے بعد مغرب و عشاء کی سنتیں اور وتر ادا کریں۔

مزدلفہ میں تمام رات جاگنا چاہئے۔ رات بھر نماز' تلاوت' دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔ یہ رات لیلتہ القدر سے بھی افضل ہے۔ اس موقع پر یہ دعا بھی کریں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ فِیْ ھٰذَا الْمَکَانِ جَوَامِعَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ وَاَنْ تَصْرِفَ عَنِّی السُّوْءَ کُلَّهٗ فَاِنَّهٗ لَا یَفْعَلُ ذَالِکَ غَیْرُکَ وَلَا یَجُوْدُ بِهٖ اِلَّا اَنْتَ

"اے اللہ میں تجھ سے اس امر کا سوال کرتا ہوں کہ عطا کر مجھے اس (مقدس) جگہ میں مجموعہ تمام نیکیوں کا اور دور کردے مجھ سے تمام برائیاں پس بے شک یہ کام تیرے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا اور نہ ہی تیرے سوا کوئی بخشش کرسکتا ہے۔"

۳۔ یومِ نحر (حج کا تیسرا دن --- ۱۰ ذی الحجہ)

حج کے تیسرے روز عید الاضحیٰ ہوتی ہے مگر حاجیوں کی مصروفیت اور اس روز کے مناسک حج کی اہمیت کی وجہ سے حاجی نماز عید سے مستثنیٰ ہوتے ہیں۔ اس روز کے پروگرام کچھ یوں ہیں۔

وقوفِ مزدلفہ

۱۰ ذی الحجہ کو نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک مزدلفہ میں وقوف لازمی ہے۔ قیام مزدلفہ میں صبح کی نماز کے بعد یہ دعا مانگنی چاہئے۔

اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِنَّا التَّحِیَّۃَ وَالسَّلَامَ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

"اے اللہ ہماری طرف سے روح محمد ﷺ کو ہمارے درود و سلام پہنچا۔ اے صاحبِ جلال و اکرام ہمیں امن کے گھر داخل فرما۔"

منیٰ کی طرف روانگی

جب طلوع آفتاب میں دو رکعت پڑھنے کا وقت رہ جائے تو مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہونا چاہئے۔ منیٰ میں رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ ہی سے اٹھا لینی چاہئیں۔ کوشش کریں کہ تقریباً (۷۰) کنکریاں تینوں دنوں کے لئے پاک جگہ سے اٹھا کر تین بار دھو کر اپنے پاس محفوظ کرلیں تاکہ وہاں کوئی پریشانی نہ ہو۔

مزدلفہ سے روانہ ہوتے وقت وادی محسر سے نہ گزریں یہ مزدلفہ سے خارج ہے اگر مجبوراً اس وادی سے گزرنا ہی پڑ جائے تو دوڑ کر گزر جائیں کیونکہ اس وادی میں اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔

جمرۂ عقبہ (بڑے شیطان) پر پہلی رمی

منیٰ پہنچ کر سب سے پہلے جمرہ عقبہ کی طرف روانہ ہوں۔ جمرہ عقبہ آخری

ستون ہے۔ اس پر سات کنکریوں کی رمی کی جاتی ہے اور اس روز صرف اسی پر رمی کی جاتی ہے۔ یہ رمی طلوع شمس سے غروب شمس تک کسی وقت بھی کی جا سکتی ہے۔ ہر کنکری پھینکتے وقت زبان سے یہ الفاظ ادا کریں۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّیْطَانِ۔

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو سب سے بڑا ہے تاکہ شیطان ذلیل ہو۔"

قربانی

رمی سے فارغ ہو کر قربانی میں مشغول ہوں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد میں حج کے شکرانے کے طور پر کی جاتی ہے۔

قربانی بھیڑ، بکری، گائے یا اونٹ کسی کی بھی دی جا سکتی ہے فرق صرف یہ ہے کہ بھیڑ بکری میں شرکت نہیں ہوتی اور گائے اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ قربانی کے جانوروں کی عمر اور اعضاء میں وہی شرطیں ہیں جو عید کی قربانی میں ہیں۔ اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو تو دس روزے رکھیں۔ تین ایام حج میں اور سات حج سے واپسی پر۔

حلق یا تقصیر

قربانی کے بعد قبلہ رو بیٹھ کر مرد حلق (سر منڈوانا) یا تقصیر (بال کتروانا) کروائیں لیکن حلق، تقصیر کی نسبت زیادہ افضل ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ "اے اللہ سر منڈوانے والوں کو بخش دے" سر منڈواتے وقت مسنون یہ ہے کہ دائیں جانب سے پہلے منڈوائیں اور اگر بال کتروانے ہوں تو انگلی کے پور کے برابر کتروائیں۔

عورتیں انگلی کی ایک پور کے برابر بال کتروائیں۔ مرد اور خواتین اپنے بالوں کو دفن کر دیں۔ حلق یا تقصیر سے قبل نہ ناخن کتروائیں اور نہ ہی خط

بنوائیں۔

احرام اتارنا

حلق یا تقصیر سے قبل احرام اتارا نہیں جا سکتا لہٰذا جب سر منڈوانے یا بال کتروانے سے فارغ ہو جائیں تو احرام اتار دیں اور عام لباس پہن لیں۔ اب عورت سے متعلق چند امور کے علاوہ احرام نے جو کچھ حرام کیا تھا سب حلال ہو گیا۔

طوافِ زیارت

قربانی، حلق و تقصیر اور احرام کھولنے کے بعد طواف زیارت کے لئے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوں۔ اس طواف میں اضطباع نہیں کیونکہ یہ عام لباس میں کیا جاتا ہے۔ طواف زیارت حج کا دوسرا اہم رکن ہے اور یہ عمرہ کے طواف کی ہی طرح ادا کیا جاتا ہے۔ طواف زیارت کا وقت عید کی صبح سے لے کر ایام نحر کے اختتام تک ہے۔ اگر بارہ ذی الحجہ کا آفتاب غروب ہونے سے پہلے پہلے کر لیا تو جائز ہے اگر تاریخ گزر گئی اور طواف زیارت نہیں کیا تو دم دینا واجب ہو گا اور طواف بھی ادا کرنا پڑے گا۔

بہر حال جب طواف زیارت کر لیا تو اب احرام کی تمام پابندیاں حتیٰ کہ بیوی سے متعلق جو پابندیاں تھیں وہ بھی ختم ہو گئیں۔

حج کی سعی

طواف زیارت کے بعد آپ روز مرہ کے لباس میں صفا و مروہ کی سعی کریں گے۔ حج کی سعی کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھیں۔ ان امور کی انجام دہی کے بعد آپ الحمدللہ طواف وداع اور رمی کے علاوہ تمام واجبات سے فارغ ہو چکے ہیں۔ بارگاہ الٰہی میں سجدہ شکر بجا لائیں جس نے آپ کو زندگی میں حج جیسی سعادت عظمیٰ سے نوازا ہے۔

ایامِ رمی (حج کا چوتھا، پانچواں اور چھٹا دن --- ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ)

طواف زیارت سے فارغ ہونے کے بعد منیٰ واپس آجائیں اور دو رات اور دو دن یہیں قیام کریں۔

گیارہویں تاریخ بعد نماز ظہر پھر رمی کے لئے روانہ ہوں اور رمی جمرہ اولیٰ سے شروع کریں۔ پھر جمرہ وُسطیٰ پر جائیں رمی کے بعد کچھ آگے بڑھ کر حضوری قلب سے دعا و استغفار کریں۔ پھر جمرہ عقبہ پر جائیں مگر یہاں رمی کر کے ٹھہریں نہیں بلکہ فوراً پلٹ آئیں اور پلٹتے وقت دعا کریں۔

اسی طرح بارہ تاریخ کو زوال کے بعد رمی کریں اور بارھویں کی رمی کر کے غروب آفتاب سے پہلے مکہ معظمہ کو روانہ ہو جائیں۔

طوافِ وداع

جب واپسی کا ارادہ ہو تو طوافِ وداع بجالائیں مگر اس میں نہ رمل ہے نہ سعی اور اضطباع پھر دو رکعت مقام ابراھیم علیہ السلام پر پڑھ کر زمزم پر آئیں اپنے ہاتھ سے پانی لیں اور قبلہ رو ہو کر خوب سیر ہو کر پئیں۔ ہر سانس میں نظریں اٹھا کر اللہ کے پیارے گھر کو بھی تکتے رہیں۔ اپنے جسم، سر اور منہ پر بھی پانی لگائیں اور پانی پیتے وقت یہ دعا کریں۔

اَللّٰهُمَّ اَسْاَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ

"اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم اور کشادہ روزی اور ہر بیماری سے شفاء کا طالب ہوں۔"

زمزم سے فارغ ہونے کے بعد مقام ملتزم پر آئیں۔ باب کعبہ پر کھڑے ہو کر بوسہ دیں۔ خانہ کعبہ کا پر[illegible] پکڑ کر پیکر عجز و انکسار بن کر یہ دعا مانگیں۔

اَلسَّائِلُ بِبَابِکَ یَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَمَعْرُوْفِکَ وَیَرْجُوْ رَحْمَتَکَ

"تیرے در کا سائل تجھ سے تیرے فضل اور مہربانیوں کا سوال کرتا ہے اور تیری رحمت کی امید کرتا ہے۔"

خانہ کعبہ سے جدا ہوتے وقت دعا

جب آپ طواف وداع' زمزم اور مقام ملتزم سے فارغ ہو جائیں تو پھر حجر اسود کو بوسہ دے کر خانہ کعبہ کی جدائی پر افسوس کرتے ہوئے کعبہ شریف کی طرف منہ کئے الٹے پاؤں مسجد حرام سے باہر آ جائیں اور باہر آتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْہُ اٰخِرَ الْعَھْدِ مِنْ بَیْتِکَ الْحَرَامِ وَاِنْ جَعَلْتَ فَعَوِّضْ مِنْہُ الْجَنَّۃَ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ لِلرَّحْمَۃِ قَاصِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

"اے اللہ! نہ بنا میرے اس حج کو آخری زیارت گاہ اپنے گھر کی جو حرمت والا ہے اور اگر تو اس کو آخری زیارت بنائے تو اس کا بدلہ جنت عنایت کر ہم لوٹنے والے توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے اپنے رب کی حمد کرنے والے اس کی رحمت کا قصد کرنے والے ہیں۔ سچ کر دکھایا اللہ نے اپنا وعدہ نصرت دی اپنے بندے (محمد ﷺ کو) اور شکست دی کفار کے لشکروں کو اکیلے نے۔ نہیں طاقت نیکی کی اور گناہ سے بچنے کی مگر اللہ کی مدد سے جو بہت ہی بلند عظمت والا ہے۔"

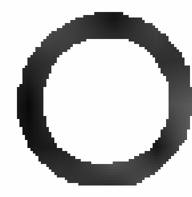
گھر والوں کو واپسی کی اطلاع

واپسی کے لئے وہی طریقے ملحوظ رکھیے جو یہاں تک بیان ہوئے ہیں۔ نیز واپسی کے وقت اپنے آنے کی اطلاع گھر والوں کو آنے سے قبل دیں اور ہو سکے تو

دن کے وقت گھر پہنچے۔ شریعت نے ہمیں یہی سبق سکھایا ہے۔ گھر میں آکر دو رکعت نوافل پڑھئے پھر اعزہ واقارب' خدام اور دیگر متعلقین سے ملیئے۔ ان کے لئے کچھ تحائف بھی لایئے۔

باب ـ ۸

مسائلِ حج و عمرہ



حج کا بیان

حج ۹ ہجری میں فرض ہوا۔ نماز' روزہ اور زکوٰۃ کی طرح حج بھی اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ اس کا فرض ہونا قطعی اور یقینی ہے۔ جو اس کی فرضیت کا انکار کرے اور استطاعت کے باوجود اس کی ادائیگی میں تاخیر کرے وہ گناہگار ہے اور اس کو ترک کرنے والا فاسق اور عذاب جہنم کا سزاوار ہے۔ ساری زندگی میں ایک مرتبہ حج کرلینا کافی ہے لہٰذا علماء و صلحاء نے تاکید فرمائی ہے کہ حج کرنے والوں کو حتی الامکان مستحبات اور سنتوں وغیرہ کی ادائیگی کا بھی فرائض و واجبات کی طرح اہتمام کرنا چاہئے۔ نیز بعض مقامات پر مخصوص دعاؤں اور ماثورہ و مسنونہ (حضور ﷺ سے منقول) اذکار و اوراد کی کثرت اور عجز و نیاز' خشوع و خضوع کا اہتمام بھی بطور خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اسی مناسبت سے یہاں مسائل حج مختصراً بیان کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرہ' ۲:۱۹۶)

"اور حج و عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو۔"

احادیث میں حج و عمرہ کے فضائل اور اجر و ثواب کے بارے میں بڑی بڑی بشارتیں آئی ہیں مگر حج عمر میں صرف ایک ہی بار فرض ہے۔

حدیث

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حج کیا اور حج کے درمیان فحش کلام اور فسق نہ کیا تو وہ اس طرح گناہوں سے پاک و صاف ہو کر لوٹا جیسے اسی دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

حدیث

حج و عمرہ محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور چاندی کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور (مقبول) کا ثواب جنت ہی ہے۔

اقسام حج

ادائیگی کے طریقہ کے لحاظ سے حج کی تین اقسام ہیں۔

(۱) اِفراد

اس طریقے کو کہتے ہیں جس میں صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے۔ عازم حج اس میں عمرہ نہیں کرتا بلکہ وہ صرف حج ہی کر سکتا ہے۔ احرام باندھنے سے حج کے اختتام تک عازم حج کو مسلسل احرام کی شرائط کی پابندی کرنا پڑتی ہے۔

(۲) قِران

حج اور عمرے کا ایک ساتھ اِحرام باندھ کر دونوں کے ارکان کو ادا کرنے کا نام قران ہے۔ عازم حج مکہ پہنچ کر پہلے عمرہ کرتا ہے پھر اسی احرام میں اسے حج ادا کرنا ہوتا ہے۔ اس دوران احرام میلا یا ناپاک ہونے کی صورت میں تبدیل تو ہو سکتا ہے مگر جملہ پابندیاں برقرار رہیں گی۔

(۳) تمتع

وہ طریقہ حج جس میں حج اور عمرہ کو ساتھ ساتھ ادا کیا جاتا ہے اور اس صورت میں مکہ مکرمہ میں عمرہ ادا کرنے کے بعد عازم حج احرام کی حالت سے باہر آ سکتا ہے۔ اس طرح اس پر آٹھ ذی الحجہ یعنی حج کے ارادے سے احرام باندھنے تک احرام کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

مندرجہ بالا تینوں طریقوں میں تمتع نسبتاً آسان حج ہے تاہم اہمیت اور فضیلت کے اعتبار سے حج قِران افضل ترین ہے۔

حج واجب ہونے کی شرائط

حج کے واجب ہونے کی آٹھ شرائط ہیں۔ جب تک وہ سب نہ پائی جائیں حج کی ادائیگی لازم نہیں۔

(۱) مسلمان ہونا۔ (کافر پر حج لازم نہیں)

(۲) دارالحرب میں ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ حج اسلام کے فرائض میں سے ہے۔

(۳) بالغ ہونا۔ یعنی نابالغ پر حج فرض نہیں۔

(۴) عاقل ہونا۔ لہٰذا مجنون پر حج فرض نہیں۔

(۵) آزاد ہونا۔ یعنی لونڈی اور غلام پر حج فرض نہیں۔

(۶) تندرست ہونا۔ یعنی حج پر جاسکے اور اس کے اعضاء سلامت ہوں۔ بینا ہو لہٰذا اپاہج اور فالج والا اور جس کے پاؤں کٹے ہوں اور اس بوڑھے پر جو خود سواری پر نہ بیٹھ سکتا ہو حج فرض نہیں۔ یوں ہی اندھے پر بھی حج فرض نہیں اگرچہ ہاتھ پکڑ کر چلنے والا اسے ملے۔ ان سب پر یہ بھی ضروری نہیں کہ کسی کو بھیج کر اپنی طرف سے حج اداکرادیں۔

(۷) سفر کے خرچ کا مالک اور سواری کی قدرت رکھتا ہو یعنی سواری کا مالک ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ سواری کرایہ پر لے سکے۔

(۸) حج کا وقت یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائی جائیں۔

(عالمگیری ۱: ۲۰۲، ۲۰۴)

وجوب ادا کی شرائط

یہاں تک تو حج کے واجب ہونے کی شرائط کا بیان تھا اب شرائط ادا کا بیان ہوتا ہے کہ یہ شرائط اگر پائی جائیں تو خود حج کو جانا ضروری ہے اور اگر یہ سب شرطیں نہ پائی جائیں تو خود حج کو جانا ضروری نہیں بلکہ دوسرے سے حج اداکرا سکتا

ہے۔یا وصیت کر جائے مگر اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ حج کرانے کے بعد آخر عمر تک خود قادر نہ ہو (یعنی خود استطاعت نہ رکھے) ورنہ خود بھی حج کرنا ضروری ہو گا۔ شرائط حسب ذیل ہیں۔

۱۔ راستہ میں امن وامان ہو۔یعنی اگر غالب گمان سلامتی کا ہو تو حج کے لئے جانا ضروری ہے اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ ڈاکہ یا لڑائی کی وجہ سے جان ضائع ہو جائے گی تو حج کے لئے جانا ضروری نہیں۔

۲۔ عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ دنوں کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم کا ہونا شرط ہے خواہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھی اور اگر تین دن سے کم کا راستہ ہو تو عورت بغیر شوہر اور محرم کے بھی جا سکتی ہے۔ محرم سے مراد وہ مرد ہے کہ جس سے ہمیشہ کے لئے اس عورت کا نکاح حرام ہو' چاہے نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو جیسے بیٹا' باپ' بھائی وغیرہ' چاہے دودھ کے رشتہ سے نکاح حرام ہو جیسے رضاعی بھائی (دودھ شریک)' رضاعی باپ' رضاعی بیٹا وغیرہ یا سسرال کے رشتہ سے نکاح حرام ہو جیسے خسر یا شوہر کا بیٹا۔ عورت شوہر یا محرم جس کے ساتھ سفر کر سکتی ہے اس کا عاقل بالغ غیر فاسق (پرہیز گار) ہونا شرط ہے۔

۳۔ حج کے لئے جاتے وقت عورت عدت میں نہ ہو' چاہے وفات کی عدت ہو یا طلاق کی۔

۴۔ قید میں نہ ہو بلکہ آزاد ہو (عالمگیری' ۱: ۲۰۴۔ ۲۰۵)

صحت ادا کی شرائط

صحت ادا کی نو شرائط ہیں اگر یہ نہ پائی جائیں تو حج صحیح نہیں ہو گا۔

۱۔ مسلمان ہو۔

۲۔ احرام۔کہ بغیر احرام کے حج نہیں ہو سکتا۔

۳۔ حج کا وقت۔یعنی حج کے لئے جو وقت شریعت کی طرف سے معین ہے اس سے

پہلے حج کے افعال ادا نہیں ہو سکتے۔

۴۔ افعال حج کی جگہوں پر افعال حج ادا کرنا مثلاً طواف کی جگہ مسجد حرام ہے۔ وقوف کی جگہ میدان عرفات و مزدلفہ ہے کنکریاں مارنے کی جگہ منیٰ ہے۔ اگر یہ کام دوسری جگہ کرے گا تو یہ افعال ادا نہیں ہوں گے۔

۵۔ تمیز کرنا' اتنا چھوٹا بچہ جو کسی چیز کی تمیز نہ کر سکتا ہو اس کا حج صحیح نہیں۔

۶۔ صاحب عقل ہو اس لئے کہ مجنوں اور دیوانے کا حج صحیح نہیں۔

۷۔ حج کے فرائض کو ادا کرنا' جس نے حج کا کوئی فرض چھوڑ دیا اس کا حج صحیح نہیں ہو گا۔

۸۔ احرام کے بعد اور عرفات میں وقوف سے پہلے جماع نہ کرنا اگر کیا تو حج باطل ہو جائے گا۔

۹۔ جس سال احرام باندھا اسی سال حج لازم ہو گا اگر اس سال احرام باندھ کر اسی احرام سے آئندہ سال حج کرنے کا ارادہ کرے تو یہ حج صحیح نہیں ہو گا۔

(بہار شریعت)

حج کے فرائض

حج میں یہ چیزیں فرض ہیں۔

۱۔ احرام کہ یہ شرط ہے۔

۲۔ وقوف عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی صبح صادق سے پہلے تک کسی وقت "عرفات" میں ٹھہرنا۔

۳۔ طواف زیارت کا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے' یہ دونوں چیزیں یعنی عرفہ کا وقوف (ٹھہرنا) اور طواف زیارت حج کے رکن ہیں۔

۴۔ نیت

۵۔ ترتیب یعنی پہلے احرام باندھنا پھر عرفہ میں ٹھہرنا پھر طواف زیارت۔ ہر فرض کا

اپنے وقت پر ادا کرنا۔
۶۔ مکان یعنی وقوف عرفہ میدان عرفات کی زمین میں ہونا سوائے "بطن عرفہ" (میدان عرفات میں ایک نالے کا نام) کے اور طواف کا مکان مسجد الحرام شریف ہے۔ (درمختار وردالمختار)

حج کے واجبات

حج کے واجبات یہ ہیں۔
۱۔ میقات (احرام باندھنے کی جگہ) سے احرام باندھنا یعنی میقات سے بغیر احرام باندھے آگے نہ گزرنا اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا جائے تو جائز ہے۔
۲۔ صفا و مروہ (دو پہاڑوں کے نام) کے درمیان دوڑنا اس کو "سعی" کہتے ہیں اور سعی کو "صفا" سے شروع کرنا۔
۳۔ اگر عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا۔
۴۔ دن کو میدان عرفات کے اندر وقوف (قیام) کیا ہے تو اتنی دیر تک ٹھہرا رہے کہ آفتاب غروب ہو جائے خواہ آفتاب ڈھلتے ہی شروع کیا تھا یا بعد میں۔ غرض غروب آفتاب تک وقوف میں مشغول رہے اور اگر رات کو میدان عرفات کے اندر وقوف کیا ہے تو اس کے لئے کسی خاص حد تک وقوف کرنا واجب نہیں مگر وہ اس واجب کا تارک ہوا کہ دن میں غروب آفتاب تک وقوف ضروری تھا۔
۵۔ عرفات سے واپسی میں امام نے تاخیر کی تو امام سے پہلے میدان عرفات سے نہ نکلے ہاں اگر امام نے وقت سے تاخیر کی تو اسے امام سے پہلے میدان عرفات سے روانہ ہو جانا جائز ہے اور اگر زبردست بھیڑ کی وجہ سے یا کسی دوسری ضرورت سے امام کے چلے جانے کے بعد میدان عرفات میں ٹھہرا رہا اور امام کے ساتھ نہ گیا تب بھی جائز ہے۔
۶۔ مزدلفہ (عرفات اور منیٰ کے درمیان میدان) میں ٹھہرنا۔

۷۔ مغرب و عشاء کی نماز عشاء کے وقت میں مزدلفہ پہنچ کر پڑھنا۔
۸۔ جمرۃ العقبہ (بڑا شیطان) کی رمی کے پہلے دن سر منڈانا یا بال کتروانا۔
۹۔ سر منڈانا یا بال کتروانا' منیٰ یا حرم کی حدود کے اندر ہو۔
۱۰۔ قران یا تمتع کرنے والے کو قربانی کرنا۔
۱۱۔ اور اس قربانی کا حدود (حرم اور ایام نحر) میں ہونا۔
۱۲۔ طواف زیارت کا اکثر حصہ ایام نحر میں ہو جانا۔ عرفات سے واپسی میں جو طواف کیا جاتا ہے اس کا نام "طواف زیارت" ہے اور اس طواف کو "طواف افاضہ" بھی کہتے ہیں۔
۱۳۔ طواف "حطیم (شمالی دیوار سے متصل بیرونی طرف خانہ کعبہ کا حصہ)" کے باہر ہونا۔
۱۴۔ داہنی طرف سے طواف کرنا یعنی کعبہ معظمہ طواف کرنے والے کے بائیں جانب ہو۔
۱۵۔ عذر نہ ہو تو پیدل' ورنہ سواری پر بھی طواف کرنا جائز ہے۔
۱۶۔ طواف کرنے میں باوضو اور باغسل ہونا اگر بے وضو یا جنابت (ناپاکی) کی حالت میں طواف کر لیا تو اس طواف کو دہرائے۔
۱۷۔ طواف کرتے وقت ستر (جسم کے وہ حصے جس کا چھپانا ضروری ہے) کا چھپانا۔
۱۸۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز نفل "تحیۃ الطواف" پڑھنا
۱۹۔ کنکریاں مارنے" قربانی کرنے اور طواف زیارت میں ترتیب (یعنی پہلے کنکریاں مارے پھر غیر مفرد قربانی کرے پھر سر منڈائے پھر طواف زیارت کرے۔)
۲۰۔ طواف صدر یعنی میقات سے باہر کے رہنے والوں کے لئے مکہ سے رخصت ہوتے وقت کعبہ شریف کا طواف کرنا۔
۲۱۔ وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے تک بیوی سے قربت نہ کرے۔

۲۲۔ احرام کے ممنوعات مثلاً سلا ہوا کپڑا پہننے اور منہ یا سر چھپانے سے بچنا۔

(بہار شریعت ج:۲)

طواف کے چند ضروری مسائل

○ دوران طواف کھانا پینا مکروہ ہے۔

○ جس طواف کے بعد سعی (صفا و مروہ کے درمیان دوڑ) کرنا ہو اس میں رمل اور اضطباع ضروری ہے۔ رمل سے مراد پہلے تین چکروں میں پہلوانوں کی طرح خوب اکڑ اکڑ کر تیزی سے چلنا ہے جس سے طواف کرنے والا طاقت ور معلوم ہو۔ حضور ﷺ نے صحابہؓ کو رمل کا حکم دیا تھا اور اضطباع سے مراد چادر کا داہنا حصہ اپنی داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈالنا ہے۔ خواتین رمل اور اضطباع دونوں سے مستثنیٰ ہیں۔

○ طواف کرتے وقت جماعت کھڑی ہو جائے تو طواف چھوڑ کر فرض نماز میں شریک ہو جائیں۔ نماز پڑھنے کے بعد بقیہؑ طواف مکمل کرلیں۔

○ بیت اللہ کے جتنا قریب ہو سکے طواف کرنا افضل ہے۔

○ جن اوقات میں نماز مکروہ ہے ان میں طواف کرنا مکروہ نہیں ہے۔

○ اگر کسی نے سات چکر پورے کرنے کے بعد آٹھواں چکر بھی لگا لیا تو اب اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ چھ مزید چکر لگائے کیونکہ نفلی عبادت کا شروع کرنے کے بعد پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

○ طواف کے بعد سعی کرنا مسنون ہے۔ سعی میں صفا اور مروہ کے درمیان سات پھیرے واجب ہیں۔

حج کی سنتیں

حج کی سنتیں یہ ہیں۔

۱۔ طواف قدوم یعنی میقات کے باہر سے آنے والا مکہ معظمہ پہنچ کر سب سے پہلا جو

طواف کرتا ہے اس کو "طواف قدوم" کہتے ہیں طواف قدوم مفرد اور قارن کے لئے سنت ہے متمتع کے لئے نہیں۔

۲۔ طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا۔

۳۔ طواف قدوم یا طواف زیارت میں رمل کرنا یعنی شانہ ہلا ہلا کر اور چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے اکڑ کر چلنا۔

۴۔ صفا اور مروہ کے درمیان دو سبز رنگ کے نشانوں "میلین اخضرین" کے درمیان دوڑنا۔

۵۔ امام کا مکہ میں ساتویں ذوالحجہ کو خطبہ پڑھنا۔

۶۔ اسی طرح میدان عرفات میں نویں ذوالحجہ کو خطبہ پڑھنا اور منیٰ میں گیارہویں تاریخ کو خطبہ پڑھنا۔

۷۔ آٹھویں ذوالحجہ کو فجر کے بعد مکہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہونا تاکہ منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں۔

۸۔ ذوالحجہ کی نویں رات منیٰ میں گزارنا۔

۹۔ سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کو چلے جانا۔

۱۰۔ عرفات میں ظہر اور عصر ملا کر پڑھنا اور غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کیلئے روانہ ہونا۔

۱۱۔ دس اور گیارہ کے بعد دونوں راتیں منیٰ میں گزارنا۔

۱۲۔ "ابطح" یعنی وادی محصب میں اترنا اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے ہو۔

(بہار شریعت)

ضروری تنبیہ

حج کے فرائض میں سے اگر ایک فرض بھی چھوٹ گیا تو حج ادا نہیں ہو گا۔ اور حج کے واجبات میں سے اگر کسی واجب کو چھوڑ دیا خواہ قصداً چھوڑا یا سہواً تو اس پر ایک قربانی لازم ہے اور اس کا حج باطل نہیں ہو گا البتہ بعض واجب ایسے بھی ہیں کہ ان کے چھوڑنے سے قربانی لازم نہیں ہوتی مثلاً طواف کے بعد کی دو رکعتیں تحیتہ الطواف واجب ہیں لیکن اگر کوئی چھوڑ دے تو اس پر قربانی لازم نہیں۔ اور حج

کی سنتوں میں سے اگر کوئی سنت چھوڑ دے تو اس سے نہ تو حج باطل ہو گا نہ قربانی لازم ہو گی البتہ حج کے ثواب میں کچھ کمی آجائے گی۔

حج و عمرہ کے متفرق مسائل

احرام میں جوڑ لگانا

حالت احرام میں سلی ہوئی چیز پہننے سے بچنا چاہیے لیکن اگر آپ کا احرام کسی ایسی جگہ سے پھٹ گیا ہے کہ سیئے بغیر کوئی چارہ نہیں تو یہ حالت استثناء ہے لہٰذا آپ ضرورت کے مطابق احرام سی سکتے ہیں۔

عورت کا حج

حج کی فرضیت میں عورت اور مرد کا ایک ہی حکم ہے جو راہ کی طاقت اور استطاعت رکھتا ہو اس پر حج کرنا فرض ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت' جو ادا نہیں کرے گا عذاب جہنم کا مستحق ہو گا۔ عورت میں اتنی بات ہے کہ اسے بغیر شوہر یا محرم کے سفر کو جانا حرام ہے لیکن اگر بغیر محرم کے چلی جائے اور حج کرلے تو فرض ساقط اور حج مکروہ ہو گا اور ہر قدم پر گناہ لکھے جانے کی صورت میں اس ناجائز عمل کا وبال الگ ہو گا۔ عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی سب کا حکم ایک ہے۔

(فتاوی رضویہ)

والدین کا مقروض ہونا بیٹے سے حج ساقط نہیں کرتا

اگر کوئی شخص اپنے ذاتی روپے سے استطاعت رکھتا ہے تو حج اس پر فرض ہے اور حج فرض میں والدین کی اجازت درکار نہیں بلکہ والدین کو ممانعت کا اختیار نہیں اس پر لازم ہے کہ حج کو چلا جائے اگرچہ والدین منع کریں اور والدین پر قرضہ ہونا اس شخص پر فرضیت حج میں خلل انداز نہیں صاحب استطاعت ہے تو حج اس پر فرض ہے۔ (فتاوی رضویہ)

موسم سرما میں احرام کے اوپر گرم کپڑا اوڑھنا

موسم سرما میں احرام کے اوپر کمبل یا اونی چادر وغیرہ بغیر سلائی کے اگرچہ دو چار ہوں اوڑھنے کی اجازت ہے بلکہ سوتے وقت اوپر سے روئی کا لبادہ چہرہ چھوڑ کر بدن پر ڈال لینا یا نیچے بچھا لینا بھی ممنوع نہیں۔

حج اصغر اور حج اکبر

حج اصغر عمرہ کو کہتے ہیں اس لئے کہ اس میں بھی طواف و سعی وغیرہ افعال حج ادا کئے جاتے ہیں اور اس کے مقابل حج اکبر ہے جس میں ان افعال کے علاوہ وقوف عرفات و وقوف مزدلفہ اور منیٰ کے افعال داخل ہیں۔

وقوف عرفات بروز جمعۃ المبارک

وقوف عرفات خواہ کسی دن ہو یہ حج، حج اکبر ہی کہلائے گا عمرہ نہیں جسے حج اصغر کہتے ہیں۔ البتہ اگر حسن اتفاق سے اس تاریخ کو جمعہ میسر آجائے تو حج میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔ حضور ﷺ کا حجۃ الوداع جمعہ ہی کے روز واقع ہوا تھا تو حضور ﷺ کے طفیل یہ موافقت و مشابہت اور بھی زیادہ برکات کا موجب ہے۔ پھر جمعہ کا دن مسلمانوں کے حق میں یوم عید ہے۔ اور عرفہ تو ہے ہی عید تو ایک دن میں دو عیدیں میسر آجائیں یہ کرم بالائے کرم ہے اور نُوْرٌ عَلٰی نُوْر۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے ایک یہودی نے کہا کہ آیہ کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے آپ نے فرمایا:

یہ آیت دو عیدوں کے دن نازل ہوئی جمعہ اور عرفہ کے دن یعنی ہمیں اس دن کو عید بنانے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اللہ عزوجل نے جس دن یہ آیت اتاری اسی دن دوہری عید تھی جمعہ و عرفہ یہ دونوں دن مسلمانوں کے لئے عید ہیں اور اس دن یہ دونوں جمع تھے ایک جمعہ کا دن اور دوسرا نویں ذی الحجہ (جامع ترمذی)

حج بدل اور اس کی شرائط

حج بدل یعنی نائب بن کر دوسرے کی طرف سے حج فرض ادا کرنا کہ اس پر سے فرض ساقط ہو جائے اس کے لئے متعدد شرائط ہیں زندگی میں جو کوئی حج بدل اپنی طرف سے بوجہ عجز و مجبوری کرائے اس حج کی صحت کے لئے شرط ہے کہ مجبوری آخر عمر تک دائم، باقی رہے۔ اگر حج بدل کرانے کے بعد مجبوری جاتی رہی اور بذات خود حج کرنے پر قدرت حاصل ہوگئی تو اس سے پہلے ایک یا جتنے حج بدل اپنی طرف سے کرائے ہوں سب ساقط ہو جائیں گے۔ اور نفلی حج کا ثواب رہ جائے گا' فرض ادا نہیں ہوا اب اس پر فرض ہے کہ خود حج کرے باقی شرائط کی تفصیل بڑی کتب میں موجود ہے۔

میت کی طرف سے حج بدل

اس قسم کے جو حج بدل کرائے جاتے ہیں ان سے فرض ساقط نہیں ہوتا حج بدنی اور مالی دونوں عبادتوں سے مرکب ہے۔ جس پر حج فرض تھا اور معاذ اللہ بغیر حج کئے مرگیا تو ظاہر ہے کہ وہ بدنی حصے سے تو عاجز ہو گیا مگر یہ اللہ رب العزت کی رحمت ہے کہ صرف مالی حصہ سے اس کی طرف سے حج بدل قبول فرماتا ہے۔ جب کہ وہ وصیت کر جائے اور رحمت پر رحمت یہ کہ وارث کا حج کرانا بھی قبول فرمایا جاتا ہے اگرچہ میت نے وصیت نہ کی ہو۔ حج بدل کرنے والے کو اسی شہر سے جانا چاہیئے جو شہر میت کا تھا صرف مکہ معظمہ سے حج کرا دینا اس میں داخل نہیں' حج بدل کرنے والا اس پر اجرت لیتا ہے اور جب اجرت لے لی تو ثواب کہاں؟ اور جب انہیں کو ثواب نہیں ملا تو انسان میت کو کیا پہنچائیں گے خصوصاً جب کہ بعض پیشہ ور یہ ظلم کرتے ہیں کہ چار چار شخصیتوں سے حج بدل کے روپے لے لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرمائے۔ آمین۔ (فتاویٰ رضویہ)

قربانی کی قیمت خیرات کرنا یا سرزمین حرم سے باہر قربانی کرنا جائز نہیں

جس پر قربانی واجب ہے خواہ شکرانے کی خواہ کسی جنایت وقصور کی وہ اس کے عوض نہ تو قیمت خیرات کرسکتا ہے اور نہ ہی سرزمین حرم کے علاوہ کہیں اور قربانی دے سکتا ہے اس لئے کہ یہاں خود ذبح کرنااور اللہ رب العزت کے لئے قربانی دینا مقصود ہے ان کے بدلے خیرات کرنا کافی نہیں جیسا کہ عید قربان پر وجوب کی صورت میں بغیر قربانی کئے یہاں عہدہ برآ نہیں ہو سکتا اسی طرح وطن واپس آکر ایک جانور کی جگہ ہزار جانور بھی قربان کریں تو واجب ادا نہیں ہو گا کہ اس کے لئے حرم کی سرزمین شرط ہے۔ (در مختار' فتاوی رضویہ)

حرام مال سے کیا ہوا حج مقبول نہیں

اگر کسی کے پاس مال حلال کبھی اتنا نہیں ہوا جس سے حج کر سکے اگرچہ رشوت کے لاکھوں روپے اس کے پاس موجود ہوں تو بھی اس پر حج فرض نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ مال رشوت مال مغصوب (چھینا ہوا) ہے۔ وہ اس کا مالک ہی نہیں اور اگر مال حلال اس قدر اس کے پاس ہے یا کسی موسم میں ہوا تھا تو اس پر حج فرض ہے مگر رشوت وغیرہ حرام مال کا اس میں صرف کرنا حرام ہے اور وہ حج قابل قبول نہ ہو گا اگرچہ فرض ساقط ہو جائے گا۔ حدیث پاک میں ہے جو مال حرام لے کر حج کو جاتا ہے جب لبیک کہتا ہے فرشتہ جواب دیتا ہے۔

"نہ تیری حاضری قبول نہ تیری خدمت قبول اور تیرا حج تیرے منہ پر مار دیا جائے گا جب تک تو یہ حرام مال جو تیرے ہاتھوں میں ہے واپس نہ کردے"

اس کے لئے چارہ کار یہ ہے کہ قرض لے کر فرض ادا کرے اور ذرائع حلال سے مال پیدا کر کے قرض ادا کردے اگر ادا ہو گیا تو بہتر ورنہ حدیث پاک میں

ہے کہ جو حج یا جہاد یا نکاح کے لئے قرض لے وہ قرض اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے۔ اور اگر وہ مال حلال کی طرف توجہ نہ دے اور اسی حرام سے قرض ادا کیا اور اپنے مصارف میں صرف کرتا رہا تو یہ ایک گناہ ہے اور حج فرض ادا نہ کرتا تو دو گناہ تھے۔ اس طرح ایسا انسان ایک گناہ سے بچ جاتا ہے۔

طواف اور دیگر اعمال کا ثواب ہر موسم میں ہوتا ہے

حرم محترم کے اعمال کا ثواب اس زمین پاک کے اعتبار سے ہے نہ کہ زمانہ حج کی خصوصیت سے۔ ایک نیکی پر لاکھ کا ثواب جیسے زمانہ حج میں ملے گا ویسے ہی دوسرے اوقات میں۔ اور طواف کعبہ معظمہ جو حج میں کیا جائے گا اگر وہ طواف فرض ہے جب تو ظاہر ہے کہ فرض کے ثواب کو دوسری چیز نہیں پہنچ سکتی اور اگر وہ طواف عمرہ ہے تو اس کے ثواب میں بفضلہ تعالیٰ کوئی کمی نہ ہوگی اور خصوصاً رمضان المبارک میں اس کا ثواب ذی الحجہ سے بہت زیادہ ہے حدیث میں ہے حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

"رمضان المبارک میں ایک عمرہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے"۔

جنایات واحکام جنایات

جنایات' جنایہ کی جمع ہے۔ جنایت جرم' غلطی' کوتاہی' خطا اور قصور کو کہا جاتا ہے اور حج وعمرہ کے بیان میں جنایت ہر اس فعل کو کہتے ہیں جس کا کرنا احرام یا حرم کی وجہ سے منع ہے۔

حالت احرام میں ممنوع چیزیں

حالت احرام میں عازمین حج وعمرہ پر بعض ایسی چیزیں ممنوع ہو جاتی ہیں جو عام حالات میں جائز ہوتی ہیں۔

۱۔ شکار کرنا' شکاری کی مدد کرنا' شکار کی طرف اشارہ کرنا۔

۲۔ حدود حرم میں درخت' گھاس' پودے وغیرہ کاٹنا یا مکھی' مچھر' جوں وغیرہ مارنا۔

۳۔ جسم سے کوئی بال توڑنا یا کاٹنا یا ناخن وغیرہ ترشوانا۔

۴۔ سلے ہوئے کپڑے پہننا مثلاً قمیض' شلوار' انڈرویئر یا ٹوپی وغیرہ۔

۵۔ خوشبو کا استعمال کرنا خواہ کسی طریقے سے بھی ہو۔ مثلاً خوشبودار صابن سے نہانا یا خوشبودار سرمہ لگانا یا کھانے پینے کی اشیاء میں خوشبو کا استعمال مثلاً کسٹرڈ" اچار' چٹنی اور شربت وغیرہ اسی طرح خوشبودار تمباکو اور پانی بھی اسی حکم میں آتے ہیں۔

۶۔ مرد کے لئے سر اور چہرے کا چھپانا اور عورت کے لئے چہرے پر کپڑے کا مس ہونا۔ (البتہ عورت کیلئے سر ڈھانپنا ضروری ہے)۔

۷۔ میاں بیوی کا ازدواجی تعلقات قائم کرنا' جنسی گفتگو کرنا چاہے وہ گفتگو اپنی بیوی سے کیوں نہ ہو۔ علاوہ ازیں ایسے اقوال وافعال جس سے طبیعت میں ہیجان پیدا ہو۔

○ ایام حج میں وقوف عرفات سے قبل نویں تاریخ تک عورت سے صحبت کرنا حج کو توڑ دیتا ہے۔ دوسرے سال دونوں کے لئے اس کی قضا لازم ہوگی۔ نیز عدم احتیاط کے جرم میں دونوں کے لئے قربانی لازم ہوگی۔ (قدوری' عالمگیری)

○ علاوہ ازیں محرم کے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا' صغیرہ یا کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنا اور گالی گلوچ یا لڑائی جھگڑا کرنا عام حالات کی نسبت زیادہ قابل گرفت اور باعث نفرت ہے۔ ان سے بچنا بہر حال ضروری ہے۔

احکامِ جنایات

مذکورہ بالا ممنوعات میں سے کسی ایک کے ارتکاب' حج کے کسی واجب کو چھوڑنے یا غلطی سرزد ہو جانے پر جنایت کے احکام لازم آتے ہیں جو تین قسم کے ہیں۔

۱۔ دم ۲۔ بدنہ ۳۔ صدقہ

۱۔ دم

دم سے مراد پوری بکری' بھیڑ' یا (اونٹ' گائے وغیرہ کے ساتویں حصے) کی قربانی ہے۔ جن باتوں کی جزا میں دم لازم آتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ حالت احرام میں پورے عضو یا اس سے زیادہ کو خوشبو لگانا۔

۲۔ خوشبودار تیل لگانے کا وہی حکم ہے جو خوشبو کا ہے اسی طرح تل اور زیتون کا تیل خوشبو کے حکم میں ہیں اگرچہ ان میں خوشبو نہ ہو البتہ ان کے کھانے' ناک میں چڑھانے اور زخم پر لگانے سے صدقہ واجب نہیں۔

۳۔ خالص خوشبو جیسے مشک' زعفران' لونگ' الائچی' دار چینی اتنی کھائی کہ منہ کے اکثر حصہ میں لگ گئی۔

۴۔ کھانے میں خوشبو ڈالی گئی اور پھر پکائی نہ گئی اور اس کے اجزاء کھانے میں

غالب ہوں اسی طرح پینے کی اشیاء میں خوشبو اگر غالب، ہو تو ان کا استعمال۔
۵۔ سر پر مہندی کا پتلا خضاب کیا کہ بال نہ چھپے تو ایک دم اگر گاڑھا خضاب کیا اور پورا دن یا پوری رات لگائے رکھی تو مرد پر دو دم اور عورت پر بہر صورت ایک دم
۶۔ داڑھی میں مہندی لگانا۔
۷۔ پوری ہتھیلی یا تلوے میں مہندی لگانا۔
۸۔ حالت احرام میں سلا کپڑا پورا دن یا پوری رات پہنا تو دم واجب ہے لگاتار کئی دن رہا تو بھی ایک دم ہی واجب ہے اسی طرح پورے چار پہر موزے پہننا
۹۔ سر یا داڑھی کے چوتھائی بال یا زیادہ کسی بھی طریقے سے دور کئے تو دم واجب ہے۔
۱۰۔ پوری گردن اور پوری ایک بغل کے بال صاف کرنا یہی حکم زیر ناف کا ہے۔
۱۱۔ ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے پانچوں ناخن کترنا یا بیس ایک ساتھ تراشنا۔
۱۲۔ طواف زیارت سے پہلے کسی مرد یا عورت سے شہوت کے ساتھ بوس و کنار کرنے اور بدن مس کرنے میں دم واجب ہوتا ہے۔
۱۳۔ وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہو گیا اسے حج کی طرح پورا کر کے دم دے اور آئندہ سال میں اس کی قضا کرے۔
۱۴۔ وقوف عرفہ اور حلق کے بعد جماع کرنا۔
۱۵۔ عمرہ میں چار پھیروں سے قبل جماع کیا' عمرہ جاتا رہا' دم دے اور عمرہ کی قضا کرے اور چار پھیروں کے بعد کیا تو دم دے عمرہ صحیح ہے۔
۱۶۔ عمرہ کرنے والے نے طواف و سعی کے بعد حلق سے پہلے جماع کیا تو دم واجب ہے۔
۱۷۔ حج قران کرنے والے نے عمرہ کے طواف سے پہلے جماع کیا تو حج و عمرہ دونوں

فاسد ہو گئے مگر دونوں کے تمام افعال بجالائے اور دو دم دے اور آئندہ سال حج وعمرہ کرے اگر عمرہ کا طواف کر چکا ہے اور وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا تو عمرہ فاسد نہ ہوا۔ حج فاسد ہو گیا' دو دم دے اور آئندہ حج کی قضادے اگر وقوف عرفہ کے بعد کیا تو نہ حج فاسد ہوا نہ عمرہ ایک بدنہ اور ایک دم دے اور ان کے علاوہ قران کی قربانی دے۔

۱۸۔ حدود حرم میں احرام کے بغیر داخل ہونا لیکن میقات واپس جاکر احرام باندھ لیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔

۱۹۔ پورا یا زیادہ تر طواف زیارت بے وضو کیا تو دم واجب ہو گا طواف دہرا لینے سے دم ساقط ہو جائے گا۔

۲۰۔ پورا یا زیادہ تر طواف عمرہ حیض ونفاس کی حالت میں یا بے وضو کرنا۔

۲۱۔ طواف قدوم یا وداع کا اکثر حصہ چھوڑ دیا یا طواف وداع بالکل چھوڑ دیا تو دم واجب ہو گا۔ البتہ حائض سے یہ طواف ساقط ہو جاتا ہے۔ اور طواف قدوم بالکل چھوڑ دینا مکروہ ہے مگر دم واجب نہیں۔

۲۲۔ پوری سعی یا اکثر پھیرے بلا عذر چھوڑنے یا سواری پر کرنے سے دم واجب ہو گا۔ پیدل اعادہ کرنے سے دم ساقط ہو جائے گا۔

۲۳۔ غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے نکل جانا لیکن غروب سے پہلے واپس آکر غروب کے بعد نکلا تو دم ساقط ہو گیا۔

۲۴۔ دسویں کی صبح مزدلفہ میں بلا عذر وقوف نہ کرنا۔

۲۵۔ کسی دن بھی کنکریاں نہ مارنا یا ایک دن کی پوری یا اکثر کنکریاں چھوڑ دینا۔

۲۶۔ حدود حرم سے باہر حلق کرنا یا رمی سے پہلے کرنا یا قارن و متمتع نے قربانی سے پہلے حلق کیا یا ان دونوں نے رمی سے پہلے قربانی کی۔

۲۷۔ سر منڈانے میں اس قدر تاخیر کرنا کہ قربانی کے دن گزر گئے۔

۲۸۔ طواف زیارت میں تاخیر کرنا۔

۲۔ بدنہ

بدنہ سے مراد پوری گائے یا اونٹ ذبح کر کے صدقہ کر دینا ہے اس کے وجوب کا باعث درج ذیل امور ہیں۔

۱۔ حیض ونفاس یا جنابت کی حالت میں طواف زیارت کرنا۔

۲۔ وقوف عرفہ کے بعد حلق سے پہلے جماع کر لینا (مگر اس سے قضا ساقط نہیں ہوگی)

۳۔ صدقہ

صدقہ سے مراد کچھ گندم یا اناج وغیرہ کسی فقیر کو دینا ہے یہ صدقہ "صدقہ فطر" کے برابر گندم کا نصف صاع (پونے دو سیر) یا اس کی قیمت اور بعض صورتوں میں اس سے کم ہے۔

وہ باتیں جن سے صدقہ واجب ہوتا ہے۔

۱۔ ایک عضو سے کم کو خوشبو لگانا۔

۲۔ ایک دن سے کم وقت سلا کپڑا پہننا۔

۳۔ ایک دن سے کم وقت سر کو ڈھانپے رکھنا۔

۴۔ سر کے یا داڑھی کے چوتھائی سے کم بال مونڈانا۔

۵۔ سر، داڑھی، گردن، بغل اور زیر ناف کے سوا باقی اعضاء کے بال اتارنا۔

۶۔ مونچھ پوری یا کم مونڈانا یا کتروانا۔

۷۔ حالت احرام میں کسی ایسے شخص کا سر مونڈنا جو حالت احرام میں ہو۔

۸۔ پانچ انگلیوں سے کم کے ناخن تراشنا ہر ناخن کے بدلے گندم کا نصف صاع

(سوا دو سیر) دے گا۔

۹۔ طواف قدوم یا طواف صدر بے وضو کرنا۔

۱۰۔ تین جمروں میں سے ایک جمرے کی کوئی کنکری چھوڑ دینا ہر کنکری کے بدلے نصف صاع ہو گا ایک دن کی رمی پوری ہونے سے پہلے پہلے۔

○ جوں یا ٹڈی وغیرہ کو مارنے سے نصف صاع سے کم صدقہ واجب ہوتا ہے لہٰذا اس میں جو چاہے صدقہ کرے۔

○ اگر کسی نے حالت احرام میں خود شکار کیا یا شکاری کو شکار کے متعلق بتایا تو اس پر جزا واجب ہے۔ جزا یہ ہے کہ جہاں اس کو شکار کیا ہے وہیں اس کی قیمت ٹھہرائی جائے قیمت اگر قربانی کے جانور کو پہنچ جائے تو اسے اختیار ہے چاہے جانور خرید کر ذبح کرے یا غلہ خرید کر صدقہ کرے۔

○ حرم کے گھاس یا خودرو بوٹیوں کو اکھاڑنے سے بھی قیمت واجب ہو گی۔

دو اہم باتیں

(۱) جہاں دم کا حکم ہے وہ جرم اگر بیماری یا سخت گرمی یا شدید سردی یا زخم یا پھوڑے یا جوؤں کے ایذا کے باعث ہو تو اسے جرم غیر اختیاری کہتے ہیں۔ اس میں اختیار ہو گا کہ دم کے بدلے چھ مسکینوں کو ایک ایک صدقہ دے دیں یا تین روزے رکھ لے اور اگر اس میں صدقہ کا حکم ہے اور مجبوراً کیا تو اختیار ہو گا کہ صدقے کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔

(۲) بھول چوک سے یا نیند کی حالت میں یا مجبوری سے جرم صادر ہو گیا تو کفارہ ادا کر کے پاک ہو جائیں۔ جان بوجھ کر بلاعذر جرم کرنا اور یہ کہنا کہ کفارہ ادا کر دوں گا' اس طرح قصداً حکم الٰہی کی مخالفت کرنا سخت گناہ ہے اگرچہ اس صورت میں بھی کفارہ ہی لازم آئے گا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

باب۔۹

فضائل وزیارات مکۃ المکرمہ

فضائلِ مکۃ المکرمہ

مکہ معظمہ انسانی ترقی کے تمام مدارج اور مراتب کی ایک مرتب تاریخ ہے یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے عہد میں ایک خاص خاندان کا تبلیغی مرکز بنا پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے زمانہ میں چند خیموں اور جھونپڑوں کی مختصر سی آبادی میں ظاہر ہوا پھر رفتہ رفتہ اس نے عرب کے مذہبی شہر کا مقام حاصل کر لیا اور آقائے دوجہاں ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد اسلامی دنیا کا مرکز قرار پایا۔ قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے کہ تمام حرم یعنی مکہ معظمہ کے اردگرد میلوں تک پھیلا ہوا زمین کا رقبہ روئے زمین پر موجود تمام مسلمانوں کے لئے مرجع اور امن کا گہوارہ بنا دیا گیا ہے۔ صرف حجاز یا ملک عرب ہی کے ہر حصے سے نہیں بلکہ روئے زمین کے ہر خطے ہر علاقے اور ہر ملک سے لوگ دیوانہ وار اس کی طرف آتے اور اپنی مغفرت کا سامان کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ دس بیس سال سے نہیں بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ یعنی تقریباً چار ہزار سال سے قائم ہے اور حرم کعبہ کا مامن (امن کی جگہ) اور اس کا ہر فتنہ و شر سے محفوظ ہونا اس سے ظاہر ہے کہ صرف عمارت کعبہ یا مسجد حرام ہی نہیں بلکہ اردگرد کی ساری زمین داخل حرم ہے جہاں انسان کی جان لینا تو درکنار جانور تک کا شکار جائز نہیں اور یہ حکم تو خیر شریعت اسلامی کا ہے لیکن سرزمین حرم کا مرکز امن و امان ہونا زمانہ جاہلیت یعنی ظہور اسلام سے پہلے بھی تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ بڑے بڑے مجرم مشرکوں کے دور حکومت میں بھی جرم کر کے خانہ کعبہ کی دیواروں کے درمیان آ کر پناہ حاصل کر لیتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی دیواریں اٹھاتے ہوئے جو دعائیں مانگی تھیں۔ ان میں ایک یہ دعا تھی۔ اے اللہ اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا

دے۔ یہ خود ایک معجزہ ہے۔ امن دامان کے لحاظ سے حرم کعبہ، مکہ اور اس کے مضافات کی سرزمین اپنی مثال آپ ہے نہ وہاں ڈاکے پڑتے ہیں، نہ قافلے لٹتے ہیں اور نہ لاشے تڑپتے دکھائی دیتے ہیں بلکہ قاتل بھی اگر آکر خانہ کعبہ میں پناہ گزین ہو جائے تو اسے وہاں قتل نہیں کیا جا سکتا۔ مکہ کی مقدس سرزمین اور کعبۃ اللہ کا اتنا احترام مشرکین عرب نے بھی ہمیشہ ملحوظ رکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری دعا یہ تھی کہ مکہ والوں کو قسم قسم کے پھل کھانے کو ملتے رہیں اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مکہ واقع ہی ایسی جگہ ہے کہ ساری زمین یا تو سخت ریتلی ہے یا سخت پتھریلی۔ بارش بھی بہت قلیل مقدار میں ہوتی ہے اور کاشتکاری و باغبانی سے تو کوئی واقف ہی نہیں لیکن ان سب کے باوجود ہر قسم کا تازہ پھل، میوے اور سبزیاں یہاں بآسانی دستیاب ہیں۔ الغرض مکہ معظمہ میں بیت اللہ اہل عرب کے درمیان مقدس مقام اور ایک عبادت گاہ کی حیثیت سے بہت ہی قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے۔ اس کی اولین تعمیر حضرت آدم علیہ السلام نے کی تھی اور اس کے گر جانے کے بعد نئے سرے سے تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کی۔ قرآن کریم نے خانہ کعبہ کو سب سے پہلا معبد یعنی عبادت گاہ بتایا ہے۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی ہے کہ کعبہ، بیت المقدس سے بھی قدیم تر ہے۔ بکہ مکۃ المکرمہ ہی کا دوسرا نام ہے اور یہی وہ مقام ہے جس میں مادی، روحانی، دنیوی اور دینی برکتیں جمع کر دی گئیں ہیں۔ اس پاک شہر اور پاک گھر کی دائمی عظمت و تقدس اور برتری کا اعلان قرآن کریم میں اور احادیث شریفہ میں جگہ جگہ اور مختلف عنوانات سے کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "یہ امت ہمیشہ خیر کے ساتھ رہے گی جب تک اس (حرم مکہ کی) پوری تعظیم کرتی رہے گی اور جب لوگ اسے

ضائع کر دیں گے ہلاک ہو جائیں گے۔" (سنن ابن ماجہ)

یہی وہ شہر ہے جسے رحمتہ للعالمین ﷺ کا وطن اور آپ ﷺ کی ولادت گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہیں سے اسلام کی آواز بلند ہوئی اور یہی اسلامی تعلیمات کا پہلا مرکز ہے۔ یہیں سے پھوٹنے والے روشنی اہل اسلام کے سینوں کو منور کرتی رہی۔ یہی وہ مبارک شہر ہے جہاں ابرہہ جو یمن کا حاکم تھا بیت اللہ پر حملہ کرنے کی کوشش میں اپنے لشکر سمیت تباہ و برباد ہو گیا اور اس کا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔ ہوا یہ کہ اچانک سمندر کی طرف سے ابابیلوں کا ایک لشکر آیا جن کے پنجوں اور چونچوں میں کنکریاں تھیں۔ جن سپاہیوں پر وہ کنکریاں پڑتیں ان کا بدن پھوڑ کر باہر نکل آتیں اور فوراً ہی اعضاء گلنے اور سڑنے لگتے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑی دیر میں سارا لشکر زیر و زبر ہو گیا۔ ابرہہ یہ ماجرا دیکھ کر پریشان ہو کر بھاگا اور یمن پہنچتے ہی ہلاک ہو گیا۔

اس واقعہ سے خانہ کعبہ اور مکہ معظمہ کی عظمت و جلالت کی اہمیت اور بھی نمایاں ہو گئی۔

زیارات مکۃ المکرمہ

مکہ مکرمہ کی سرزمین متعدد تاریخی مقامات سے آراستہ ہے عربی میں ان مقامات کو زیارات کہا جاتا ہے۔ زیارات تاریخ اسلام کے متعدد اہم پہلوؤں کی جیتی جاگتی تصویریں ہیں۔ اب اگرچہ یہ اپنی اصلی شکل وصورت میں باقی نہیں تاہم ان کی زیارت اور وہاں پہنچ کرامت مسلمہ کے لئے دعا کرنا حصول برکت اور خیر کا باعث ہے۔ ان مقامات کا ذکر درج ذیل ہے۔

ا۔ جبل ابو قبیس

یہ پہاڑ مکہ مکرمہ کے مشہور پہاڑوں میں سے ایک ہے حرم شریف کے مشرق میں کوہ صفا کے قریب واقع ہے سطح سمندر سے قریباً ۳۷۵ میٹر بلند ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت کے مطابق جبل ابو قبیس پہلا پہاڑ ہے جو دنیا کی سطح پر نظر آیا۔ دیگر روایات سے پتہ چلتا ہے کہ طوفان نوح کے بعد حجر اسود بطور امانت اسی پہاڑ میں محفوظ رہا۔ اسی پہاڑ پر شق القمر کا مشہور معجزہ ظاہر ہوا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں نے چاند کو پھٹتے دیکھا اس کا ایک حصہ جبل ابی قبیس پر تھا دوسرا کدئی پر۔" اس پہاڑ پر مسجد بلال کے نام سے ایک چھوٹی سی مسجد ہے بعض مورخین کے نزدیک یہ مسجد ہلال (چاند) ہے کیونکہ اس جگہ سے چاند دیکھا جاتا ہے اور چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ بھی یہیں رونما ہوا تھا۔ اس پہاڑ پر دعا قبول ہوتی ہے۔ اہل مکہ قحط سالی کے موقع پر یہاں دعا مانگا کرتے تھے۔

۲۔ مولد الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جبل ابو قبیس کے دامن میں محلہ تشاشیہ میں سوق اللیل نامی گلی میں یہ

مکان واقع ہے یہ وہ مقدس مکان ہے جہاں ہادی عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ حضور ﷺ کو یہ مکان اپنے والد گرامی حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب کی طرف سے ورثے میں ملا تھا۔ بوقت ہجرت عقیل بن ابی طالب نے یہ مکان حضور ﷺ سے لے کر اپنے گھر میں شامل کر لیا اور بعد ازاں محمد بن یوسف الثقفی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ۱۷۱ھ میں ہارون الرشید کی والدہ الخیزان نے محمد بن یوسف سے خرید کر اسے مسجد میں بدل دیا اور یہاں نماز پڑھی جانے لگی اب اس مقام پر ایک لائبریری قائم کر دی گئی ہے یہ مکان شعب ابی طالب میں ہے

۳۔ محلہ بنی ہاشم

یہ محلہ جبل ابو قبیس کے دامن میں مولد الرسول ﷺ کے جنوب میں اندر گلی میں واقع ہے۔ عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے لئے اس محلے کا ایک ایک گوشہ بابرکت ہے یہاں پرانے زمانے کے کئی منزلہ مکانات اور گلیاں نظر آتی ہیں۔ اسی محلہ میں قبیلۂ قریش آباد تھا حضور ﷺ کے دادا بنو ہاشم کے سردار جناب عبد المطلب بھی یہیں آباد تھے۔ انہیں گلیوں میں حضور ﷺ نے، آپ کے بزرگوں نے اور حضرت علیؓ نے اپنا زمانہ گزارا۔ یہیں وہ گھاٹی ہے جسے شعب ابی طالب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جہاں آپ ﷺ نے اور آپ کے قبیلے کے دیگر افراد نے معاشی مقاطعہ کے تین سال نہایت صبر و رضا کے عالم میں گزارے۔

۴۔ مکان خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

یہ حضور ﷺ کی وفا شعار رفیقۂ حیات حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا گھر ہے۔ جہاں ہجرت کے زمانہ تک آپ ﷺ کا قیام رہا۔ یہیں خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی ولادت ہوئی۔ حرم شریف کے بعد مکہ مکرمہ میں یہ مقام سب سے افضل ہے۔ اس مکان کے اندر آپ ﷺ کے لئے ایک کمرہ مخصوص تھا جہاں آپ اللہ

تعالیٰ کی عبادت فرماتے تھے اور وحی بھی اسی کمرے میں نازل ہوتی تھی۔ اب یہاں دارالحفاظ قائم کردیا گیا ہے۔

۵۔ جنت المعلیٰ

یہ مکہ مکرمہ کا تاریخی قبرستان ہے جہاں چھ ہزار جلیل القدر صحابہ کرام کی قبریں ہیں۔ منیٰ کے راستہ میں مسجد الحرام سے تقریباً ایک میل دور شمال مشرق میں واقع ہے۔ یہ قبرستان مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے علاوہ دنیا کے تمام قبرستانوں سے افضل ہے۔ قبرستان کو اب دو حصوں میں تقسیم کردیا گیا ہے۔ درمیان میں سڑک ہے پرانے حصے میں ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک ہے۔ پہلے کبھی قبر مبارک پر گنبد تھا جو اب گرادیا گیا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے علاوہ تابعین اور بہت سے اولیائے کاملین وصالحین یہاں آرام فرما ہیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جناب عبدالمطلب، چچا جناب ابو طالب، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادگان قاسم، طاہر اور طیب رضی اللہ عنہم کے مزارات بھی یہیں ہیں۔

۶۔ مکان صدیق اکبرؓ

یہ مکان محلہ مسفلہ میں حرم کی جانب سے داخل ہوتے ہی دائیں ہاتھ زرگرون کی گلی میں واقع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بہت مرتبہ تشریف لے گئے۔ ہجرت کے لئے غار ثور تک روانگی اسی مکان سے عمل میں آئی۔ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت جن میں حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، اور حضرت زبیرؓ شامل ہیں۔ اسی مکان میں مشرف بہ اسلام ہوئی۔ اب یہاں ابوبکر صدیقؓ کے نام پر مسجد ابوبکر

قائم ہے۔

۷۔ دار ارقم

یہ مکان مشہور صحابی حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کا گھر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا تبلیغی مرکز تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت حمزہؓ یہیں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ مقام کوہ صفا کی سمت بنے ہوئے مسجد حرام کے دروازوں میں سے پہلے دروازے کے سامنے ہے۔ اس دروازے کی محراب پر دار ارقم لکھا ہوا ہے۔ حرم شریف کی توسیع کے پروگرام میں یہ جگہ شامل کرلی گئی ہے اب دار ارقم کا نشان نہیں ملتا۔

۸۔ غار حراء

یہ غار مکہ مکرمہ کے شمال میں تین میل کے فاصلے پر جبل نور (جس کا پرانا نام جبل حراء ہے) پر ۲۰۰ میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔ یہ غار تقریباً ۱۵ فٹ لمبا اور ۱۰ فٹ چوڑا ہے۔ اعلان نبوت سے قبل داعی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں آکر عبادت کرتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی بھی اسی غار میں نازل ہوئی۔ یہ غار قبلہ رخ ہے۔

۹۔ غار ثور

یہ غار مکہ مکرمہ سے جنوب کی طرف تقریباً سات میل دور جبل ثور میں واقع ہے۔ تقریباً ڈیڑھ میل کی چڑھائی کے بعد یہ غار آتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے دوران حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ اسی غار میں تین دن تک قیام فرمایا تھا۔ غار تک پہنچنے میں تقریباً دو گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ ضعیف، کمزور اور بیمار افراد کا اس پہاڑ پر چڑھنا انتہائی خطرناک ہے۔

۱۰۔ غار مرسلات

یہ غار مسجد خیف کے قریب عرفات کو جاتے ہوئے دائیں طرف ہے یہاں

سورۂ مرسلات نازل ہوئی۔ اسی غار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں حضور ﷺ کے سرانور کا نشان ہے۔

۱۱۔ جبل الرحمت

جبل الرحمت میدان عرفات کے پہلو میں واقع ہے۔ اس پہاڑ کی فضیلت یہ ہے کہ یہاں پیغمبر انقلاب ﷺ نے آخری خطبہ جسے خطبہ حجۃ الوداع کہا جاتا ہے ارشاد فرمایا۔ یہ خطبہ نوع انسانی کا بہترین منشور سمجھا جاتا ہے۔

۱۲۔ مسجد نمرہ

یہ مسجد شہر مکہ سے مشرق کی طرف میدان عرفات کے مغربی کنارے واقع ہے اسے مسجد عرفہ اور مسجد ابراہیم بھی کہا جاتا ہے۔ اس مسجد کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی۔ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اس میں ظہر اور عصر کی نمازیں ملا کر ادا کیں اور خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا آپ ﷺ کی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے آج بھی حجاج کرام حج کے دوسرے روز یعنی ۹ ذی الحجہ کو یہاں ظہر اور عصر کی نمازیں ملا کر ادا کرتے ہیں۔ اس مسجد میں ایک وقت میں تین لاکھ افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔

۱۳۔ مسجد مزدلفہ

یہ مسجد مزدلفہ میں جبل قزح کے پاس واقع ہے۔ اسے مسجد مشعر الحرام بھی کہتے ہیں۔ حضور ﷺ آخری حج کے موقع پر اس جگہ جہاں اب یہ مسجد ہے مزدلفہ کی پوری رات ذکر و فکر اور عبادت میں مصروف رہے۔

۱۴۔ مسجد خیف

مسجد خیف منیٰ میں جمرۂ صغریٰ کے قریب واقع ہے۔ خیف پہاڑ کے دامن کو کہتے ہیں۔ یہ مسجد چونکہ پہاڑ کے نیچے ہے اس لئے اس کا نام مسجد خیف ہے۔ کہا

جاتا ہے کہ اس مسجد میں ستر نبی آرام فرما ہیں۔ مسجد کے درمیان میں ایک گنبد ہے اس گنبد کی جگہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ بہت سے پیغمبروں نے یہاں نمازیں ادا فرمائی ہیں۔ آخری حج کے موقع پر حضور ﷺ کا خیمہ بھی یہاں نصب کیا گیا تھا۔ یہ منیٰ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ اس میں ایک وقت میں تین لاکھ پچاس ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔

۱۵۔ مسجد عائشہ

یہ مسجد وادی تنعیم میں مسجد حرام سے چھ کلو میٹر دور مدینہ روڈ پر واقع ہے۔ یہ مسجد حرم کی حدود سے باہر ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے ۱۰ھ میں حضور ﷺ کی اجازت سے عمرہ کے لئے احرام باندھا تھا۔ جو حضرات مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران عمرہ کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ اپنی قیام گاہ سے یہاں آئیں اور احرام باندھ کر عمرہ ادا کریں۔

۱۶۔ مسجد الرایۃ

مسجد رایہ جو دریہ میں واقع ہے۔ رایہ عربی زبان میں جھنڈے کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس جگہ رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر اپنا جھنڈا نصب فرمایا تھا۔ ازرقی نے بیان کیا ہے کہ اس مسجد کی تعمیر سب سے پہلے عبد اللہ بن عبید اللہ ابن عباس نے کی۔ خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبد العزیز نے اس مسجد کو نئے سرے سے خوبصورت اور شاندار طریقے سے تعمیر کیا۔

۱۷۔ مسجد جن

مسجد جن کو مسجد بیعت اور مسجد حرس بھی کہتے ہیں۔ یہ مسجد جنت المعلیٰ کے قریب واقع ہے اس جگہ جنات نے حضور ﷺ سے بیعت کی تھی۔ قرآن کریم نے اس بیعت کا ذکر سورۃ جن میں کیا ہے۔ اس زمانے میں یہاں کھلا میدان

تھا۔ دیگر مقامات مقدسہ کی طرح اس مقام کو بھی بڑی فضیلت حاصل ہے۔

ان مذکورہ مقامات کے علاوہ مکہ مکرمہ اور اسکے ارد گرد حسب ذیل مقامات قابل زیارت ہیں۔ مسجد حمزہ، مسجد شجرہ، مسجد سوق اللیل، مسجد اجابت، مسجد جبل ابو قیس، مسجد کوثر، مسجد بلال، مسجد عقبہ، مسجد جعرانہ، مسجد النحر، مسجد الکبش یا منحر ابراہیم، مسجد شق القمر، مسجد خالد بن ولید، مقبرہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ، قلعہ اجیاد، بیت السقاف وغیرہ۔ ان میں سے بعض حالیہ توسیع میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔

باب — ۱۰

فضائل وزیارات مدینۃ المنورہ

فضائل مدینۃ المنورہ

مدینہ طیبہ وہ پاک و مطہر شہر ہے:۔

۱۔ جہاں آقائے دوجہاں ﷺ کی قبر مبارک اور روضۂ انور ہے جس پر کروڑوں مسلمانوں کی جانیں قربان ہیں۔

۲۔ جس کے راستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں اس میں نہ دجال آئے گا اور نہ ہی طاعون۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ جو تمام بستیوں پر باعتبار فضائل و برکات غالب ہے۔ (بخاری و مسلم)

۴۔ جو لوگوں کو اس طرح پاک و صاف کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو صاف کر دیتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

۵۔ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ فریب کرے گا ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۶۔ جو شخص اہل مدینہ کو ڈرائے گا اللہ اسے خوف میں ڈالے گا۔ (بخاری و مسلم)

۷۔ جو اہل مدینہ پر ظلم کرے اور انہیں ڈرائے وہ خوف میں مبتلا ہو گا اور اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت کی گئی اور اس کا نہ فرض قبول کیا جائے گا نہ نفل۔ (طبرانی، نسائی)

۸۔ جسے خود اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کی ہجرت گاہ کے لئے منتخب فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۹۔ جو مدینہ کی تکلیف و مشقت پر ثابت قدم رہے گا حضور ﷺ قیامت کے دن اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ (صحیح مسلم)

۱۰۔ جو شخص مدینہ میں مرے گا حضور ﷺ کی شفاعت پائے گا اور بخشا جائے گا۔ (جامع ترمذی)

۱۱۔ جس کے لئے حضور ﷺ نے دعائیں فرمائیں کہ:۔

(ا) الٰہی تو ہمارے لئے ہماری کھجوروں میں برکت دے۔

(ب) ہمارے صاع ومد (ماپنے کے پیمانے) میں برکت دے۔

(ج) ہمارے مدینہ میں برکتیں نازل فرما۔

(د) یا اللہ! بے شک ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور بے شک میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انہوں نے مکہ کے لئے تجھ سے دعا کی اور میں مدینہ کے لئے تجھ سے دعا کرتا ہوں اسی کی مثل جس کی دعا مکہ کے لئے انہوں نے کی اور اتنی ہی (یعنی مدینہ کی برکتیں مکہ سے دوگنا ہوں) (مسلم وغیرہ)

(ر) یا اللہ! تو مدینہ کو ہمارا محبوب بنا دے جیسے ہم کو مکہ محبوب ہے بلکہ اس سے زیادہ اور اس کی آب وہوا کو ہمارے لئے دوست بنا دے اور اس کے صاع ومد میں برکت عطا فرما اور یہاں کے بخار کو منتقل کر کے جحفہ (جگہ کا نام) میں بھیج دے۔

آقائے دوجہاں ﷺ نے یہ دعا اس وقت فرمائی تھی جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے اور یہاں آب وہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ناموافق محسوس ہوئی اس لئے کہ اس سے پہلے یہاں وبائی بیماریاں کثرت سے تھیں اسی لئے اس کا نام یثرب تھا یعنی ناموافق آب وہوا والی بستی' اس سرزمین کو حضور ﷺ کے قدموں کی برکت سے مدینہ منورہ اور طیبہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اب یہ یثرب نہیں بلکہ طیبہ ہے۔

بارگاہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضری کی فضیلت

بیت اللہ شریف کی زیارت اور حج کے مقدس فریضہ سے سبکدوش ہونے کے بعد عشاق اپنے اگلے سفر یعنی کعبہ کے کعبہ کی زیارت کے لئے روانہ ہو جائیں اور اس دربار کی حاضری کے لئے مچلتے جذبات' دھڑکتے دلوں اور برستی آنکھوں کے ساتھ کشاں کشاں اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور بصد ادب واحترام حاضر ہوں جہاں عشاق کے دلوں کا حج ہوتا ہے۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

دربار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فضیلت و برکت اپنی جگہ تسلیم شدہ ہے۔ یہاں اس کے ذکر کی قطعاً گنجائش نہیں تاہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چند مشہور ارشادات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی — جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔

۲۔ من حج لزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی — جس نے حج کیا پس میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد گویا اس نے میری زندگانی میں زیارت کی۔

۳۔ من حج الی مکۃ ثم قصدنی فی مسجدی کتبت لہ حجتان مبرورتان — جس نے مکہ شریف کا حج کیا پھر میری زیارت کا قصد کیا میری مسجد میں اس کے لئے دو حج مبرور لکھے جاتے ہیں۔

ایسی عظیم بشارتوں کو سن کر بھی جس کا دل نہ پسیجے اور دربار رسالت

ﷺ پر حاضری نہ دے اس سے بڑا بدنصیب اور کون ہو گا۔ ایسوں ہی کے بارے میں فرمایا:

من حج ولم یزرنی فقد جفانی — جس کسی نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی بے شک اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

من وجد سعۃ ولم یزرنی فقد جفانی — جو مدینہ تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو اور وہ میری زیارت کو نہ آئے (یعنی صرف حج کر کے چلا جائے) اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی۔

خود قرآن کریم قیامت تک مسلمانوں کو اس زیارت کی طرف بلاتا ہے اور انہیں ترغیب دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء ۴:۶۴)

اور (اے حبیب ﷺ) اگر وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ پر (آپ ﷺ کی نافرمانی کر کے) ظلم کیا تھا آپ ﷺ کے پاس (نادم ہو کر) آتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (یعنی آپ ﷺ بھی) ان کے لئے معافی طلب فرماتے تو (یہ لوگ) اللہ کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضور اکرم ﷺ کے حال حیات اور حال وفات دونوں کو شامل ہے اور مزار پر انوار پر حاضری واجب کے قریب ہے۔

قاضی عیاض "الشفاء" میں فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ کی قبر اقدس کی طرف سفر کر کے جانا واجب ہے۔ زیارت قبر شریف میں نبی ﷺ کی تعظیم ہے اور نبی ﷺ کی تعظیم واجب ہے۔ اسی لئے امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ جو شخص قدرت کے باوجود حضور ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت ترک کر دے اس نے حضور ﷺ سے جفا کی جیسا کہ ابھی حدیث پاک میں اس کا ذکر ہوا۔

علماء لکھتے ہیں کہ وہ مقام جو حضور ﷺ کے جسد اطہر سے متصل ہے عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔ اس لئے ہر حاجی کے لئے ضروری ہے کہ حج سے فارغ ہو کر روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے جائے۔ یہ زیارت دین و دنیا میں سرخروئی کا موجب ہے۔

مدینہ منورہ کا سفر

مناسک حج و عمرہ ادا کرنے کے بعد در رسول ﷺ پر حاضری کی عظیم سعادت حاصل کرنے کے لئے مدینہ منورہ کا سفر شروع ہوتا ہے۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا فاصلہ ۲۷۷ میل ہے۔ کار یا بس اس مسافت کو تقریباً سات یا آٹھ گھنٹے میں طے کرتی ہے۔ سوئے مدینہ سفر پر روانہ ہوتے وقت زائرین کو چاہئے کہ وہ اپنا دھیان مکین گنبد خضراء ﷺ کی طرف رکھیں اور دوران سفر درود و سلام کا ورد جاری رکھیں۔ دوران سفر ہم چشم تصور سے دیکھتے ہیں کہ آفتاب نبوت ﷺ فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا اور پھر مدینہ طیبہ کے افق سے اس طرح چمکا کہ اس کی ضیاء پاشیوں سے پورا عالم بقعہ نور بن گیا۔ تاجدار کائنات ﷺ نے جہاں والوں کو حق کا پیغام سنایا' مکہ معظمہ میں اس وقت دعوت حق کو پھیلانے کا فریضہ سرانجام دیا جبکہ ہر طرف سے اس کے جواب میں اینٹ پتھر اور تلواروں کے وار آ رہے تھے اور جب مکہ مکرمہ کا ماحول تبلیغ اسلام کے لئے سازگار نہ رہا' کفار قریش نے کاشانۂ نبوت کا محاصرہ کر لیا تو آپ ﷺ حکم ایزدی سے مکہ معظمہ کو الوداع کہہ کر اپنے جان نثار ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرماتے ہیں۔ تین دن تک غار ثور میں قیام کرنے کے بعد مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوتے ہیں۔ منزل بمنزل سفر طے کرتے ہوئے آپ قبا کے مقام پر تشریف لاتے ہیں اور پھر قبا سے شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کے جھرمٹ میں مدینہ پاک کی جانب روانہ ہوتے ہیں۔

ادھر مدینہ پاک میں مشتاقان دید شہر سے باہر نکل کر محبوب کی راہ تک رہے ہیں۔ اور انتظار کی گھڑیاں گن گن کر گزار رہے ہیں اور پھر آپ ﷺ کے

استقبال کا روح پرور منظر عجیب سماں پیش کرتا ہے۔ اس کے اندر بے مثال جوش و خروش اور عقیدت و احترام نظر آتا ہے۔

بنو نجار کی معصوم بچیاں اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر ان اشعار سے حضور ﷺ کا استقبال کرتی ہیں۔

طلع البدر علینا　　من ثنیة الوداع

چاند نکل آیا' کوہ وداع کی گھاٹیوں سے

وجب شکر علینا　　ما دعا للہ داع

"ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک' دعا مانگنے والے دعا مانگیں"

حضور ﷺ راستہ میں جس جگہ سے گزر فرماتے ہیں اسی گھر والے انصاری کی خواہش ہے کہ آپ ﷺ میرے گھر کو مشرف فرمائیں گے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ میری ناقہ ہے۔ یہ مامور ہے جس جگہ بیٹھ جائے گی وہی میری قیام گاہ ہے۔ بالآخر اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھ گئی لہٰذا آپ ﷺ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کو رونق بخشی اور وہیں قیام فرمایا۔

محلہ بنو نجار کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا کیونکہ رحمت عالم ﷺ نے اسی محلے میں قیام فرمایا تھا۔ خوشی کے اظہار میں چھوٹی بچیاں بھی بزرگوں سے پیچھے نہ تھیں۔

وہ دف بجاتے ہوئے یہ ترانہ پڑھنے لگیں۔

نحن جوار من بنی النجار

یا حبذا محمد من جار

ہم بنو نجار کے خاندان کی بچیاں ہیں اور خوش ہیں حضرت محمد ﷺ کیسے

اچھے ہمسائے ہیں۔

مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی دعا

شہر محبوب ﷺ میں داخل ہونے سے پہلے بہتر ہے کہ غسل کریں، خوشبو لگائیں، وضو کر کے صاف ستھرا لباس پہنیں اور ادب واحترام سے شہر میں داخل ہوں اور یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ ۔ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۔ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا ۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا ۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۔

ترجمہ: اے رب تو سلامتی والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی ہے اور سلامتی تیری طرف لوٹتی ہے۔ پس اے ہمارے رب ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ اور ہمیں اپنے سلامتی والے گھر میں داخل فرما! اے ہمارے رب تو بابرکت ہے۔ اے عالیشان! اے عظمت اور بزرگی والے پروردگار مجھے (مدینہ منورہ میں) سچا داخل فرما اور مجھے مدینہ منورہ سے سچا نکال اور مجھے اپنی جناب سے غلبہ یا فتح ونصرت عطا کر اور کہہ دیجئے حق آگیا اور باطل مٹ گیا بلاشبہ باطل مٹنے ہی والا تھا اور ہم قرآن نازل کرتے ہیں جو کہ ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالم نہیں بڑھتے مگر خسارے میں۔

زیارات مدینۃ المنورہ

جس طرح مکہ مکرمہ کی سرزمین زیارت مقدسہ سے آراستہ ہے اسی طرح مدینہ منورہ کا پرنور خطہ بھی متعدد زیارات سے معمور ہے۔ ان زیارات کا ذکر درج ذیل ہے۔

مسجد نبوی شریف

حضور سید عالم ﷺ نے مدینہ منورہ میں قیام فرمانے کے بعد سب سے پہلا کام جو فرمایا وہ اس مقدس مسجد نبوی شریف کی تعمیر ہے۔ زمین کا یہ قطعہ جہاں اب یہ مسجد موجود ہے دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھا۔ یہ دونوں بچے سیدنا اسعد بن زرارہؓ کے زیر کفالت تھے۔ اس جگہ کھجوریں خشک کی جاتی تھیں۔ حضور ﷺ نے بچوں سے فرمایا یہ زمین مسجد کی تعمیر کیلئے ہمیں فروخت کر دو۔ بچوں نے بصد ادب و نیاز عرض کی آقا یہ اراضی ہماری طرف سے بطور نذرانہ قبول فرمایئے حضور سرور کونین ﷺ نے ان کی اس پیش کش کو شرف قبولیت سے نہ نوازا۔ بالآخر قیمت ادا کر کے یہ زمین خرید لی گئی۔ دس ہزار دینار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ادا کیے۔

ربیع الاول ۱ھ مطابق اکتوبر ۶۲۲ء میں مسجد کا سنگ بنیاد حضور ﷺ نے اپنے دست اقدس سے رکھا۔ مسجد کی تعمیر شروع کر دی گئی۔ اس تعمیر میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر کام کیا خود اینٹیں اٹھا اٹھا کر لائے۔ اور اپنی زبان فیض ترجمان سے یہ بھی فرماتے اللھم ان الاجر اجر الاخرۃ فارحم الانصار والمھاجرۃ (اے رب قدوس آخر کا بدلہ ہی بہتر ہے تو انصار

اور مہاجرین پر رحم فرما۔) یہ مسجد انتہائی سادگی سے تعمیر کی گئی۔ تعمیر میں کچی اینٹیں، کھجور کی شاخیں اور تنے استعمال کیے گئے۔ جب کبھی بارش ہوتی تو چھت ٹپکنے لگتی مگر حضور ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابہ اسی گیلی زمین پر اللہ کے حضور سر بسجود ہو جاتے۔ رسول اکرم ﷺ نے دس سال تک اس مسجد میں نمازیں ادا فرمائیں۔ یہ مسجد اسلام کا مرکز قرار پائی۔

مسجد نبوی کی فضیلت

مسجد نبوی کی فضیلت متعدد احادیث میں بیان فرمائی گئی ہے۔ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔

صلوٰۃ فی مسجدی ھذا خیر من الف صلوٰت فیما سواہ من المساجد الا المسجد الحرام

میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔

مشکوٰۃ میں مذکور ہے

وصلوٰۃ فی مسجدی خمسین الف صلوٰۃ

میری اس مسجد کی نماز پچاس ہزار نمازوں سے افضل ہے۔

ایک اور جگہ ارشار فرمایا

فانی آخر الانبیاء و مسجدی آخر المساجد

بیشک میں آخر انبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

من صلی فیہ اربعین صلوٰۃ لا تفوتہ صلوٰۃ کتب لہ براۃ من النار و براۃ من العذاب و براۃ من النفاق

(وفاء الوفا، ۱:۷۷)

جس نے مسجد نبوی میں چالیس نمازیں متواتر ادا کیں اس کے لئے جہنم، عذاب اور نفاق سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔

مسجد نبوی کی توسیع

مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر آپ ﷺ نے فتح خیبر کے بعد مسجد نبوی کی از سر نو تعمیر فرمائی اور اسے مزید کشادہ کیا۔ اسکے بعد مسجد نبوی کی توسیع کی تاریخ درج ذیل ہے۔

- حضرت عمرؓ بن خطاب کے عہد میں ۱۷ھ ہجری
- حضرت عثمانؓ بن عفان کے عہد میں ۲۹۔۳۰ھ ہجری
- ولید بن عبد الملک کے عہد میں ۸۸۔۹۱ھ ہجری
- مہدی العباسی کے عہد میں ۱۶۱۔۱۶۵ھ ہجری
- سلطان اشرف قائتبائی کے عہد میں ۸۸۸ھ ہجری
- سلطان عبد المجید عثمانی کے عہد میں ۱۲۶۵۔۱۲۷۷ھ ہجری
- الملک سعود کے عہد میں ۱۳۷۲ھ ہجری

اور مسجد نبوی ﷺ کی موجودہ توسیع خادم الحرمین شریفین شاہ فہد بن عبد العزیز کے عہد ۱۴۰۵ھ --- ۱۴۱۲ھ میں مکمل ہوئی۔

مسجد کا موجودہ توسیع شدہ رقبہ ۹۸ ہزار ۵۰۰ مربع میٹر ہے۔ اس کے علاوہ چھت پر بھی نماز پڑھنے کے لئے ۶۷ ہزار مربع میٹر کی جگہ موجود ہے۔

اس وقت مسجد میں عام دنوں میں ۶ لاکھ ۵۰ ہزار نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں البتہ حج کے زمانے میں اور رمضان المبارک کے دنوں میں یہ تعداد ۱۰ لاکھ تک بھی ہو سکتی ہے۔

مسجد نبوی کے دروازے

جنوبی سمت چھوڑ کر مسجد نبوی کے تینوں اطراف میں پر شکوہ، دیدہ زیب دروازے موجود ہیں۔ چند تاریخی دروازے جن سے متعارف ہونا ضروری ہے وہ یہ ہیں مشرقی جانب باب جبریلؑ، باب النساء اور باب عبد العزیز مغربی جانب

باب السلام، باب ابوبکر صدیقؓ، باب الرحمۃ اور باب سعود شمالی جانب باب عثمانؓ باب مجیدی اور باب عمرؓ

مسجد نبوی میں داخل ہونے کی دعا

مسجد نبوی میں داخل ہونے سے پہلے کچھ صدقہ دیں۔ داخل ہوتے وقت درود شریف کا ورد جاری رکھیں اور یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اَلْیَوْمَ مِنْ اَوْجَہِ مَنْ تَوَجَّہَ اِلَیْکَ وَاَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیْکَ وَاَنْجَحِ مَنْ دَعَاکَ وَابْتَغٰی مَرْضَاتِکَ

اے اللہ! ہمارے آقا حضور نبی اکرم ﷺ پر اور آپ کی آل پر درود بھیج۔ اے اللہ میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اے اللہ آج کے دن مجھے اپنی طرف متوجہ ہونے والوں میں سب سے زیادہ قریب بنالے اور زیادہ نوازان میں سے جنھوں نے تجھ سے دعا کی اور اپنی مرادیں مانگیں۔

ریاض الجنۃ

مسجد نبوی شریف میں باب جبرائیل سے داخل ہوں تو تھوڑے فاصلے پر بائیں ہاتھ روضۂ اطہر اور منبر رسول ﷺ کے درمیان واقع زمین کا ٹکڑا ریاض الجنۃ کہلاتا ہے۔ اس کی لمبائی بائیس میٹر اور چوڑائی پندرہ میٹر ہے۔ ریاض الجنۃ کا مطلب ہے جنت کا باغ یوں تو پوری مسجد نبوی خیر و برکت کا خزانہ ہے مگر یہ خاص ٹکڑا اس خزانہ کا انمول حصہ ہے۔ اسے ریاض الجنۃ کا لقب خود حضور ﷺ نے عطا فرمایا۔ ارشاد فرمایا۔

ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ
میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

جنت کا باغ ہونے کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ یہ جنت کا ایک شاداب ٹکڑا ہے جسے سرزمین فردوس سے زمین پر منتقل کیا گیا ہے جس طرح حضرت ابراھیم علیہ السلام کے لئے حجر اسود زمین پر منتقل کیا گیا تھا یا پھر اس کا یہ معنی ہے کہ قیامت کے روز اسے یہاں سے اٹھا کر جنت میں پہنچا دیا جائے گا اور اس کا وہ حسن نمایاں کر دیا جائے گا جو اب ظاہر بین آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ اس قطعہ مبارک کے آٹھ ستون بعض برکات و خصوصیات کی وجہ سے مشہور ہیں۔

مسجد نبوی کے ستون ہائے مقدسہ

۱۔ ستون حنانہ: یہ ستون محراب النبی ﷺ کی پشت کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اس جگہ کھجور کا ایک خشک تنا گڑا ہوا تھا جس کا سہارا لیکر حضور اکرم ﷺ وعظ فرمایا کرتے تھے جب آپ ﷺ کے لئے منبر تیار ہوا اور آپ ﷺ نے اس پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا تو یہ تنا تاب فرقت نہ لاتے ہوئے آہ و بکا کرنے لگا۔ حضور ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اس پر دست شفقت رکھا تو اس کا رونا بند ہوا۔ یہ تنا اسی جگہ مدفون ہے۔

۲۔ ستون عائشہؓ: اسے ستون قرعہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ اس ستون کے پاس ایک زمین کا ٹکڑا ایسا ہے کہ اگر میں اس کو ظاہر کر دوں تو (وہاں اتنا ہجوم ہو جائے کہ) وہاں نماز پڑھنے کے لئے قرعے پڑنے لگیں۔ کہتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہؓ کو وہ جگہ معلوم تھی اور آپؓ نے اپنے بھانجے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو بتائی تھی جب دیگر صحابہ کرام علیہم ان کو دیکھا تو وہ ستون سے ذرا دائیں ہٹ کر نماز پڑھ رہے تھے۔

۳۔ ستون ابی لبابہؓ: اس کا دوسرا نام ستون توبہ ہے۔ ستون عائشہؓ کے بائیں طرف ہے۔ ایک صحابی سیدنا ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنی کسی لغزش کی بنا پر اپنے آپ کو ستون سے باندھ کر قسم کھائی تھی کہ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے بندھا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی غلطی معاف فرمادی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر ان کو کھول دیا۔

۴۔ ستون سریر: سریر چارپائی کو کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کے لئے مسجد میں قیام فرماتے تو اسی جگہ چارپائی بچھاتے۔

۵۔ ستون حرس: حرس کا معنی پہرہ، نگرانی یا حفاظت ہے۔ آیت حفاظت نازل ہونے سے پہلے اس جگہ صحابہ کرامؓ کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حفاظتی پہرہ دیا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہ خدمت انجام دی اس لئے بعض لوگ اس کو ستون علیؓ بھی کہتے ہیں۔

۶۔ ستون وفود: یہ وہ مقام ہے جہاں باہر سے آنے والے وفود سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات و گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

۷۔ ستون تہجد: یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد ادا فرمایا کرتے تھے۔ یہ جگہ صفہ شریف کے بالکل سامنے قبلہ کی سمت ہے۔

۸۔ ستون جبرائیل: یہ وہ مقام ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبرائیل سے ملاقات ہوتی تھی۔ وصال سے قبل رمضان المبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور بھی اسی جگہ فرمایا تھا۔

محراب و منبر

ریاض الجنہ میں ترکوں کی بنائی ہوئی ایک محراب ہے اس پر محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ یہاں کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم امامت فرماتے تھے مگر یہ صحیح نہیں۔ اس محراب کا دایاں ستون ہے جس کے اوپر لکھا ہے **ھذا مصلی النبی** صلی اللہ علیہ وسلم دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امامت فرمانے کی

جگہ یہی ہے۔

ریاض الجنۃ کے دائیں کنارے پر منبر ہے۔ یہ منبر بھی ترکوں کا بنایا ہوا ہے۔ یہ منبر اسی اصل جگہ پر ہے جہاں حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں آپ کا منبر تھا۔ اسی منبر کے سامنے اونچائی پر منذنہ بنا ہوا ہے جہاں سے اذان و تکبیر کہی جاتی تھی۔ کہتے ہیں کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں خطبہ کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے تھے۔

روضہ مقدسہ

حضور ﷺ نے مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر سے فراغت کے بعد ازواج مطہرات کے لئے علیحدہ علیحدہ نو حجرے تعمیر کرائے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا حجرہ مبارکہ مسجد نبوی ﷺ سے بالکل متصل تھا۔

حضور ﷺ کے وصال کے بعد بھی یہی حجرہ آپ ﷺ کی آخری آرام گاہ ہے۔ اسی کو روضہ مقدسہ کہا جاتا ہے۔ سر مبارک جانب مغرب ہے، قدمین شریفین جانب مشرق اور چہرہ انور بجانب قبلہ (جنوبی سمت) ہے۔ جب ۱۳ھ میں آپ ﷺ کے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے تو آپ کو حضور ﷺ کے برابر میں اس طرح دفن کیا گیا کہ آپ کا سر حضور ﷺ کے سینہ مبارک کی سیدھ میں ہے۔

اور جب ۲۳ھ میں حضور ﷺ کے دوسرے جان نثار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جام شہادت نوش فرما گئے تو ان کو بھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اجازت خاص سے آپ ﷺ کے سامنے ہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے اس طرح دفن کیا گیا کہ آپؓ کا سر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ کے برابر ہے۔

حجرہ مبارکہ میں ایک قبر کی جگہ ابھی خالی ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے۔ آپؑ نزول کے بعد مدت قیام پوری فرما کر جب واصل بحق ہوں گے

تو یہاں مدفون ہوں گے۔

گنبد خضراء

روضہ مبارک پر گنبد خضراء ہے۔ اس کی زیارت سے بے چین آنکھوں کو چین اور بے قرار دلوں کو قرار ملتا ہے۔ ہر عاشق رسول ﷺ اس سبز گنبد کی زیارت کی تمنا اور آرزو لئے پھرتا ہے۔

روضۂ اقدس پر گنبد خضراء سب سے پہلے الملک المنصور قلدون نے بنایا تھا۔ یہ گنبد لکڑی کے تختوں اور سیسے کی پلیٹوں سے تعمیر کیا گیا۔ ۸۸۸ھ میں سلطان قائتبائی نے روضۂ انور میں خوبصورت جالیاں بنوائیں۔

۹۸۰ھ میں سلطان سلیم ثانی نے روضۂ اقدس پر قابل رشک گنبد بنوایا۔ ۱۲۳۳ھ میں سلطان محمود بن عبدالحمید عثمانی نے نئے سرے سے اس گنبد کی تعمیر کرائی۔ پہلے گنبد کا رنگ سفید تھا مگر ۱۲۵۵ھ میں اس گنبد پر گہرا سبز رنگ کرایا گیا۔ موجودہ رنگ اسی ترکی سلطان محمود بن عبدالحمید کی یادگار ہے۔

مواجہہ شریف و مقصورہ شریف

روضہ مبارک کے گرد پیتل اور تانبے کی جالیاں ہیں جبکہ باقی اطراف کو بند رکھنے کے لئے لوہے کے جالی دار دروازے لگائے گئے ہیں۔ مواجہہ شریف کی طرف تینوں مزارات کے سامنے قریباً چھ سات انچ قطر کے گول سوراخ ہیں اور ایک دروازہ بھی ہے جو تمام دروازوں کی طرح ہر وقت بند رہتا ہے۔ اس ساری عمارت کو مقصورہ شریف کہتے ہیں۔

اصحاب صفہ کا چبوترہ

اسی مقصورہ شریف کے شمالی جانب ایک چبوترہ ۴۰ فٹ لمبا اور ۴۰ فٹ چوڑا اور زمین سے ۲ فٹ اونچا بنا ہوا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں وہ مسکین و نادار

صحابہ کرامؓ قیام فرمارہتے تھے۔ جن کا نہ کوئی گھر تھا نہ در اور جو شب و روز ذکر و تلاوت اور حضور ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے تھے۔ چبوترہ کے تین طرف پیتل کا خوبصورت کٹہرا لگا ہوا ہے۔ اس کے آگے خدام حرم نبوی ﷺ بیٹھتے رہتے ہیں۔ مقصورہ شریف میں جالی کے اندر یہی خدام جا کر صفائی کرتے ہیں۔ اس جگہ زائرین تلاوت قرآن کرتے اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ اگر آپ کو موقع مل جائے تو اس جگہ نوافل پڑھئے' تلاوت کیجئے اور درود شریف کا ورد کیجئے اور دعائیں مانگئے۔

حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضری

آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کے کچھ آداب ہیں جن کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ وہ آداب درج ذیل ہیں۔

۱۔ حاضری میں خاص زیارت مقدسہ کی نیت کریں اور سفر میں ذکر و اذکار اور درود پاک میں مشغول رہیں۔

۲۔ جب حرم مدینہ نظر آئے تو سر جھکا کر آنسو بہاتے ہوئے حاضر ہوں اور ہو سکے تو ننگے پاؤں پیدل چلیں اور جب شہر پاک تک پہنچیں تو جمال محبوب ﷺ میں کھو جائیں۔

۳۔ جب گنبد خضراء پر نظر پڑے تو درود و سلام کی کثرت کریں۔

۴۔ مسجد نبوی شریف حاضری سے پہلے تمام ضروریات' جو یکسوئی میں خلل اندازی کا باعث ہوں سے نہایت جلد فارغ ہو کر غسل کریں یا وضو اور مسواک کر کے پاکیزہ لباس پہنیں اور خوشبو لگائیں۔

۵۔ اب فوراً بارگاہ مصطفٰے ﷺ کی طرف نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ ہوں۔ مسجد کے دروازے پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کر کے تھوڑا سا ٹھہریں جیسے آقا ﷺ سے اجازت مانگ رہے ہوں۔

۶۔ بسم اللہ کہہ کر دایاں پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن مؤدب ہو کر داخل ہوں اور آنکھیں، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں اور دل سب خیال غیر سے پاک کریں اور حضور ﷺ ہی کی طرف لو لگا کے آگے بڑھیں۔

۷۔ ہرگز ہرگز مسجد شریف میں کوئی حرف چلا کر نہ کہیں۔ یہ بارگاہ مصطفٰے ﷺ کے آداب کے خلاف ہے۔

۸۔ اس بات کا یقین کامل رکھیں کہ آقائے دوجہاں ﷺ سچی، حقیقی اور جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وصال شریف سے پہلے تھے۔ ان کی اور تمام انبیاء علیہم السلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق اور ایک آن کے لئے تھی۔ ان کا انتقال صرف نظرِ عوام سے چھپ جانا ہے۔

۹۔ اب اگر جماعت قائم ہو تو اس میں شریک ہو جائیں۔ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی بصورت دیگر غلبۂ شوق مہلت دے اور وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد اور حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کے شکرانے کے طور پر محراب نبی میں ورنہ جہاں جگہ ملے ادا کریں۔

۱۰۔ ادب واحترام میں ڈوبے ہوئے چہرہ مبارک (مواجہہ شریف) کی طرف حاضر ہوں۔ حضور ﷺ کی نگاہ بے کس پناہ آپ کی طرف ہو گی اور یہ سعادت دنیا و آخرت کی کامیابیوں کے لئے کافی ہے۔

۱۱۔ اب نہایت ادب سے جالی مبارکہ سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے قبلہ کو پشت اور مزار انور کی جانب منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہوں اور نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ آقا ﷺ کی بارگاہ میں معتدل آواز میں سلام عرض کریں اور جہاں تک ہو سکے پکارتے رہیں، صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہیں۔

بارگاہِ رسالتمآب ﷺ میں حاضری کے وقت یوں عرض کریں

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ سَیِّدِیْ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ سَیِّدِیْ یَانَبِیَّ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ سَیِّدِیْ یَاخَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ سَیِّدِیْ یَاشَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ سَیِّدِیْ یَاسَیِّدَ الْکَوْنَیْنِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ سَیِّدِیْ یَااِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ سَیِّدِیْ یَارَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ وَاَهْلِ بَیْتِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ حَقِّکَ الْعَظِیْمِ ۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۝ اَشْهَدُ اَنَّکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَکَشَفْتَ الْغُمَّۃَ وَجَلَیْتَ الظُّلْمَۃَ وَجَاهَدْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَقَّ جِهَادِہٖ وَعَبَدْتَ رَبَّکَ حَتّٰی اَتَاکَ الْیَقِیْنُ جَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنَّا وَعَنْ وَّالِدِیْنَا وَعَنِ الْاِسْلَامِ خَیْرَ الْجَزَاءِ

ترجمہ: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ پر درود و سلام ہو' آپ کے حق عظیم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا اور اگر وہ لوگ جس وقت انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا آپ کے پاس آتے پھر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے اور رسول (آپ ﷺ) بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو بے شک وہ اللہ کو بڑا معاف کرنے والا اور رحمت والا پاتے۔ میں گواہی دیتا ہوں بے شک اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے اللہ کا پیغام (اس کے بندوں تک) پوری طرح پہنچا دیا اور امانت کا حق ادا کر دیا اور امت کی پوری خیر خواہی فرما دی اور (کفر کے) اندھیرے کو دور فرما دیا اور (باطل کی) تاریکی کو چھانٹ دیا اور اللہ کے راستے میں کوشش اور

قربانی کا حق ادا کر دیا اور آپ اپنے رب کی عبادت میں لگے رہے یہاں تک کہ واصل بحق ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے' ہمارے والدین کی طرف سے اور ملت اسلام کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے۔

۱۲۔ حضور ﷺ سے اپنے لئے' اپنے ماں باپ' شیخ' اساتذہ' اولاد' اعزاء واقرباء' دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگیں اور بار بار عرض کریں۔ اَسْئَلُ الشَّفَاعَۃَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ پھر اگر کسی نے بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں سلام کے لئے کہا ہو تو شرعاً اس کا پہنچانا لازم ہے اور یوں عرض کرے السلام علیک یارسول اللہ من فلان بن فلان (نام وولدیت)

۱۳۔ پھر اپنے دائیں طرف یعنی مشرق کی طرف تھوڑا سا ہٹ کر صدیق اکبرؓ کے چہرہ پاک کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پیش کریں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یوں عرض کریں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدَنَا اَبَابَکْرِ اِلصِّدِّیْقَ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَی التَّحْقِیْقِ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاصَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَامَنْ اَنْفَقَ مَالَہٗ کُلَّہٗ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ وَحُبِّ رَسُوْلِہٖ حَتّٰی تَخَلَّلَ بِالْعَبَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضَاکَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَحَلَّکَ وَمَاوَاکَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَااَوَّلَ الْخُلَفَاءِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

ترجمہ: سلام آپ پر اے ہمارے سردار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سلام آپ پر اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ برحق سلام آپ پر اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھی دو (راہ حق کے فداکاروں) میں سے ایک جبکہ وہ غار میں پناہ لئے ہوئے تھے۔ سلام آپ پر اے وہ (فدائے دین) جس نے اپنا تمام مال اللہ اور اس کے رسول کی محبت

میں خرچ کر ڈالا یہاں تک کہ ایک جبہ رہ گیا' اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور بہترین طریقے سے آپ کو راضی کرے اور جنت کو آپ کے اترنے' رہنے کی جگہ اور آپ کا مستقل ٹھکانا بنائے۔ سلام آپ پر اے سب سے پہلے خلیفۂ رسول ﷺ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں آپ پر ہوں۔

۱۴۔ پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے رو برو کھڑے ہو کر سلام عرض کریں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یوں عرض کریں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَاطِقًا بِالْعَدْلِ وَالصَّوَابِ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَفِیَّ الْمِحْرَابِ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَامُظْهِرَ دِیْنِ الْاِسْلَامِ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَامُکَسِّرَ الْاَصْنَامِ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَااَبَا الْفُقَرَاۤءِ وَالضُّعَفَاءِ وَالْاَرَامِلِ وَالْاَیْتَامِ اَنْتَ الَّذِیْ قَالَ فِیْ حَقِّکَ سَیِّدُ الْبَشَرِ لَوْ کَانَ نَبِیٌّ مِنْ بَعْدِیْ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضَاکَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَحَلَّکَ وَمَاوَاکَ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاثَانِیَ الْخُلَفَاءِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

ترجمہ: سلام آپ پر اے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سلام آپ پر اے انصاف اور سچائی کی بات کہنے والے' سلام آپ پر اے محراب کی طرف کثرت سے جانے والے" سلام آپ پر اے دین اسلام کو غالب کرنے والے' سلام آپ پر اے فقیروں' ضعیفوں' بیواؤں اور یتیموں کے سرپرست آپ ہی ہیں' جن کے حق میں سید البشر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور آپ کو بہترین رضا کے ساتھ راضی کرے اور جنت کو بنائے آپ کے اترنے کی' رہنے کی' ٹھہرنے کی جگہ اور آپ کا ٹھکانہ بنائے۔ سلام

آپ پر اے دوسرے خلیفۂ رسول ﷺ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں آپ پر ہوں۔

۱۵۔ پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹیں اور دونوں کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا وَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا مُعِیْنَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

ترجمہ: سلام آپ پر اے رسول اللہ ﷺ کے دونوں وزیرو، سلام آپ پر اے رسول اللہ ﷺ کے دونوں مددگارو، سلام آپ دونوں پر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

پھر یہ دعا کریں۔

اَللّٰھُمَّ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ، یَارَجَاءَ السَّائِلِیْنَ وَاَمَانَ الْخَائِفِیْنَ وَ حِرْزَ الْمُتَوَکِّلِیْنَ یَاحَنَّانُ یَامَنَّانُ یَادَیَّانُ یَاسُلْطَانُ یَاسُبْحَانُ یَاقَدِیْمَ الْاِحْسَانِ یَاسَامِعَ الدُّعَاءِ اِسْمَعْ دُعَائَنَا وَ تَقَبَّلْ زِیَارَتَنَا وَاٰمِنْ خَوْفَنَا وَاسْتُرْ عُیُوْبَنَا وَاغْفِرْ ذُنُوْبَنَا وَارْحَمْ اَمْوَاتِنَا وَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِنَا وَ کَفِّرْ سَیِّئَاتِنَا وَاجْعَلْنَا یَااَللّٰہُ عِنْدَکَ مِنَ الْعَائِذِیْنَ الْفَائِزِیْنَ الشَّاکِرِیْنَ مِنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ

ترجمہ: اے اللہ سب جہانوں کے پروردگار، اے سوال کرنے والوں کی امید گاہ، اے ڈرنے والوں کے لئے جائے امن، اے توکل کرنے والوں کے لئے پناہ گاہ، اے بڑے مشفق، اے بڑے محسن، اے پورا پورا بدلہ دینے والے، اے صاحب اقتدار، اے مقدس ذات، اے ہمیشہ کے محسن، اے دعاؤں کے سننے والے، ہماری دعا سن اور ہماری زیارت کو قبول فرما اور ہمارے خوف کو دور فرما اور ہمارے

عیبوں کو چھپا اور ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہمارے مرنے والوں پر رحم فرما اور ہماری نیکیوں کو قبول فرما اور ہمارے گناہوں کو معاف کر اور اے اللہ اپنے ہاں ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمالے جو تیری پناہ میں آنے والے ہیں۔ کامیاب ہونے والے ہیں شکرگزار ہیں وہ جنہیں نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ غم اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

دوسری دعا

اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِیْ مَقَامِنَا ھٰذَا الشَّرِیْفِ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ذَنْبًا اِلَّا
غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا یَا اَللّٰہُ اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا عَیْبًا یَا اَللّٰہُ اِلَّا سَتَرْتَہٗ وَلَا مَرِیْضًا یَا
اَللّٰہُ اِلَّا شَفَیْتَہٗ وَعَافَیْتَہٗ وَلَا مُسَافِرًا یَا اَللّٰہُ اِلَّا نَجَّیْتَہٗ وَلَا غَائِبًا یَا اَللّٰہُ اِلَّا
رَدَدْتَہٗ وَلَا عَدُوًّا یَا اَللّٰہُ اِلَّا خَذَلْتَہٗ وَدَمَّرْتَہٗ وَلَا فَقِیْرًا یَا اَللّٰہُ اِلَّا اَغْنَیْتَہٗ وَلَا
حَاجَۃً یَا اَللّٰہُ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لَنَا فِیْھَا صَلَاحٌ اِلَّا قَضَیْتَھَا
وَیَسَّرْتَھَا اَللّٰھُمَّ اقْضِ حَوَائِجَنَا وَیَسِّرْ اُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْرَنَا وَتَقَبَّلْ
زِیَارَتَنَا وَاٰمِنْ خَوْفَنَا وَاسْتُرْ عُیُوْبَنَا وَاغْفِرْ ذُنُوْبَنَا وَاکْشِفْ کُرُوْبَنَا
وَاخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ اَعْمَالَنَا وَرُدَّ غُرْبَتَنَا اِلٰی اَھْلِنَا وَاَوْلَادِنَا سَالِمِیْنَ
غَانِمِیْنَ مَسْتُوْرِیْنَ وَاجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ مِنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ
عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

ترجمہ: اے اللہ اس معزز مقام حضور نبی اکرم ﷺ کی مسجد میں ہمارا کوئی گناہ نہ رہے جسے تو معاف نہ کردے اور اے اللہ کوئی غم نہ رہے جسے تو دور نہ فرما دے اور اے اللہ کوئی عیب نہ رہے جسے تو چھپا نہ دے اور اے اللہ کوئی بیمار نہ رہے جسے تو صحت و آرام عطا نہ فرما دے اور اے اللہ کوئی مسافر نہ رہے جسے تو (سفر کی

مشکلات سے) چھٹکارا نہ دے دے اور اے اللہ کوئی کھویا ہوا نہ رہے جسے تو لوٹا نہ دے اور اے اللہ کوئی دشمن نہ رہے جسے تو رسوا اور برباد نہ کر دے اور اے اللہ! کوئی فقیر نہ رہے جسے تو غنی نہ کر دے اور اے اللہ! ہماری دنیا اور آخرت کی ضرورتوں میں سے کوئی ضرورت جس میں ہماری بہتری ہو ایسی نہ رہے جسے تو پورا نہ کر دے اور آسان نہ فرما دے۔ اے اللہ ہماری حاجتوں کو پورا فرما دے اور ہمارے کاموں کو آسان کر دے۔اور ہمارے دلوں کو کھول دے اور ہماری اس زیارت کو قبول فرما اور ہمارے خوف کو دور کر دے اور ہمارے عیبوں کو چھپا دے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے اور ہماری تکلیفوں کو دور کر دے اور نیکیوں کے ساتھ ہمارے اعمال کا خاتمہ فرما اور ہماری مسافرت کو ہمیں اپنے اہل و عیال میں لوٹا کر دور کر دے اس حال میں کہ ہم صحیح و سلامت ہوں' کامیاب ہوں اور ہمارے عیبوں پر پردہ پڑا ہوا ہو اور ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل فرما ان نیک بندوں میں جن پر نہ خوف طاری ہو اور نہ غمگین ہوں۔ اپنی رحمت سے' اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے' اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

۱۶۔ پھر منبر اطہر کے قریب اور پھر ریاض الجنۃ میں آ کر دو رکعت نفل جب کہ وقت مکروہ نہ ہو پڑھ کر دعا کریں۔

۱۷۔ جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو ایک سانس بھی بے کار نہ جانے دیں۔ ضروریات کے سوا اکثر اوقات مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہیں' نماز' تلاوت اور درود میں وقت گزاریں' خلاف ادب گفتگو نہ کریں' ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے وقت اعتکاف کی نیت کر لیں۔

۱۸۔ یہاں ایک نیکی کے عوض پچاس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کریں اور کھانے پینے میں کمی ضرور کریں اور مدینہ طیبہ میں اگر روزہ

رکھنا نصیب ہو جائے بالخصوص گرمی میں تو یہ بڑی سعادت کی بات ہے اور اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔

۱۹۔ روضۂ انور کو دیکھنا عبادت ہے اس لئے اسے کثرت سے دیکھنا چاہئے اور اس شہر میں یا شہر سے باہر جہاں کہیں گنبد خضراء پر نظر پڑے فوراً دست بستہ ادھر منہ کر کے صلوٰۃ وسلام عرض کریں اس عمل کے بغیر ہرگز نہیں گزرنا چاہئے کہ یہ خلاف ادب ہے۔

۲۰۔ یہاں اور حطیم کعبہ میں کم از کم ایک بار قرآن مجید ختم کرنا چاہئے۔

۲۱۔ دن میں پانچ دفعہ یا کم از کم صبح شام مواجہہ شریف میں عرض سلام کے لئے حاضری دیں۔

۲۲۔ ترک نماز بلاعذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام اور گناہ کبیرہ اور یہاں ایسا کرنا گناہ کے علاوہ سخت محرومی ہے العیاذ باللہ تعالیٰ

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

"جس کی میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں اس کے لئے دوزخ ونفاق سے آزادی لکھی جاتی ہے۔ لیکن یہ بات پیش نظر رہے ہر وقت دل میں حضور ﷺ کا ادب واحترام ہونا چاہئے۔"

۲۳۔ قبر انور کو ہرگز پشت نہ کریں اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہوں جہاں پشت روضہ مبارک کی طرف نہ کرنی پڑے۔

۲۴۔ روضۂ پاک کا نہ طواف کریں نہ سجدہ اور نہ ہی اتنا جھکیں کہ حالت رکوع کے برابر ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم آپ کی اطاعت میں ہے۔

۲۵۔ رخصت کے وقت مزار پر انوار پر حاضری دیں اور مواجہہ شریف میں حضور ﷺ سے بار بار اس نعمت کا سوال کریں اور تمام آداب رخصت بجالائیں اور

سچے دل سے دعا کریں کہ الٰہی ایمان و سنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور جنت البقیع میں دفن ہونا نصیب ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

جنت البقیع

یہ مدینہ منورہ کا عظیم قبرستان ہے مسجد نبوی کی مشرقی سمت میں ہے باب جبریل سے نکل کر سڑک پر آئیں تو سامنے جنت البقیع کا احاطہ نظر آتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہاں دس ہزار صحابہ کرام آرام فرما ہیں اور تابعین، تبع تابعین اور اولیاء و علماء و صلحاء وغیرھم بھی بے شمار ہیں۔

حضرت عثمان بن عفانؓ بقیع کے شمال مشرقی گوشہ کے قریب مدفون ہیں۔ یہیں پر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی قبر مبارک ہے۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت میمونہؓ کے علاوہ دیگر امہات المومنین اور حضور ﷺ کی تینوں صاجزادیاں حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت فاطمہؓ اور صاجزادے حضرت ابراہیمؓ اسی مقام ادب پر محو استراحت ہیں۔ حضرت عباسؓ حضرت امام حسنؓ، حضرت عقیل بن ابی طالبؓ حضرت حلیمہ سعدیہؓ اور حضور ﷺ کی پھوپھیوں کے مزارات بھی بقیع کے احاطہ میں ہیں۔ بقیع کی مشرقی دیوار سے باہر حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کی مزارات ہیں۔

حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت خنیس بن حذافہ، حضرت اسد بن زرارۃ رضی اللہ عنہم کے مزارات بھی یہیں ہیں۔

شیخ القرآء امام نافع اور امام مالکؒ بھی یہیں مدفون ہیں ان صحابہ کے مزار بھی احاطہ میں موجود ہیں جو جنگ احد میں زخمی ہوئے اور مدینہ منور میں آ کر وفات

پا گئے۔

حضور ﷺ اکثر بقیع کے قبرستان میں تشریف لے جاتے اور اور اہل بقیع کے لئے مغفرت کی دعا فرماتے۔

مسجد نبوی اور روضہ اطہر کی حاضری کے بعد پہلی فرصت میں جنت البقیع کی زیارت کرنی چاہئے سب سے پہلے عثمان غنیؓ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر سلام عرض کریں۔ آپ اہل بقیع میں سب سے افضل ہیں۔ بعض حضرات ابراہیمؓ اور بعض حضرت عباسؓ کے مزارات سے سلام کا آغاز کرتے ہیں۔

جنت البقیع کی دعا

جنت البقیع میں حاضر ہو کر یہ دعا کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْبَقِیْعِ یَا اَھْلَ الْجَنَابِ الرَّفِیْعِ اَنْتُمُ السَّابِقُوْنَ وَ نَحْنُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَبْشِرُوْا بِاَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَا رَیْبَ فِیْھَا وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ۔ اٰنَسَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ شَرَّفَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِقَوْلِ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔

ترجمہ: سلام ہو تم پر اے اہل بقیع، اے عالی بارگاہ والو! تم ہم سے چلے گئے اور ہم انشاء اللہ آپ سے ملنے والے ہیں۔ خوشخبری حاصل کرو کہ قیامت آنے والی ہے، نہیں شک اس میں اور بلاشبہ اللہ زندہ کر کے قبر والوں کو اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ تم کو مانوس بنا لے اور تم کو اس قول کے ساتھ معزز فرمائے کہ میں گواہی دیتا ہوں یہ کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ ایک ہے، نہیں کوئی شریک اس کا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

مسجد قبا

مدینہ منورہ کے جنوب مغرب میں مسجد نبوی سے تقریباً اڑھائی میل کے

فاصلے پر واقع ہے۔ اسلام میں اس مسجد کو سب سے پہلی مسجد کا درجہ حاصل ہے۔ مسجد حرام مسجد نبوی اور بیت المقدس کے بعد یہ مسجد قبا دنیا بھر کی تمام مساجد سے افضل ہے۔ اس کی تعریف خود باری تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ

یقیناً یہی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری اور تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ اس مسجد کا حق یہ ہے کہ آپ (ﷺ) اس میں نماز پڑھا کریں۔

حضور اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے پاس قبا کے مقام پر قیام فرمایا اس جگہ مسجد قبا کی تعمیر خود اپنے دست مبارک سے پتھر رکھ کر کی۔ یہ مسجد حضرت مکتومؓ کی زمین پر بنائی گئی۔

حضور ﷺ اکثر مسجد قبا تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

الصلوٰۃ فی مسجد قبا کعمرۃ

مسجد قبا میں نماز کا ثواب عمرہ کی مثل ہے۔

مسجد کی موجودہ عمارت ترکوں کی بنائی ہوئی ہے۔ سعودی حکومت نے بڑے پیمانہ پر اس کی مرمت کرائی ہے اس مرمت کے بعد مسجد نہایت عالی شان اور خوبصورت بن گئی ہے۔

مسجد قبلتین

یہ مسجد مدینہ منورہ کے شمال مغرب میں تقریباً تین میل کے فاصلے پر وادی

عقیق میں واقع ہے۔ مدینہ یونیورسٹی کی عمارت بھی یہاں سے بالکل سامنے دکھائی دیتی ہے۔ یہ مسجد تاریخ اسلام کے ایک اہم واقعہ کی علامت ہے۔ حضور ﷺ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے بعد سترہ ماہ تک اپنے معمول کے مطابق بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہے۔ یہود نے طعنہ دیا کہ مسلمان یوں تو ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر نماز ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرکے پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ کی آرزو تھی کہ مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس کی بجائے بیت الحرام ہو جائے۔ جب اس کا ذکر آپ نے جبریل امین سے کیا تو انہوں نے عرض کی حضور! آپ مستجاب الدعوات ہیں دعا فرمائیں۔ اس کے بعد آپ دعا کرتے رہے اور ہر نماز کے بعد چہرہ انور آسمان کی طرف اٹھا لیتے کہ شاید ابھی حکم ربی آ جائے۔ آپ قبیلہ بنی سلمہ کی مسجد میں ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ

(البقرہ، ۲: ۱۴۴)

(اے محمد ﷺ) بے شک ہم نے آپ کے چہرہ (مبارک) کا (وحی کے انتظار میں) آسمان کی طرف بار بار اٹھنا دیکھ لیا ہے۔ پس بے شک ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس کو آپ پسند کرتے ہیں۔ (لیجئے) اب اپنا منہ (نماز میں) مسجد الحرام (خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لیجئے اور (اے مسلمانو) جہاں کہیں بھی تم ہو اپنا منہ اس کی طرف پھیر لیا کرو۔

حضور ﷺ نے نماز کے اندر ہی اپنا رخ کعبہ کی طرف پھیر لیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم

بھی آپ کے ساتھ ہی کعبہ کی طرف پھر گئے۔ کہتے ہیں کہ شعبان ۲ ہجری میں تحویل قبلہ کا یہ حکم اسی مسجد میں نازل ہوا تھا۔ اسی لئے اسے مسجد قبلتین کہتے ہیں۔ اس مسجد کی ایک دیوار میں محراب کا نشان بنا ہوا ہے۔ جس کا رخ بیت المقدس کی طرف ہے اور دوسری دیوار میں کعبہ کی جانب باقاعدہ محراب ہے۔

مسجد جمعہ

ہجرت کے موقع پر حضور ﷺ قبا والوں کی بستی میں چودہ دن قیام کے بعد جمعہ کے روز مدینہ شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ قبیلہ بنی سالم کے محلے تک پہنچے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ نے یہاں نماز ادا فرمائی۔ نماز سے پہلے خطبہ ارشاد فرمایا۔ مدینہ منورہ میں یہ حضور ﷺ کی سب سے پہلی نماز جمعہ تھی۔ یہ مسجد قبا کے نئے راستے میں مشرق کی جانب واقع ہے۔ اس مسجد کو مسجد وادی اور مسجد عاتکہ بھی کہتے ہیں۔ قبا سے واپسی پر اس مسجد میں بھی نوافل ادا کرنا کار ثواب ہے۔

مسجد غمامہ

مسجد نبوی کے باب السلام کے سامنے جنوب مغرب میں سفید گنبدوں والی یہ مسجد ہے۔ اس مسجد کو مسجد مصلی بھی کہتے ہیں۔ حضور ﷺ اس جگہ عیدین کی نماز ادا فرماتے تھے۔ آپ نے نماز استسقاء بھی یہیں ادا فرمائی تھی۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ یہاں تشریف فرما تھے کہ دھوپ نے شدت اختیار کر لی فوری طور پر ایک بادل (غمامہ) کے ٹکڑے نے آپ ﷺ پر سایہ کر دیا اسی وجہ سے اس مسجد کا نام مسجد غمامہ مشہور ہوا۔ اس کے قریب ہی سیدنا ابوبکر صدیق' سیدنا فاروق اعظم' سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہم کی مساجد مقدسہ واقع ہیں۔

مسجد فتح

یہ مسجد جبل سلع کے غربی کنارہ پر اونچائی پر واقع ہے۔ اسے مسجد احزاب اور مسجد اعلیٰ بھی کہتے ہیں۔ غزوۂ خندق کے موقع پر حضور ﷺ اس جگہ پیر' منگل' بدھ تین دن تک دعا فرماتے رہے' بدھ کے دن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور فتح کی خوش خبری دی اور مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ سیدنا جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب بھی میں کسی مشکل میں پھنس جاتا ہوں' اس جگہ حاضر ہو کر دعا کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ میری مشکل کو حل فرما دیتا ہے۔ اس مسجد کے قرب و جوار میں چار اور مساجد ہیں جو مسجد سلمان فارسیؓ' مسجد ابو بکرؓ' مسجد عمرؓ اور مسجد علیؓ کے نام سے مشہور ہیں۔

ان مساجد کی جگہوں پر جنگ خندق کے موقع پر ان حضرات کے مورچے تھے۔ حضور ﷺ ان تمام جگہوں پر تشریف لائے اور نماز پڑھی۔ ان جگہوں کو مساجد کی شکل حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے دی یہ مقام مساجد خمسہ کے نام سے مشہور ہے۔ ان مساجد کی زیارت کے موقع پر ہمیں اس خندق کے تاریخی پس منظر کو ذہن میں رکھنا چاہئے جو مسلمانوں نے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے پر مشکل وقت میں کھودی تھی۔ ان کے علاوہ اور بھی مساجد کریمہ ہیں جن سے اسلامی تاریخ وابستہ ہے۔ مثلاً مسجد کبیر' مسجد شمس' مسجد سقیا مسجد بنی حرام' مسجد بنی قریظہ' مسجد بنی ظفر' مسجد ابراہیم' مسجد الاجابہ' مسجد الفضیخ' مسجد ذباب' مسجد سجدہ' مسجد ابی وغیرہ۔

زیارت احد و شہدائے احد

مدینہ طیبہ سے شمال کی جانب تین میل کے فاصلے پر مقدس پہاڑ' جبل احد

واقع ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ احد ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم احد سے محبت رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ جب احد پر تشریف لائے تو فرمایا جب تم احد پر آؤ تو اس کے درخت سے کچھ کھاؤ اگرچہ کانٹے والا درخت ہی کیوں نہ ہو۔ آپ کے اس فرمان کے مطابق یہاں کے درخت' پودے' بوٹی وغیرہ میں سے کچھ کھالینا چاہیے۔ احد کی زیارت جمعرات کو افضل ہے۔

۳ھ میں غزوہ احد کا واقعہ اسی پہاڑ کے دامن میں پیش آیا۔ جس میں حضور ﷺ کے محبوب چچا حضرت حمزہؓ سمیت ستر جلیل القدر صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اسی غزوہ میں حضور ﷺ زخمی ہوئے اور آپ کا دندان مبارک شہید ہوا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہدائے احد کے مزارات ایک احاطہ میں ہیں۔ حضرت حمزہؓ کا مزار احاطہ کے بیچ میں ہے۔ اس احاطہ کے دروازہ کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوں تو سامنے ہی وہ پہاڑی ہے جسے جبل رماۃ کہتے ہیں جہاں حضور ﷺ نے پچاس تیرانداز صحابہ کو جم کر بیٹھنے کا حکم فرمایا تھا۔

حضور ﷺ شہدائے احد کی قبروں پر سالانہ تشریف لے جاتے اور فرماتے تم پر سلام ہو' تم نے صبر کیا' تمہاری آخرت اچھی ہے۔ زائرین کو بھی چاہیے کہ ان مزارات پر حاضر ہو کر یوں سلام عرض کریں اور دعا کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَمْزَۃُ عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الشُّھَدَآءِ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَسَدَ اللّٰہِ وَاَسَدَ رَسُوْلِہٖ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ جَحْشٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُصْعَبَ بْنَ عُمَیْرٍ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُھَدَآءَ اُحُدٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ' اَللّٰھُمَّ اجْزِھِمْ عَنِ الْاِسْلَامِ وَاَھْلِہٖ اَفْضَلَ الْجَزَاءِ وَاَجْزِلْ ثَوَابَھُمْ وَاَکْرِمْ مَقَامَھُمْ وَارْفَعْ دَرَجَاتِھِمْ بِمَنِّکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ

مدینہ طیبہ کے کنویں

جو حضور ﷺ کی طرف منسوب ہیں یعنی کسی سے وضو فرمایا' کسی کا پانی پیا اور کسی میں لعاب دہن ڈالا' بئر اریس' بئر غرس' بئر بضاعہ' بئر حاء' بئر زمزم' بئر انس بن مالک' بئر بصہ' بئر عہن' بئر زرع' بئر جمل' بئر جاسوم' بئر رومہ وغیرہ ان مبارک کنوؤں میں سے کچھ باقی ہیں جبکہ کچھ بے نشان ہو چکے ہیں۔

الوداع اے شہر حبیب ﷺ الوداع!

جب مدینہ منورہ سے رخصت ہونے لگیں تو مسجد نبوی میں حاضر ہو کر دو رکعت نماز نفل ادا کریں۔ حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں' آپ ﷺ کی جدائی پر خوب آنسو بہائیں اپنے والدین عزیزوں' دوستوں اور تمام امت مسلمہ کے لئے درج ذیل دعا کریں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِنُوْرِ وَجْھِکَ اَنْ تَغْفِرَلِیْ وَ لِجَمِیْعِ اَھْلِ بَیْتِیْ وَ اَحِبَّائِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ مَغْفِرَۃً لَّا تُغَادِرُ ذَنْبًا وَ تُدْخِلَنَا الْجَنَّۃَ جَمِیْعًا بِغَیْرِ حِسَابٍ ۔ اَللّٰھُمَّ اَعِذْنَا جَمِیْعًا مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَ اَمِتْنَا وَ اَمِتْھُمْ مَعَ الْاِیْمَانِ عَلٰی مَحَبَّتِکَ وَمَحَبَّۃِ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسُنَّتِہٖ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

ترجمہ: یا اللہ میں دعا کرتا ہوں تجھ سے بطفیل تیرے نور ذات کے تو مجھے اور میرے کل خاندان' اور سب دوستوں اور میرے والدین اور کل مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔ ایسی بخشش جو کسی گناہ کو باقی نہ چھوڑے۔ اور ہم سب کو بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمادے۔ یا اللہ! ہم سب کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھ اور ہم سب کا ایمان کے ساتھ اپنی اور اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کی محبت اور ان کی سنت پر خاتمہ بالخیر فرما اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

الوداعی دعا

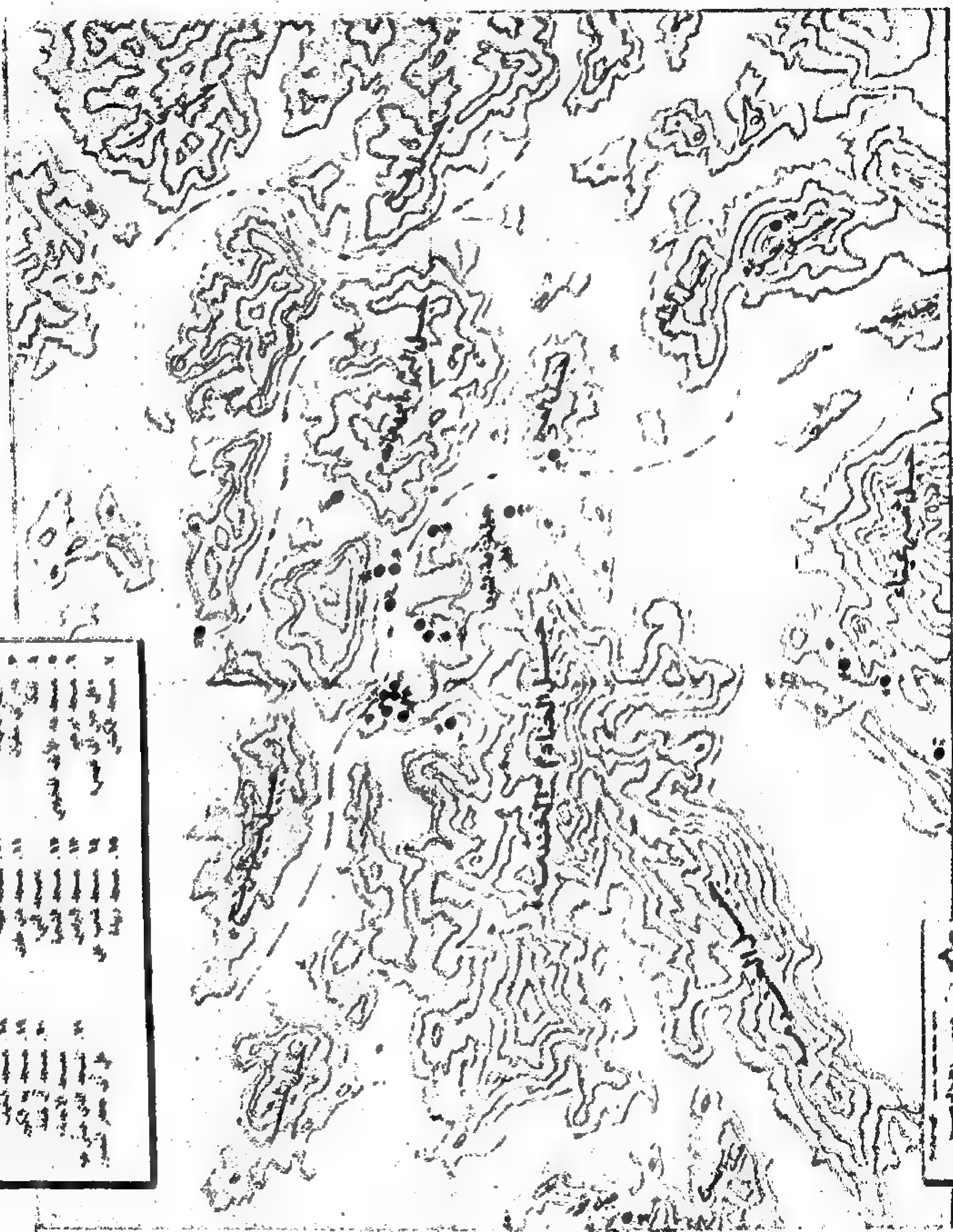
اَلْوَدَاعُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اَلْفِرَاقُ یَانَبِیَّ اللّٰہِ! اَلْاَمَانُ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ! لَاجَعَلَہُ تَعَالٰی اٰخِرَ الْعَھْدِ لَامِنْکَ وَلَا مِنْ زِیَارَتِکَ وَلَا مِنَ الْوُقُوْفِ بَیْنَ یَدَیْکَ اِلَّا مِنْ خَیْرٍ وَّعَافِیَۃٍ وَصِحَّۃٍ وَسَلَامَۃٍ اِنْ عِشْتُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی جِئْتُکَ وَ اِنْ مُتُّ فَاَوْدَعْتُ عِنْدَکَ شَھَادَتِیْ وَاَمَانَتِیْ وَعَھْدِیْ وَمِیْثَاقِیْ مِنْ یَوْمِنَا ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَھِیَ شَھَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ . سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

ترجمہ: (افسوس) رخصت اے اللہ کے رسول ﷺ ' ہائے جدائی اے اللہ کے نبی! ' الامان اے اللہ کے محبوب! ' اللہ تعالیٰ آپ کی زیارت اور آپ کے سامنے حاضری کی سعادت کو آخری نہ بنائے مگر خیر وعافیت تندرستی اور سلامتی کے ساتھ یہ کہ اگر میں جیتا رہا تو انشاء اللہ حاضر ہوں گا' آپ کی خدمت میں اور اگر میں مرگیا تو امانت رکھتا ہوں آپ کے پاس اپنی گواہی' اور اپنی امانت اور اپنا عہد و پیمان' اپنے اس دن سے لے کر قیامت کے دن تک اور وہ گواہی اس بات کی ہے کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے جو ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پاک ہے آپ کا رب' عزت والا اس سے جو (کافر) کہتے ہیں۔ اور سلام ہو رسولوں پر اور تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو کل جہانوں کا پروردگار ہے۔

نقشہ جات

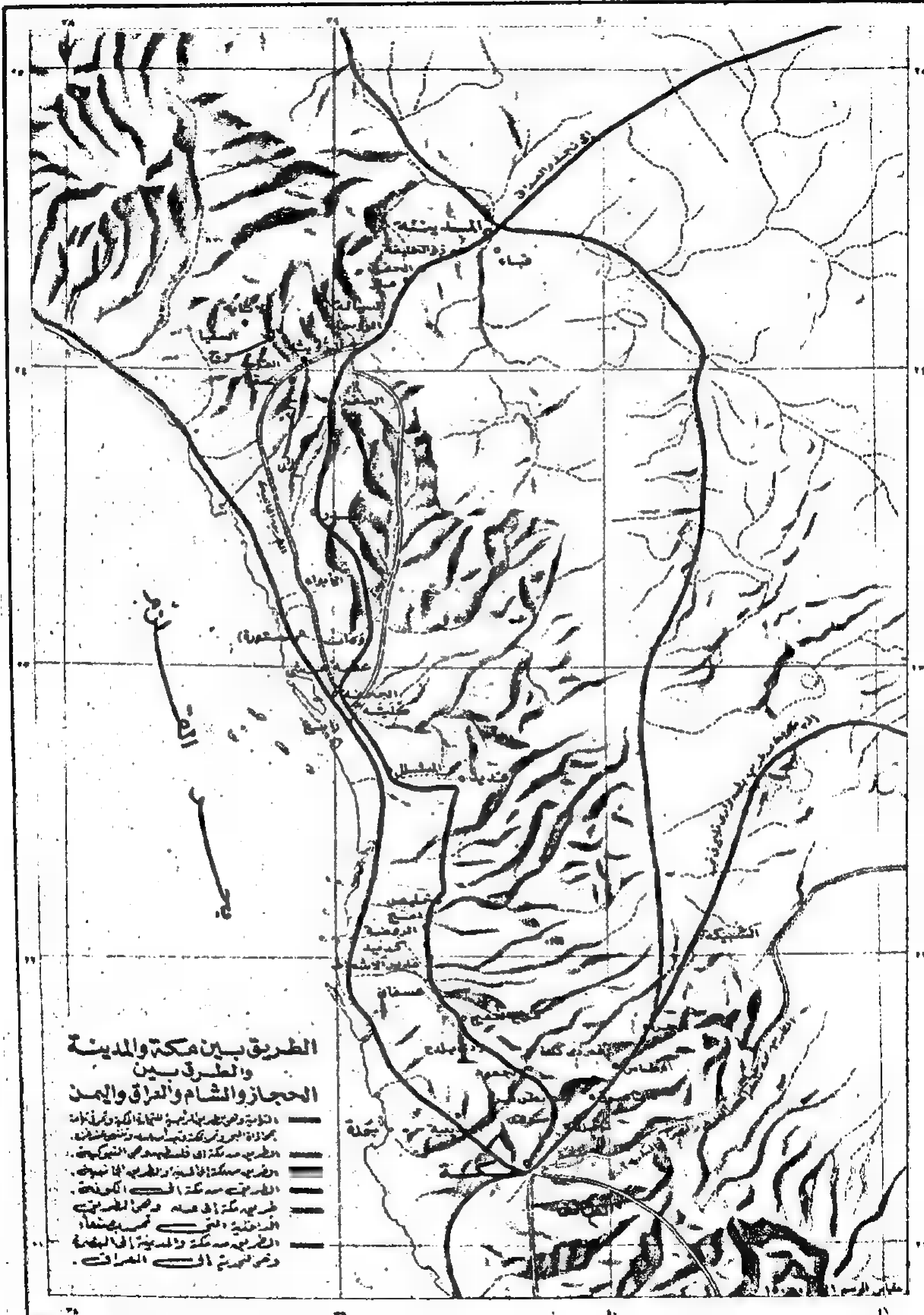
فہرست نقشہ جات

ا۔ حدود حرم گرد ونواح کے راستے اور مواقیت



۲۔ تاریخی مقامات اور اہم مساجد کی نشاندہی

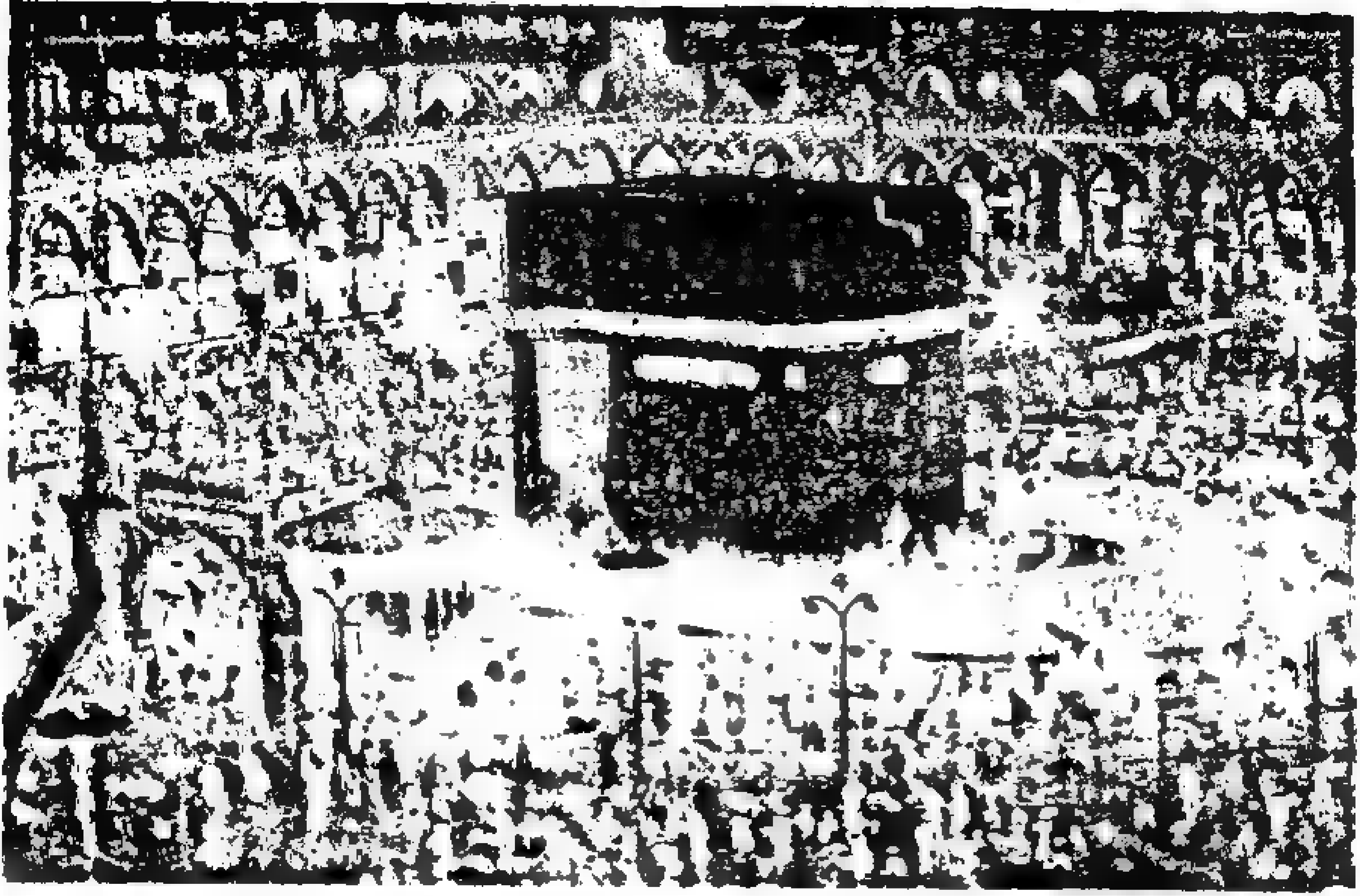
۳۔ حجۃ الوداع کے موقع پر وہ مقامات جہاں جہاں حضور ﷺ نے خطبات ارشاد فرمائے



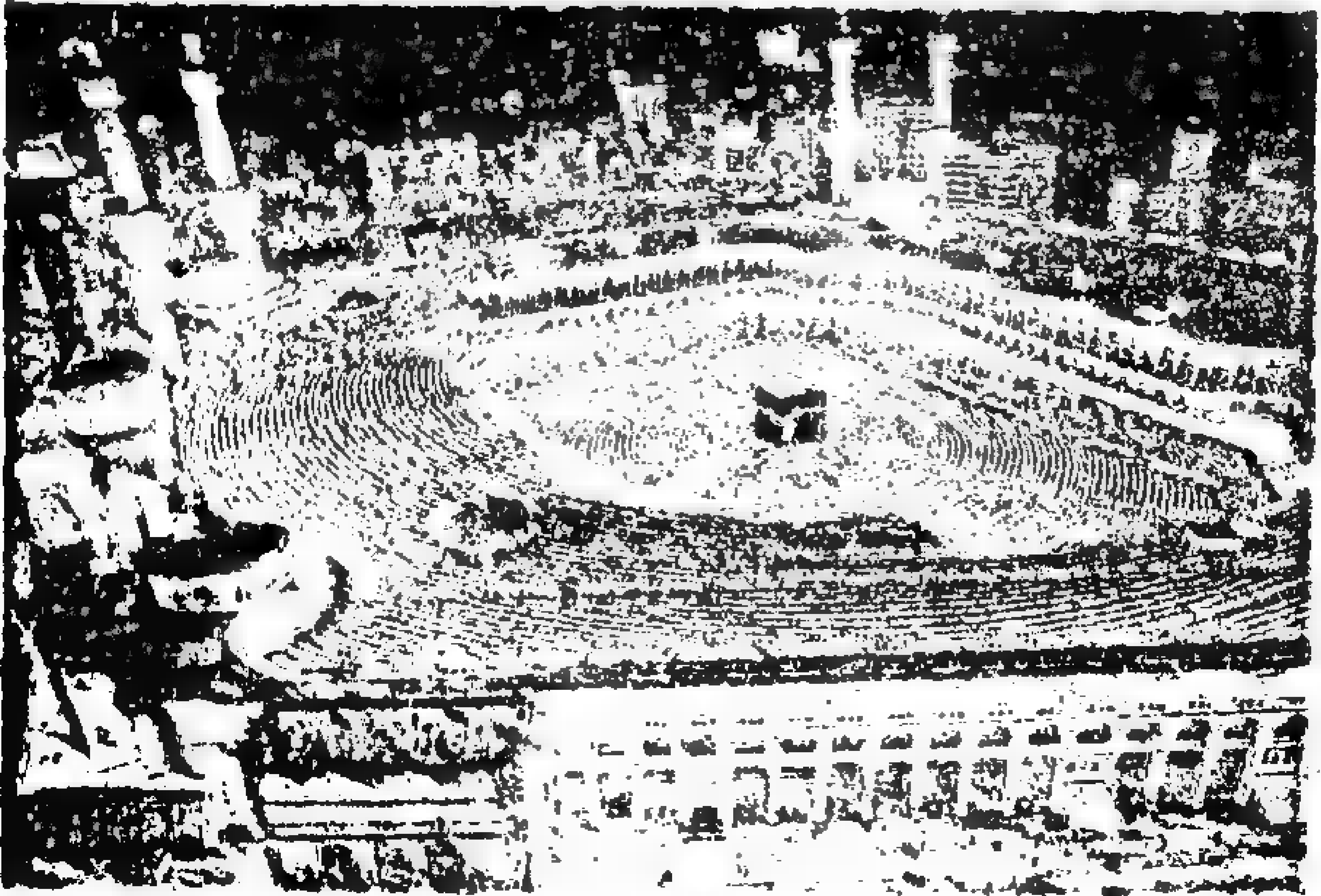
۴۴۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان معروف راستوں کے علاوہ حجاز، شام، عراق اور یمن کے درمیان تجارتی راستے۔

تصاویر

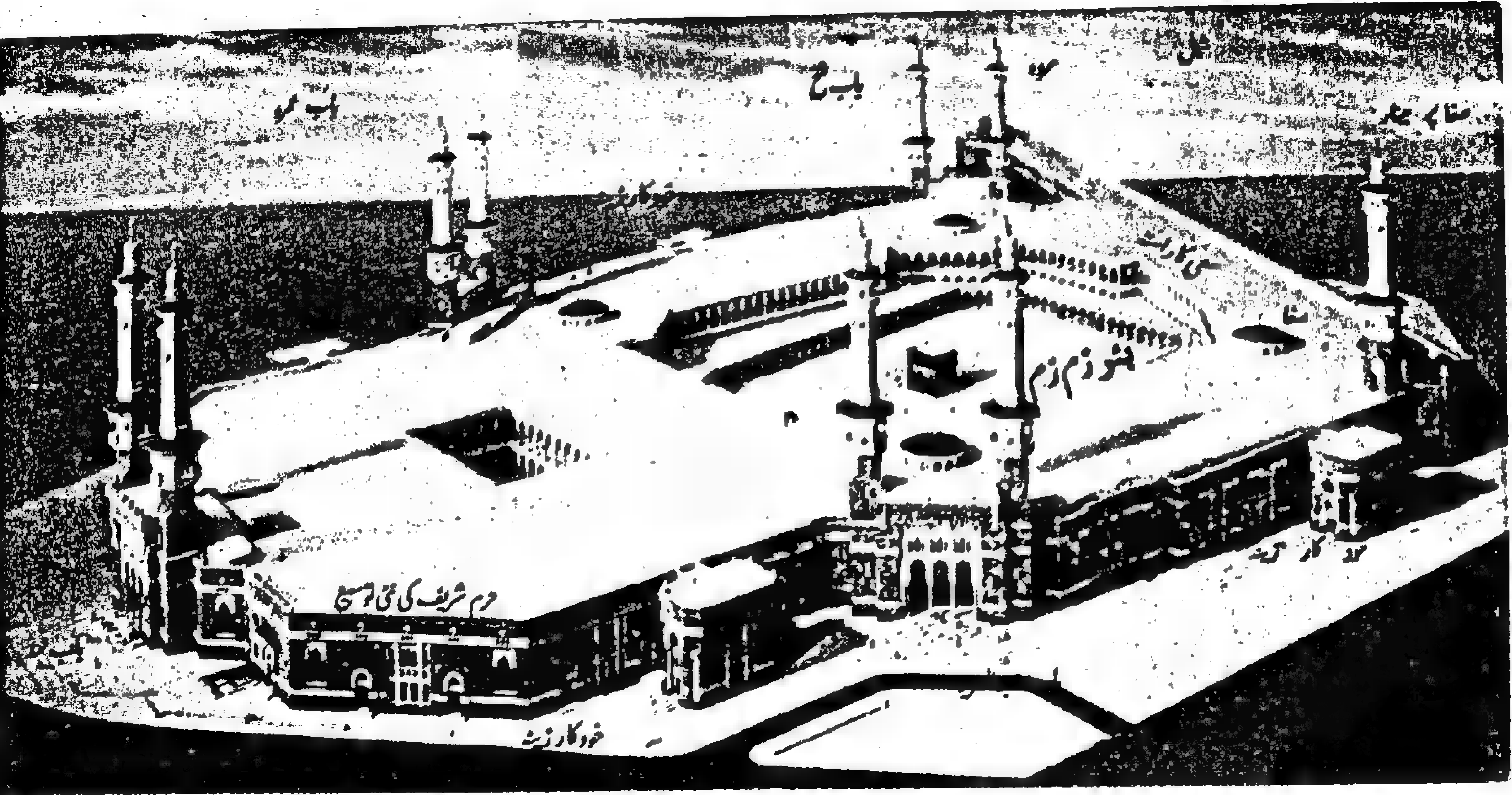
فہرست تصاویر



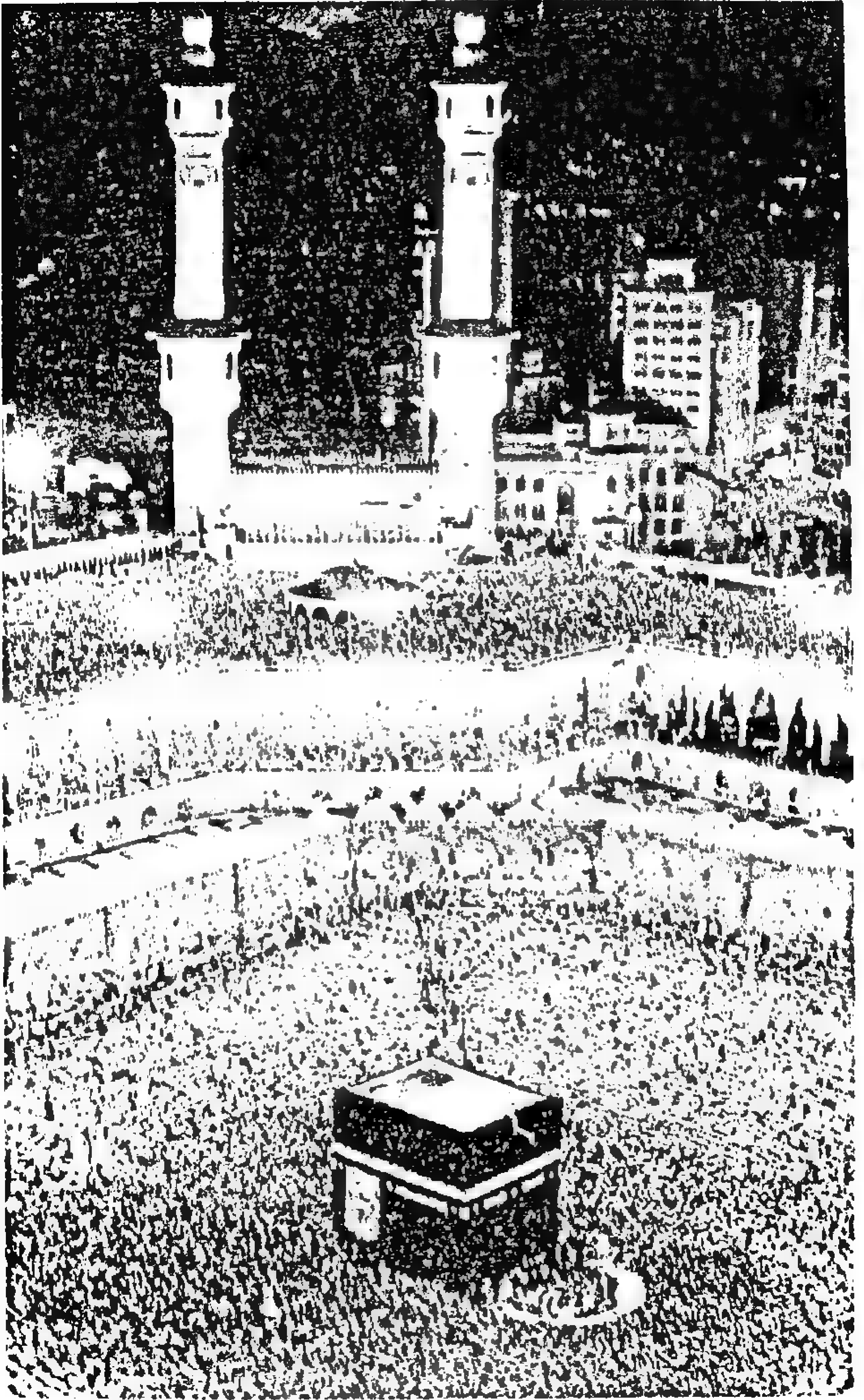
۱۔ حرم کعبہ کا ایک دلکش منظر



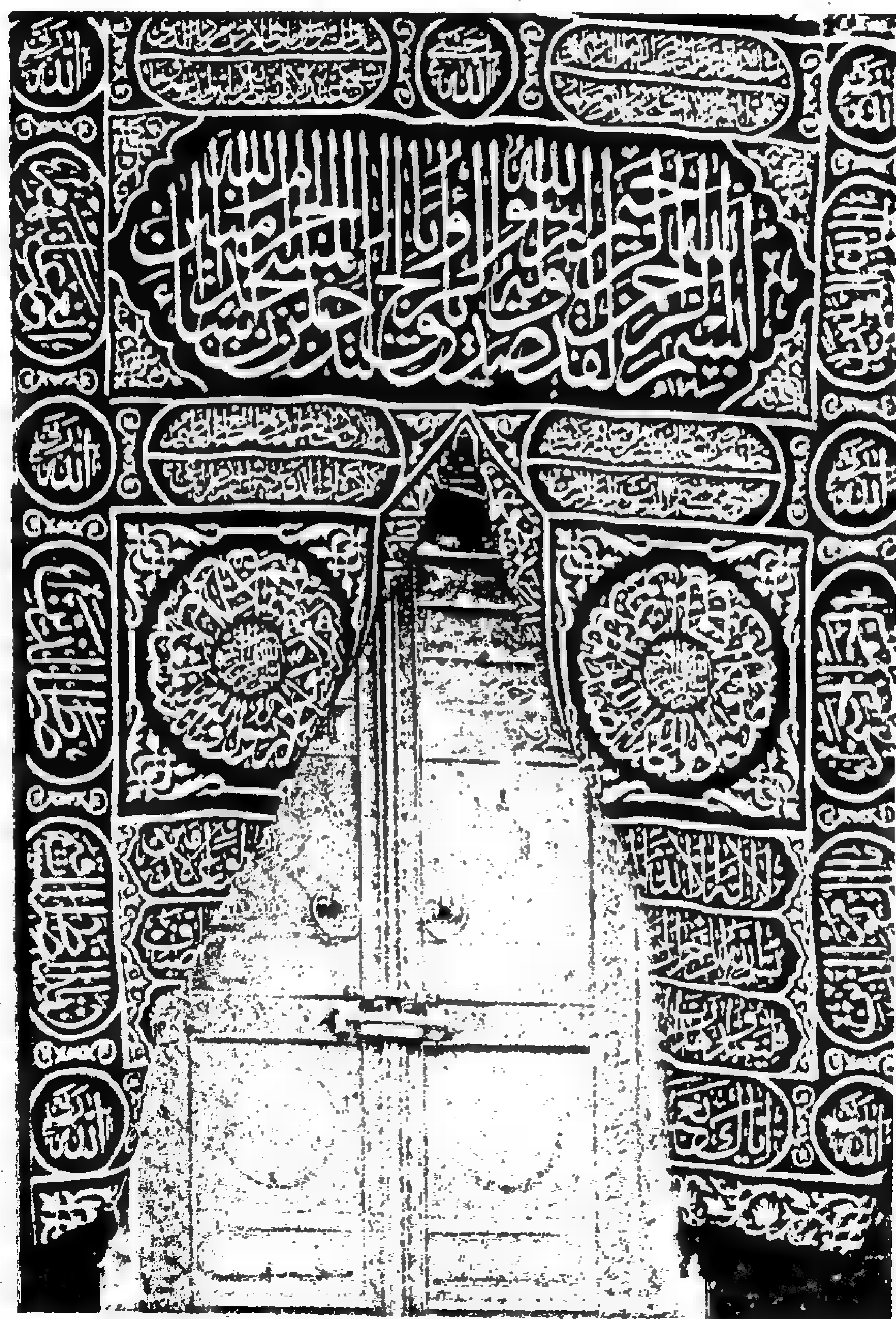
۲۔ خانہ کعبہ (حطیم کعبہ بھی نمایاں نظر آرہا ہے)



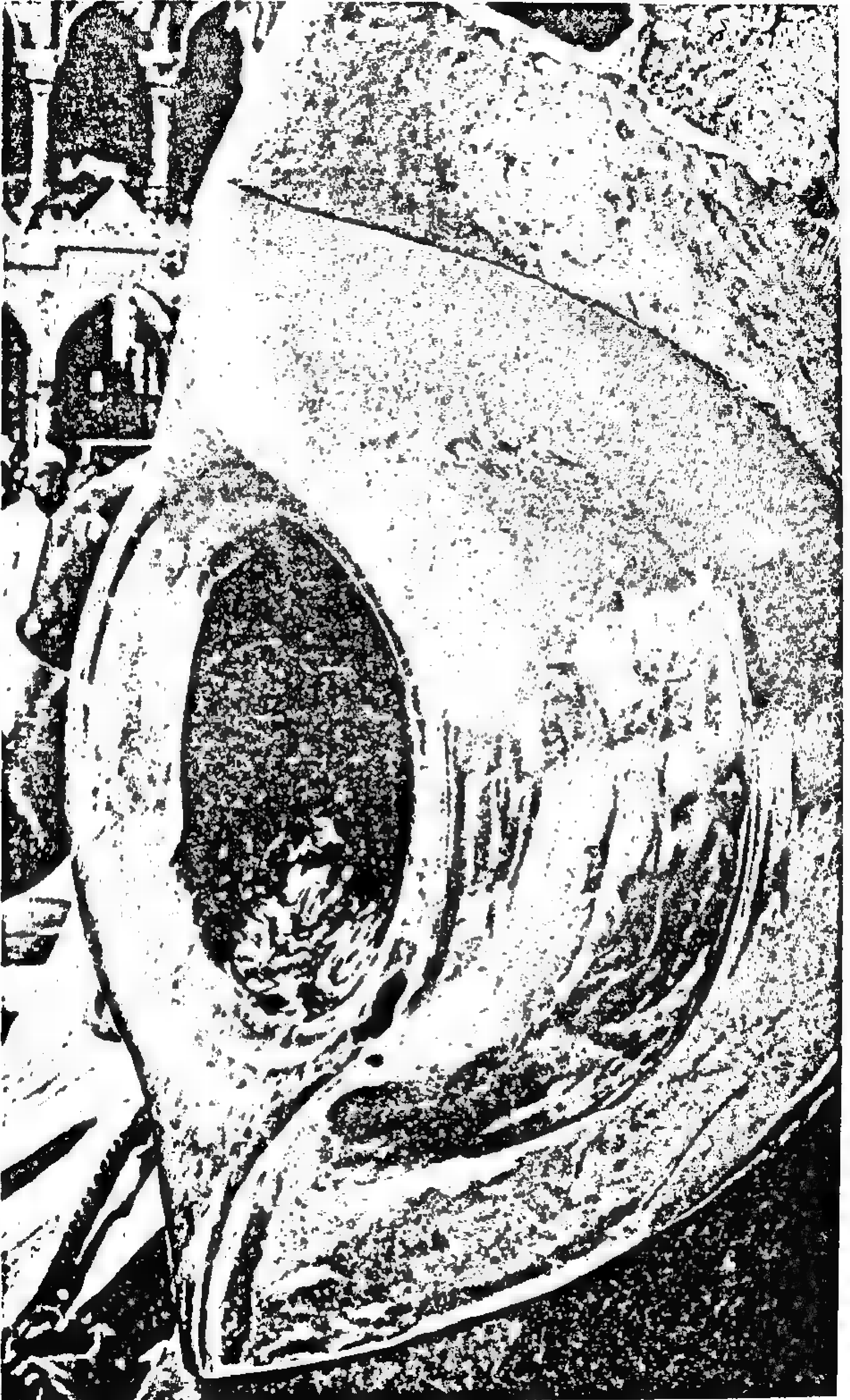
۳۔ توسیع کے بعد حرم شریف کا ماڈل



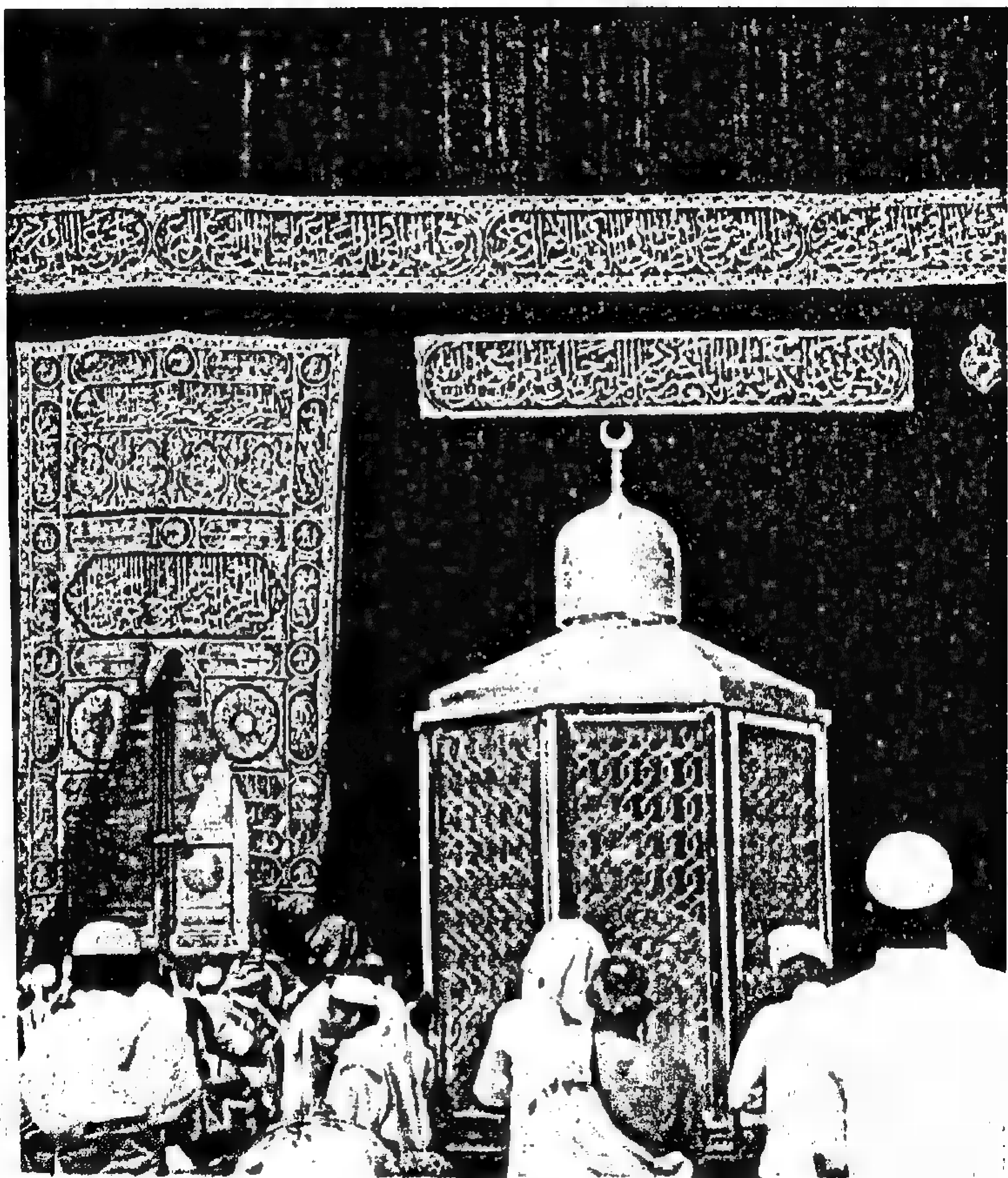
۴- حجاج کرام خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے



۵۔ باب کعبہ کی دلنشیں تصویر

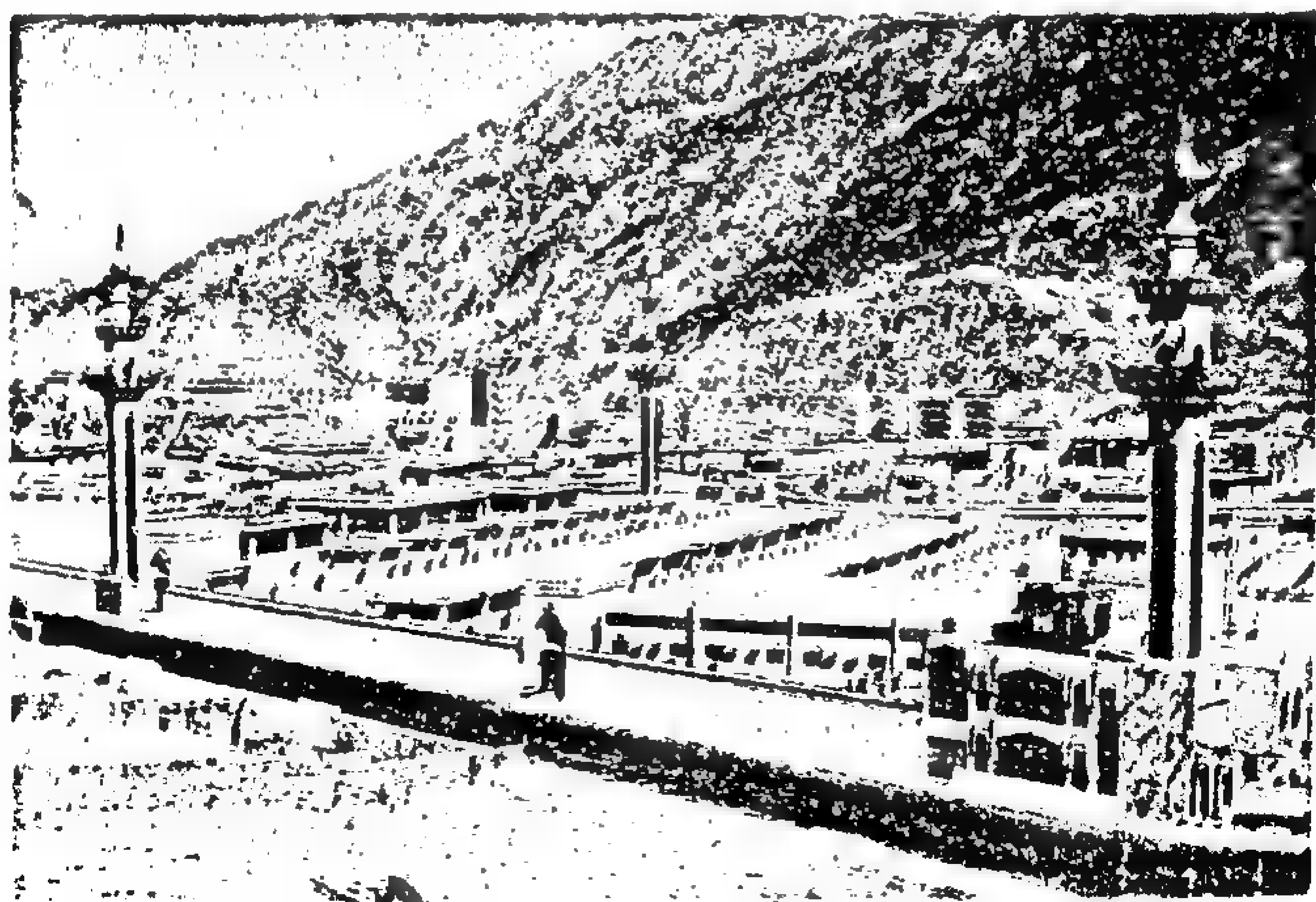


۶۔ حجر اسود (چاندی کے شفاف حلقے میں)



۷۔ مقام ابراہیم (باب کعبہ بھی صاف دکھائی دے رہا ہے)

۸۔ صفامروہ کے درمیان سعی



۹۔ مسجد خیف

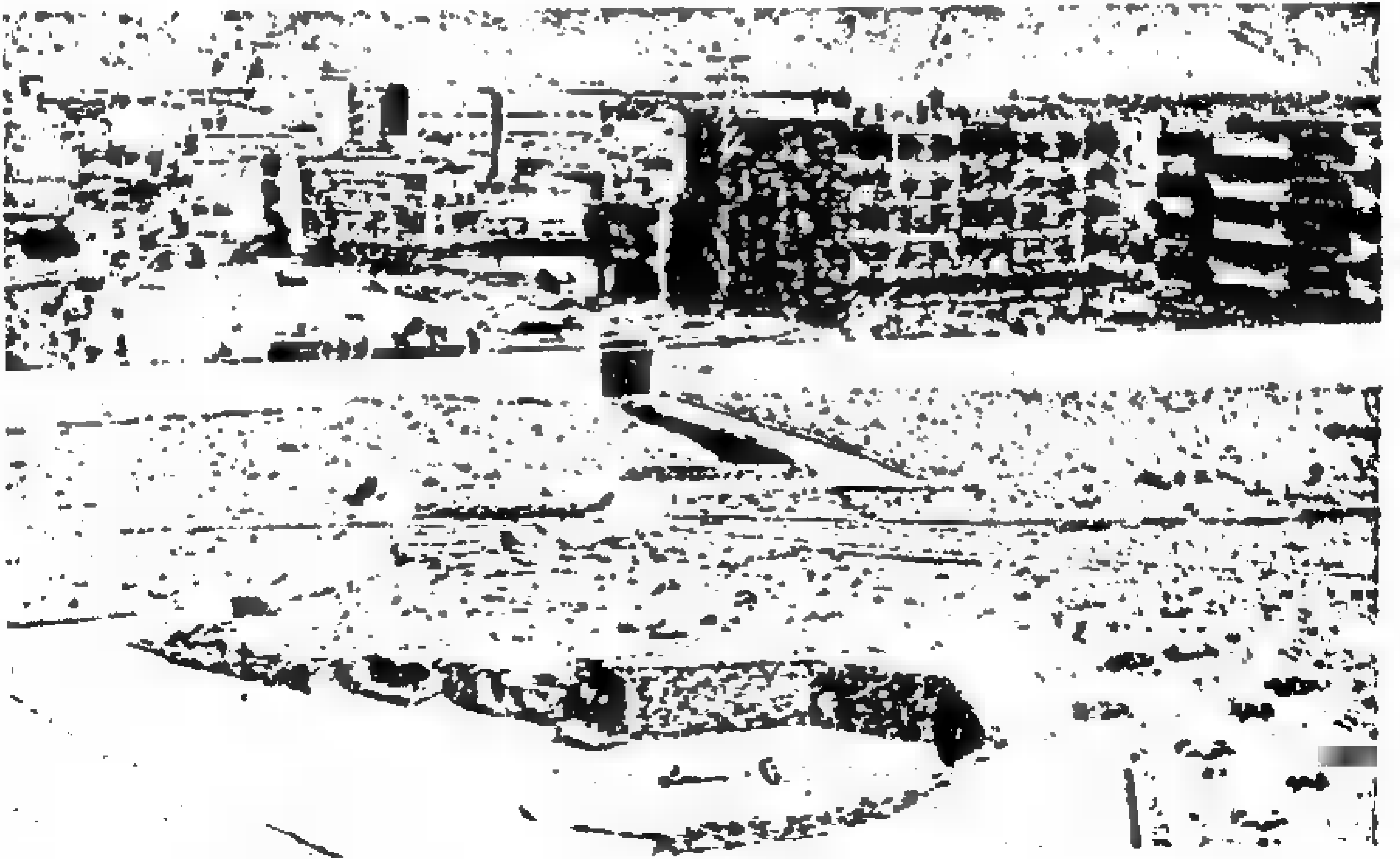


۱۰۔ جبل نور اور اس میں واقع غار حراء کا اندرونی اور بیرونی منظر

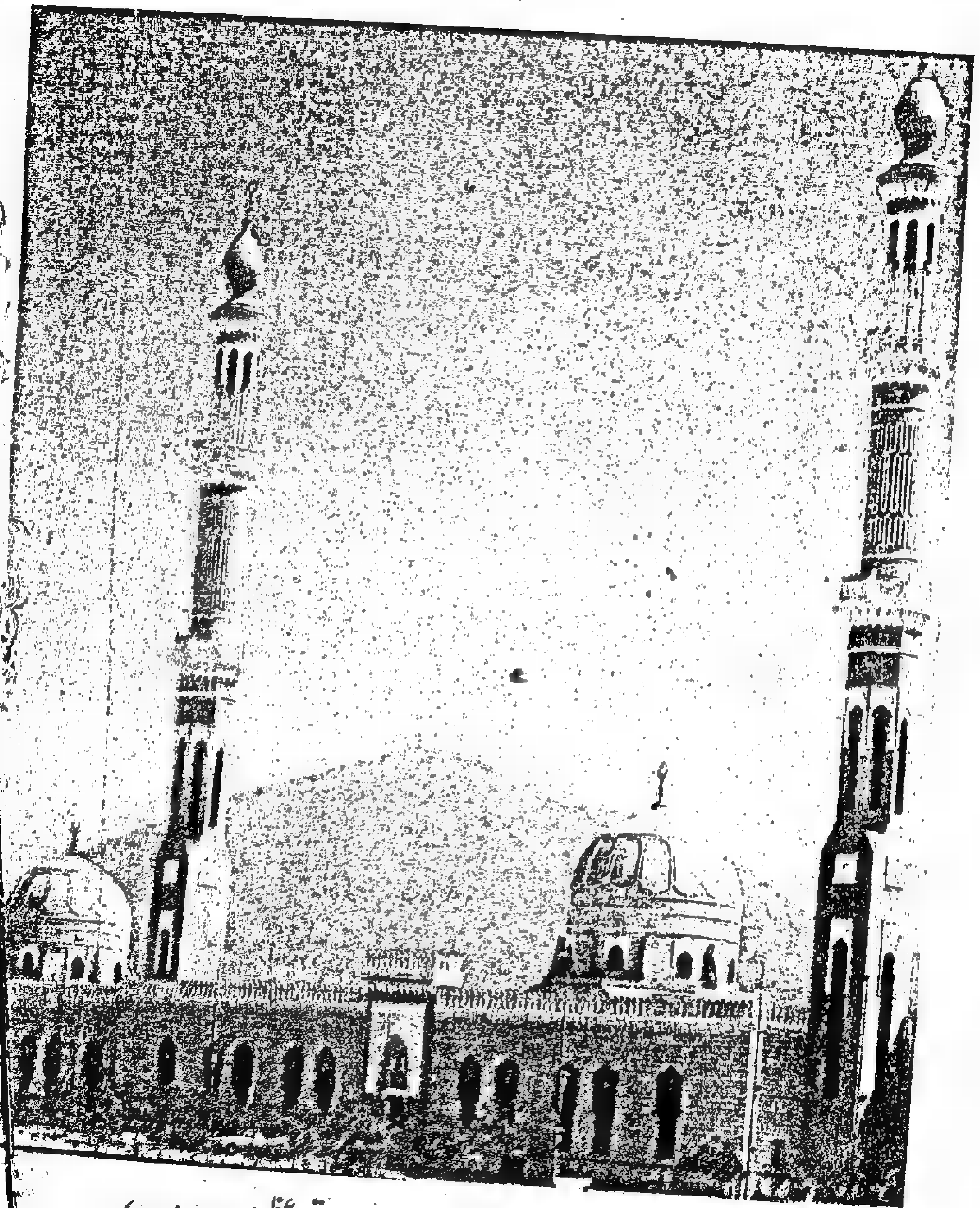




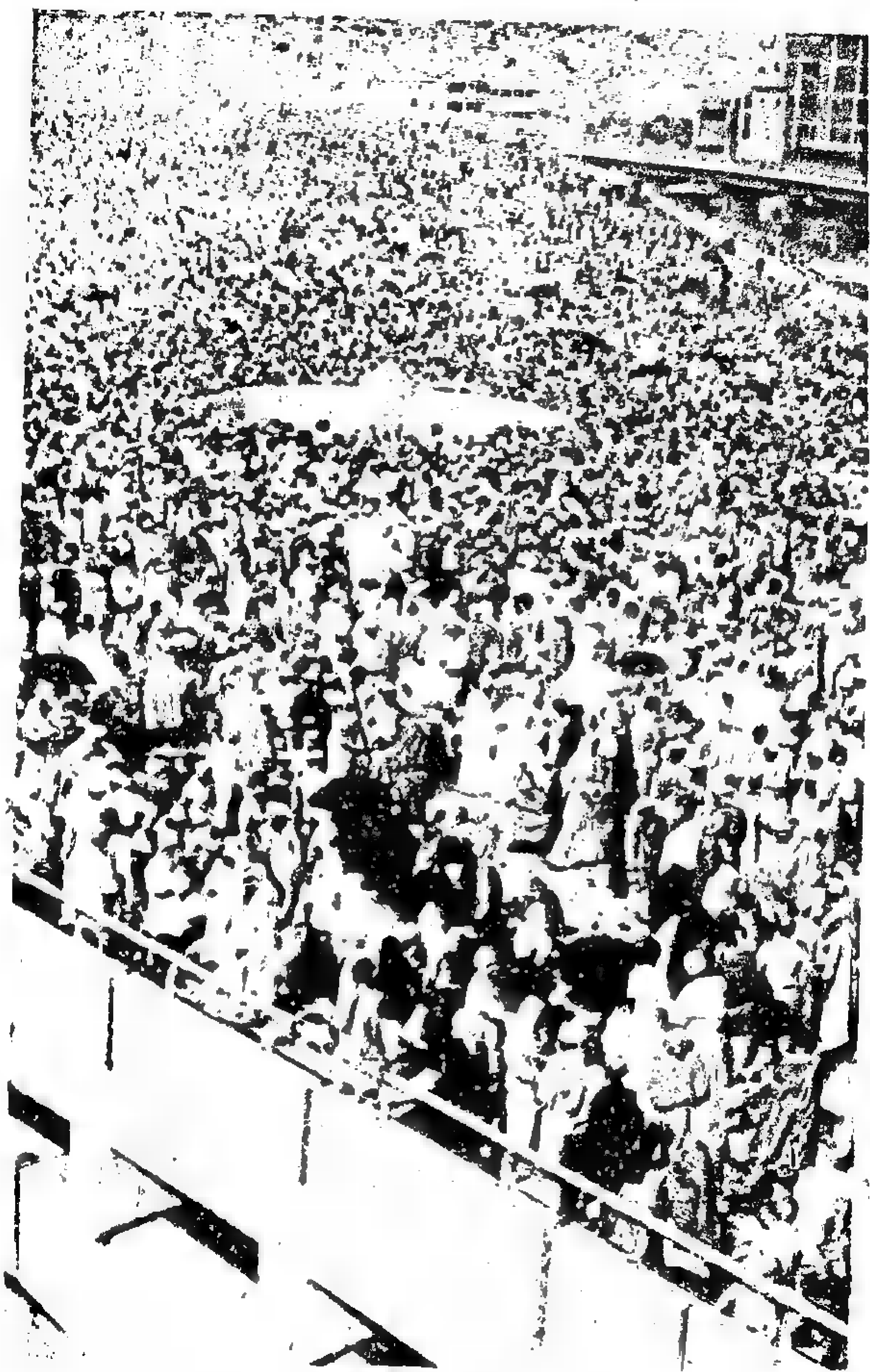
۱۱۔ جبل رحمت اور اسکے ارد گرد حجاج کے خیمے



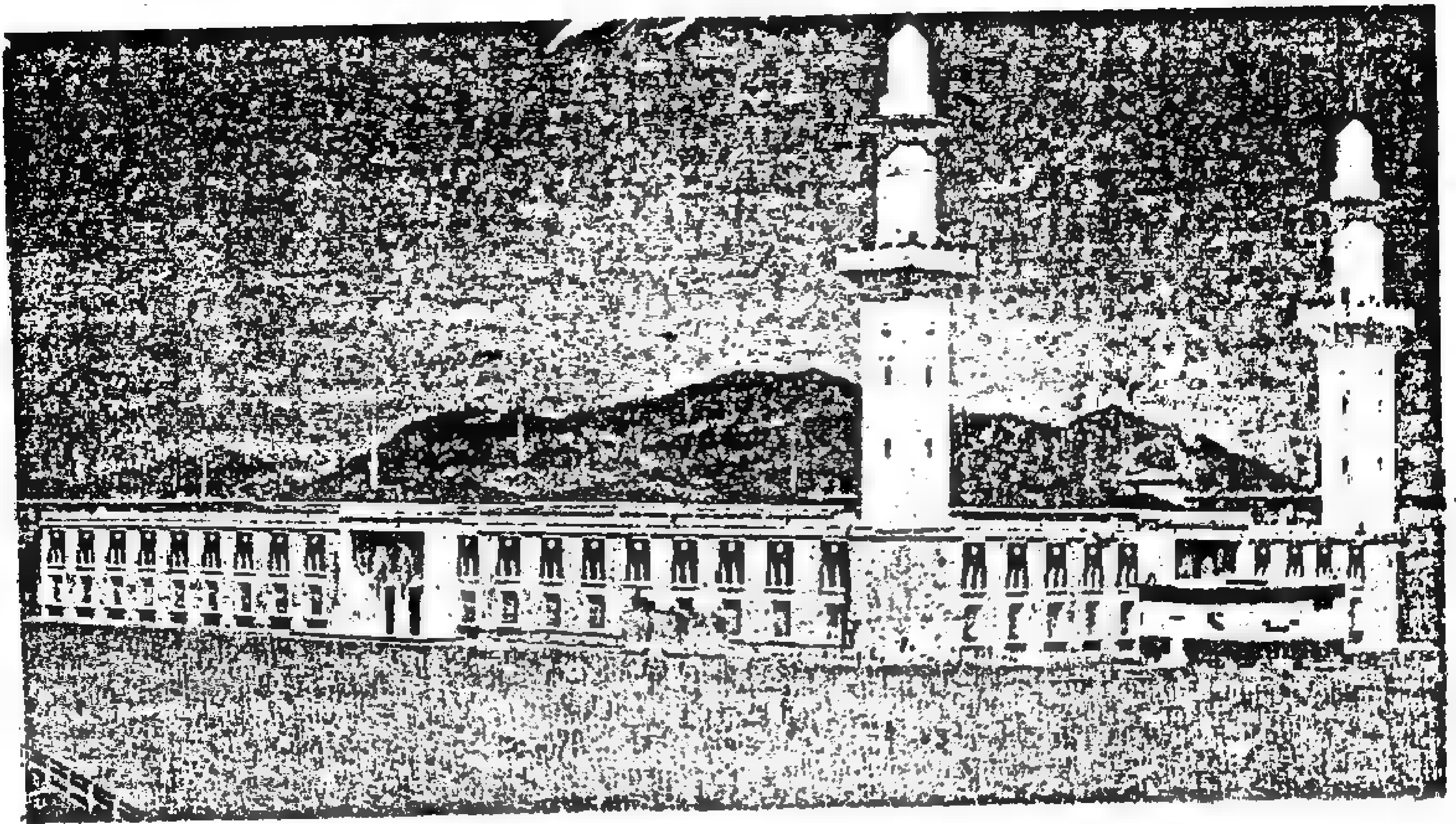
۱۲۔ جنت البقیع کا قبرستان



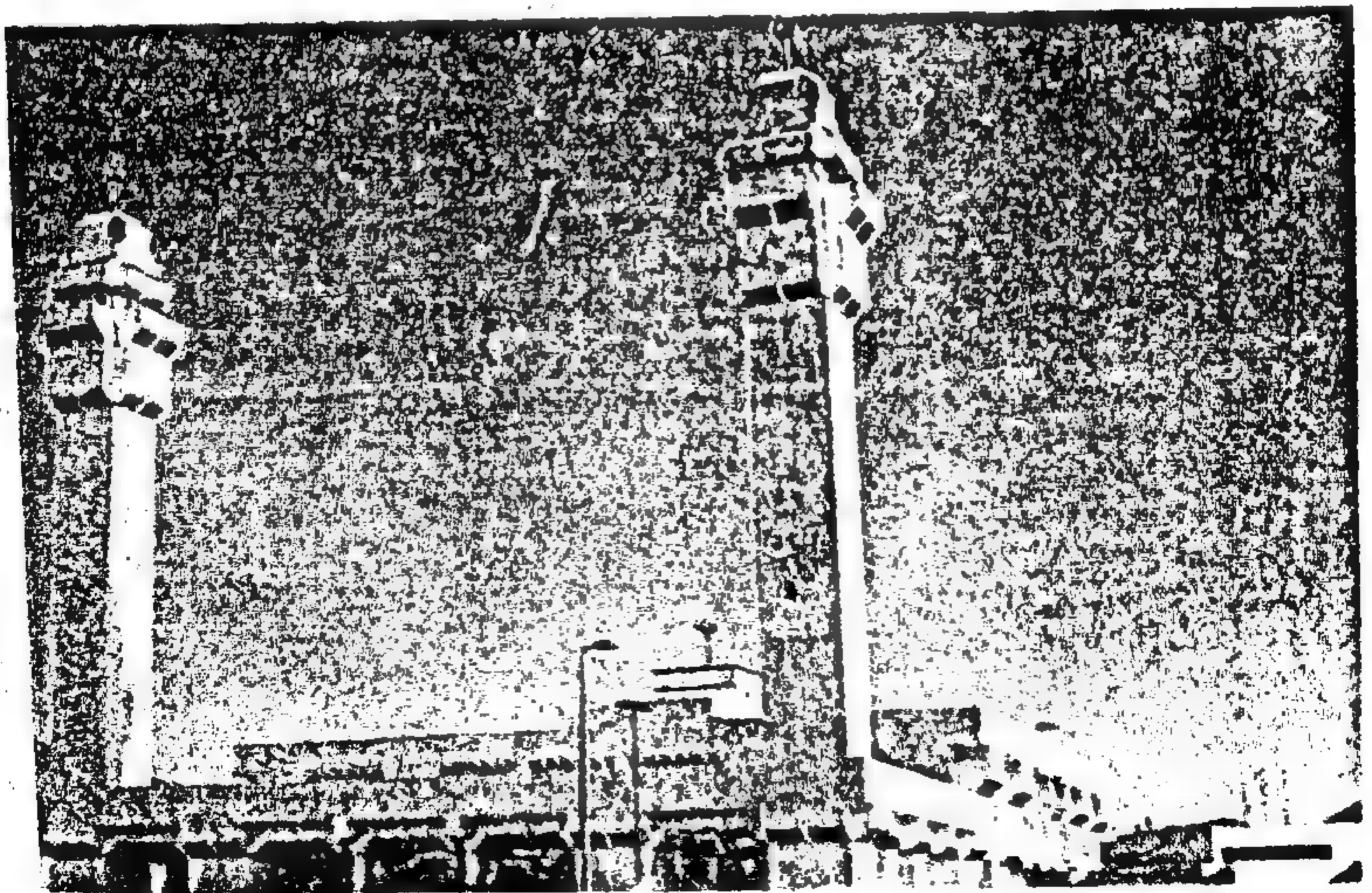
۱۳۔ مسجد نمرہ (میدان عرفات میں واقع عظیم الشان مسجد)



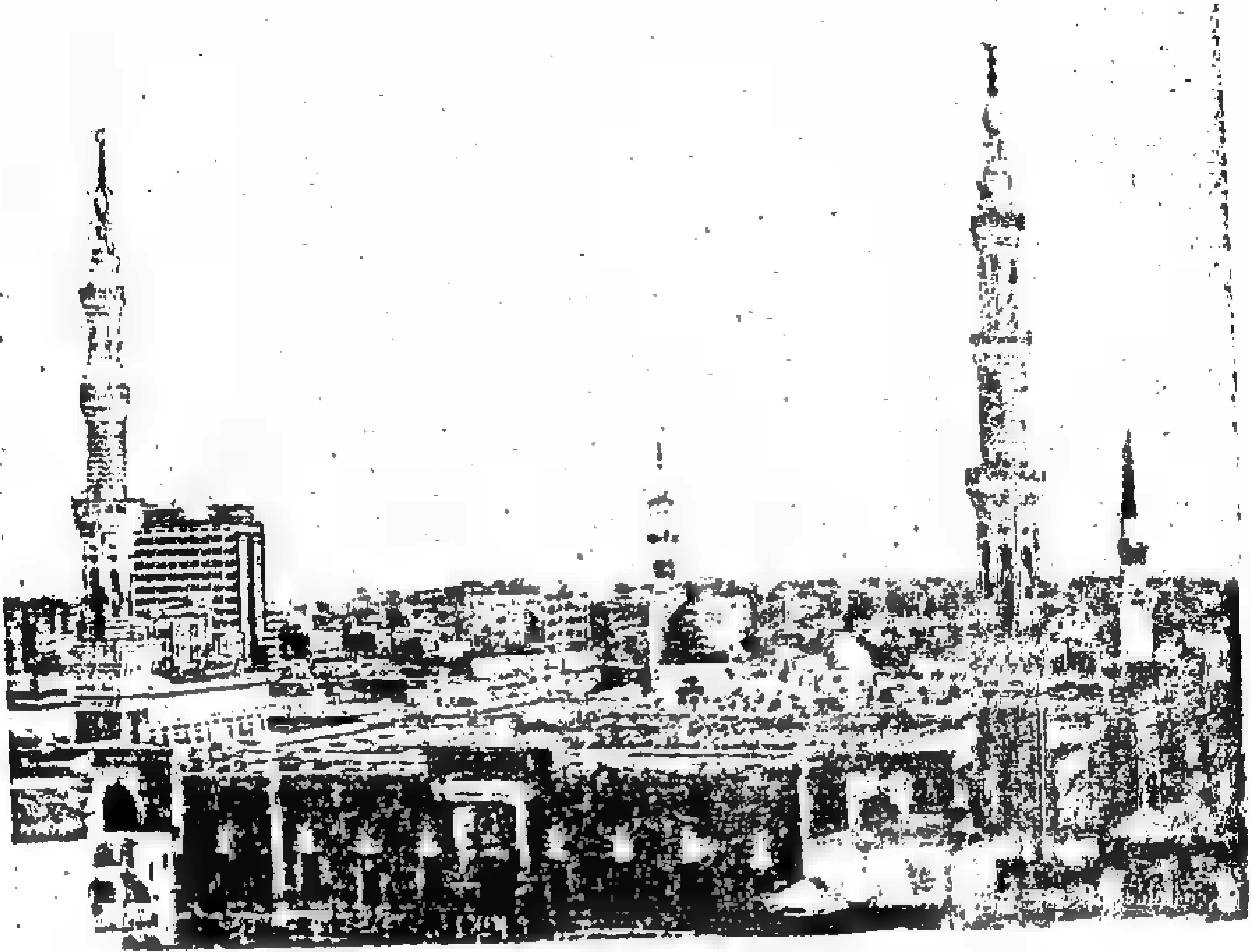
۱۴۔ رمی جمار (شیطان کو کنکر مارے جارہے ہیں)



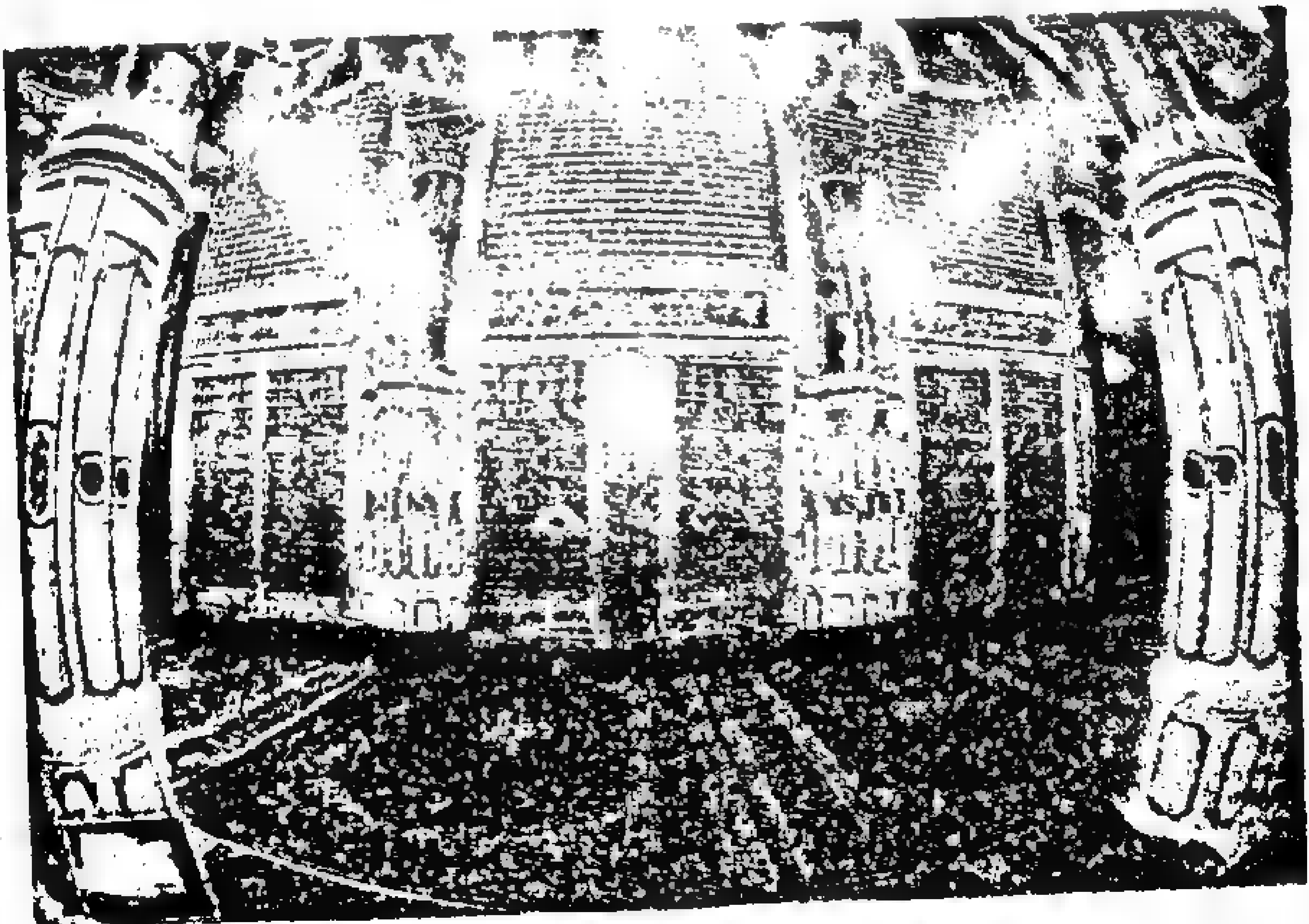
۱۵۔ مسجد مشعر حرام (مزدلفہ میں واقع ہے)



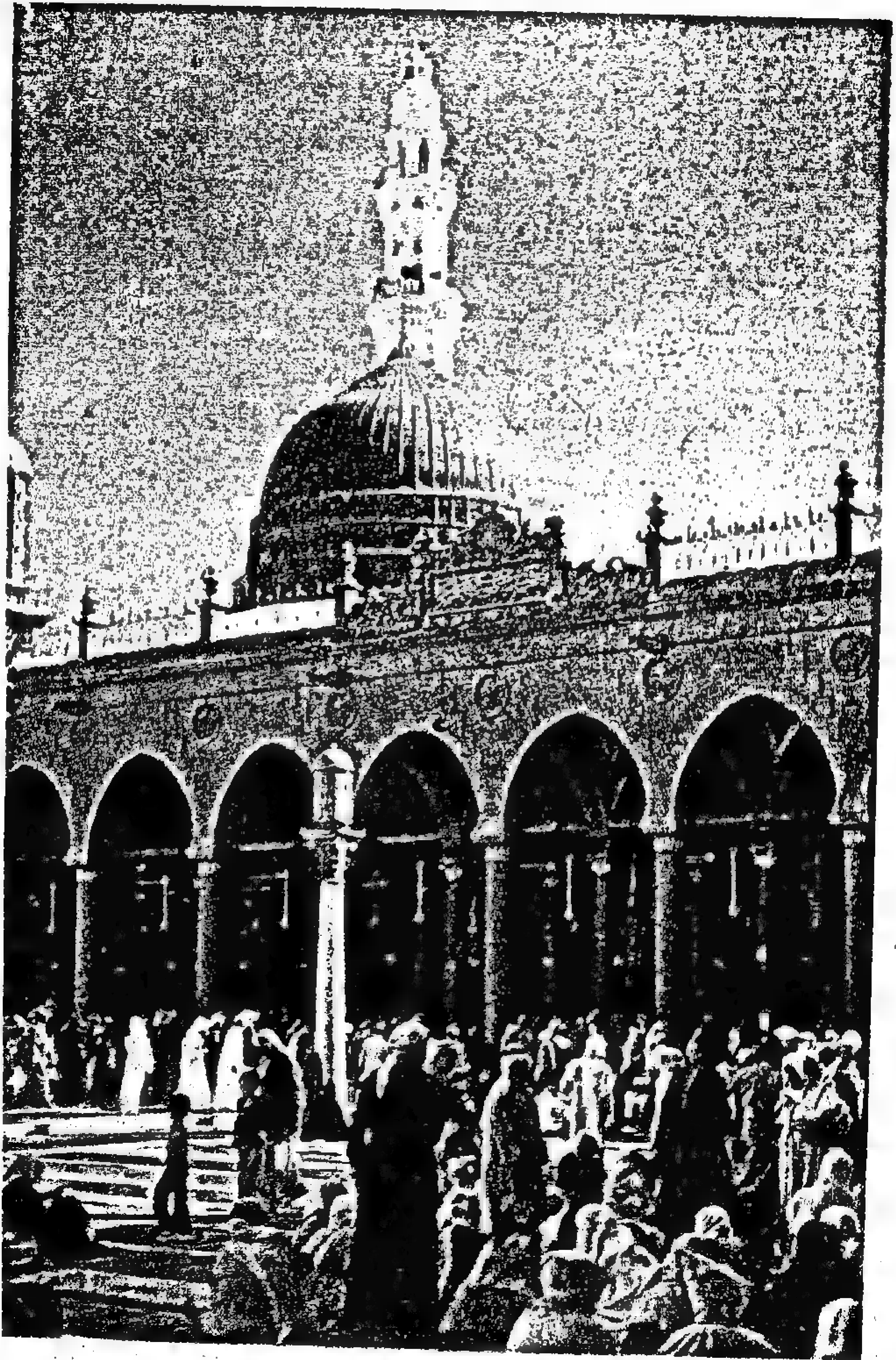
۱۶۔ مسجد عائشہ (یہاں سے عمرہ کیلئے احرام باندھا جاتا ہے)



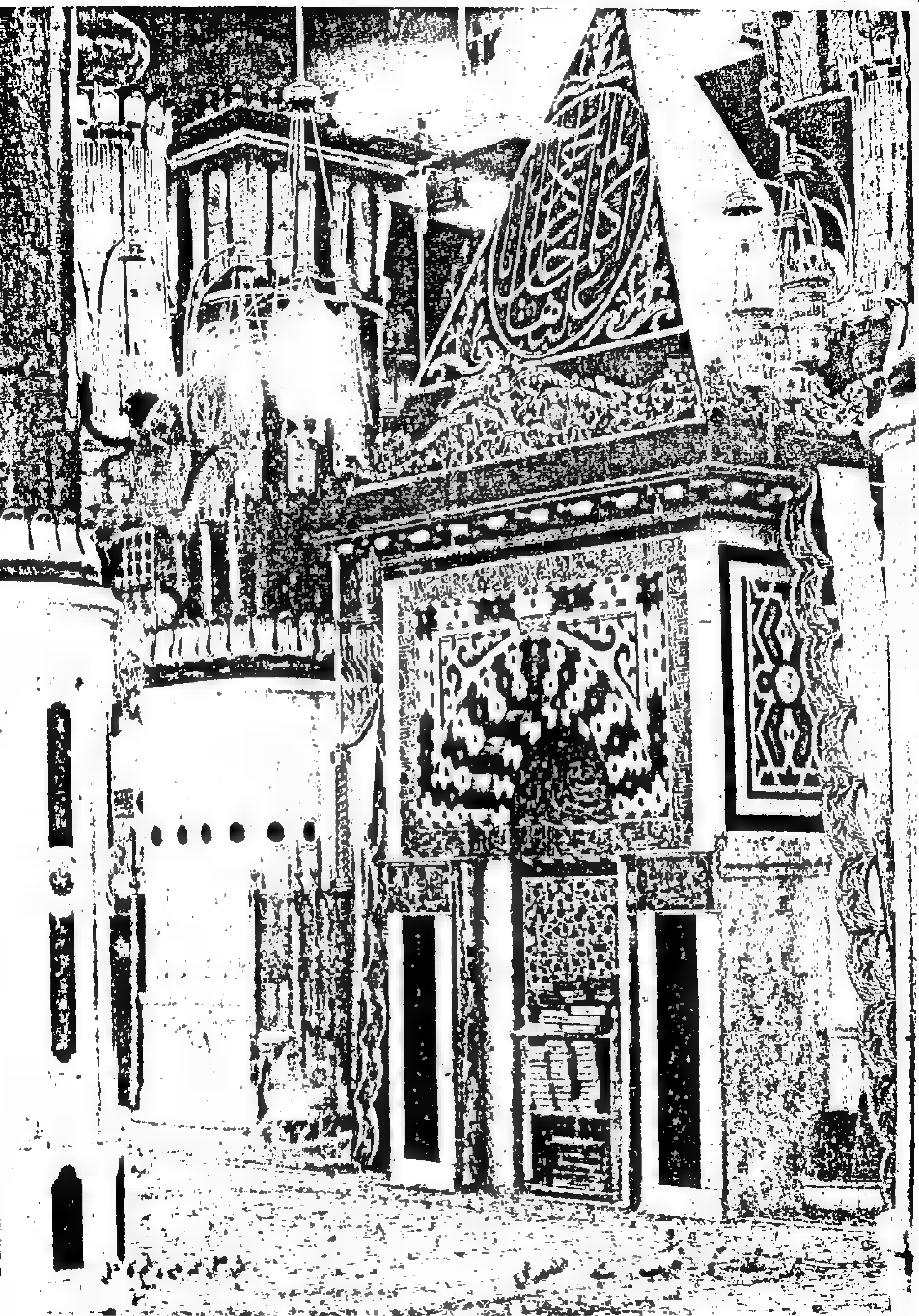
۱۷۔ مسجد نبوی شریف



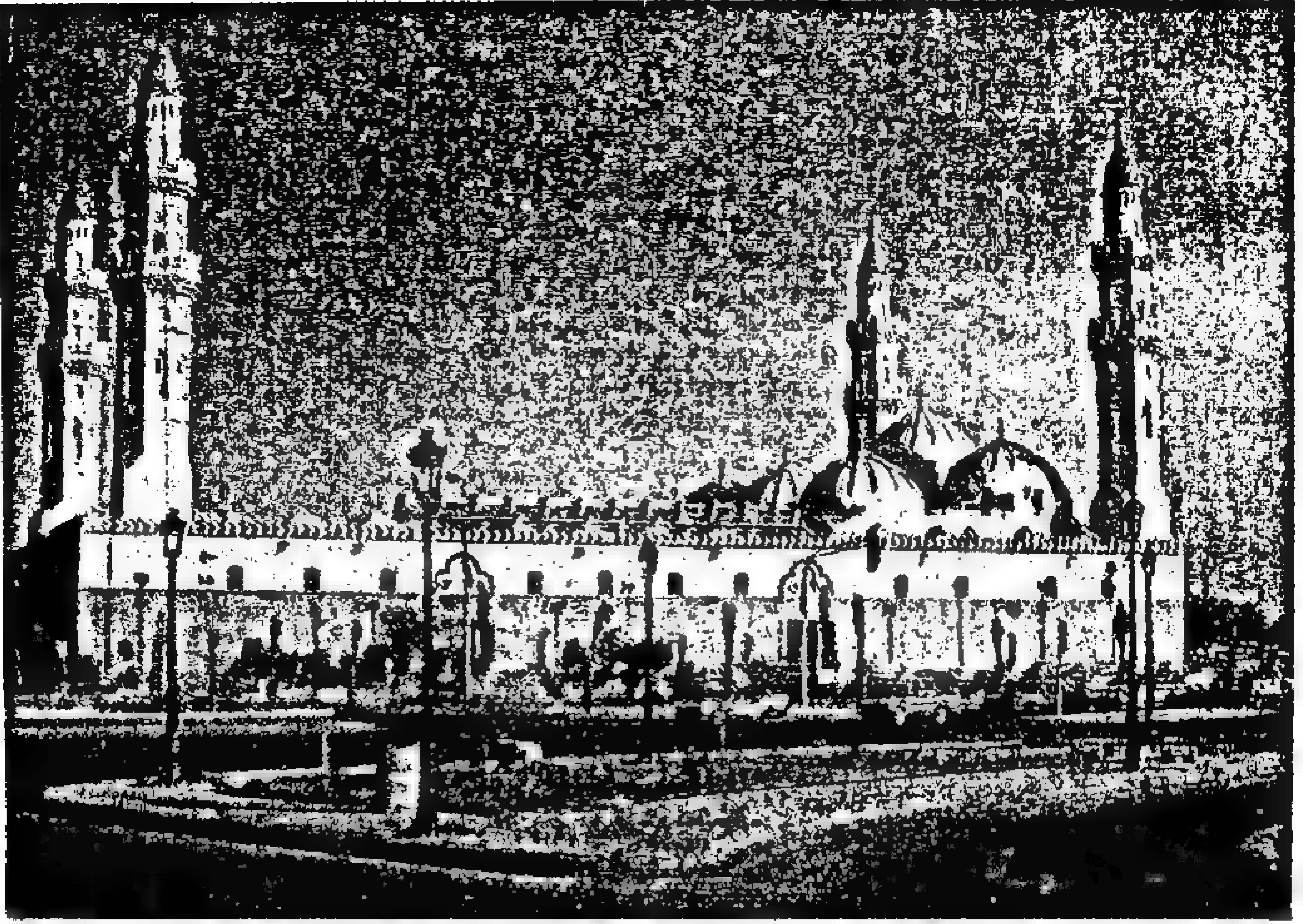
۱۸۔ روضہ اقدس کی جالیاں



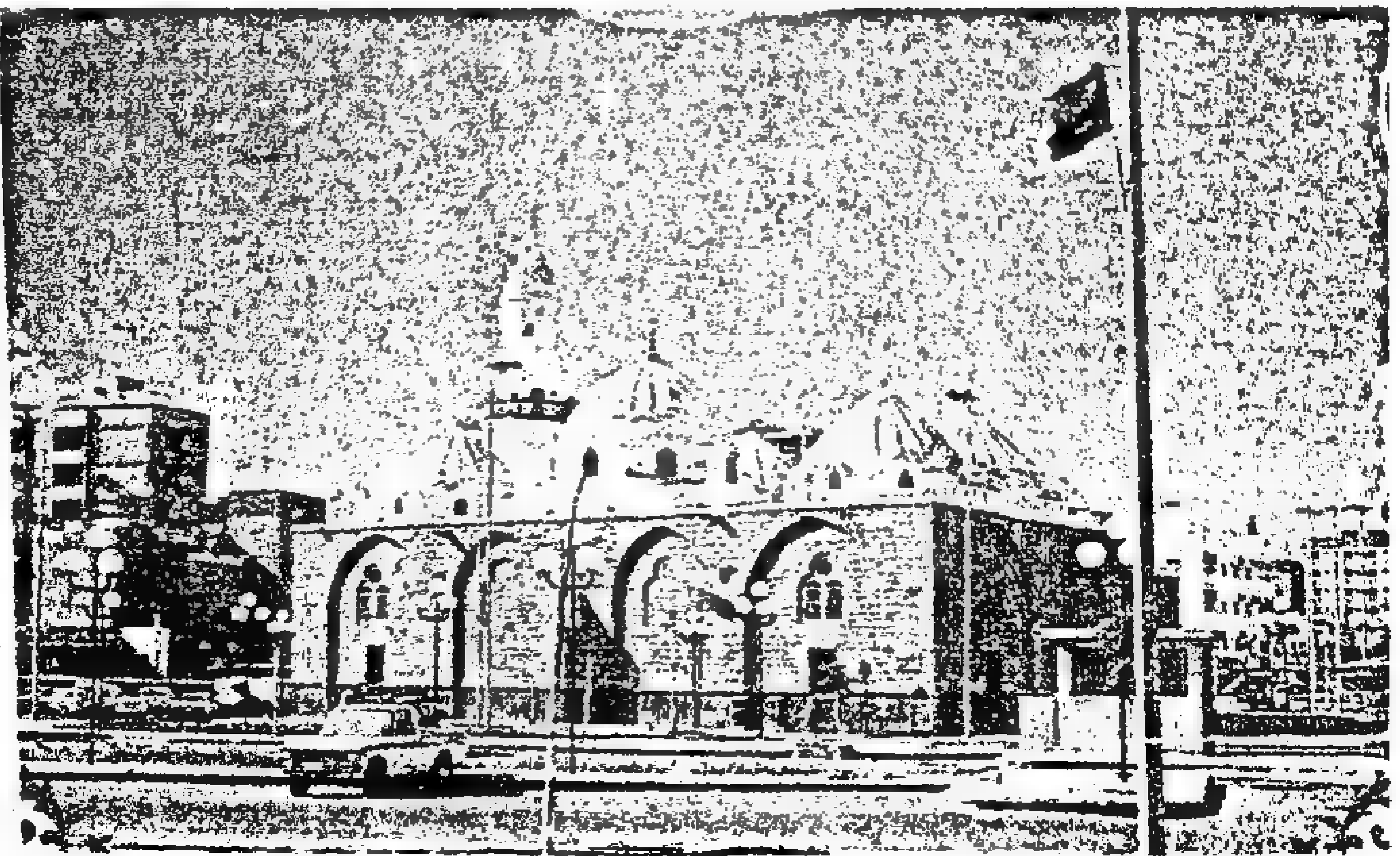
۱۹۔ گنبد خضراء خدا تجھ کو سلامت رکھے



۲۰۔ ریاض الجنۃ میں مصلی رسول ﷺ



۲۱۔ مسجد قبا (اسلام کی سب سے پہلی مسجد)



۲۲۔ مسجد غمامہ (شہر میں حرم نبوی کے قریب واقع ہے۔)

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی معرکۃ الآراء تصانیف (دسمبر 2000ء تک)

A-قرآنیات

01۔عرفان القرآن (ترجمہ پارہ (1-30,20)
02۔عرفان القرآن (ترجمہ پارہ 1-15 جلد)
03۔تفسیر منہاج القرآن (سورہ بقرہ)
04۔حکمت استعاذہ
05۔تسمیۃ القرآن
06۔معارف الکوثر
07۔فلسفہ تسمیہ
08۔معارف اسم اللہ
09۔مناہج العرفان فی لفظ القرآن
10۔رب العالمین (لفظ رب کے معانی و معارف)
11۔صفت رحمت کا شان امتیاز
12۔اسمائے سورہ فاتحہ
13۔سورہ فاتحہ اور تصور ہدایت
14۔اسلوب سورہ فاتحہ اور نظام فکر و عمل
15۔سورہ فاتحہ اور تعلیمات طریقت
16۔سورہ فاتحہ اور انسانی زندگی کا اعتقادی پہلو
17۔شان اولیت اور سورہ فاتحہ
18۔سورہ فاتحہ اور حیات انسانی کا عملی پہلو (تصور عبادت)
19۔سورہ فاتحہ اور تعمیر شخصیت
20۔فطرت کا قرآنی تصور
21۔لا اکراہ فی الدین کا قرآنی فلسفہ
22۔کنزالایمان کی فنی حیثیت

B-ایمانیات

23۔ارکان ایمان
24۔ایمان اور اسلام
25۔شہادت توحید
26۔حقیقت توحید و رسالت
27۔ایمان بالرسالت
28۔ایمان بالکتب
29۔ایمان بالقدر
30۔ایمان بالآخرت
31۔مومن کون ہے؟
32۔مناظرہ ڈنمارک

C-الٰہیات

33۔اطاعت الٰہی
34۔ذکر الٰہی
35۔محبت الٰہی
36۔خشیت الٰہی اور اس کے تقاضے

D-اعتقادیات

37۔عقیدہ توحید اور حقیقت شرک
38۔مسئلہ استغاثہ اور اس کی شرعی حیثیت
39۔ایصال ثواب اور اس کی شرعی حیثیت
40۔تصور بدعت اور اس کی شرعی حیثیت
41۔قرآن و سنت اور عقیدہ توسل
42۔قرآن و سنت اور عقیدہ شفاعت

43۔ عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت

44۔ عقیدہ ختم نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی

45۔ مرزائے قادیان اور تشریعی نبوت کا دعویٰ

46۔ مرزائے قادیان کی دماغی کیفیت

47۔ عقیدہ ختم نبوت اور مرزائے قادیان کا متضاد موقف

48۔ خوابوں اور بشارات پر اعتراضات کا علمی محاکمہ

49۔ فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟

50۔ منافقت اور اس کی علامات

51۔ سنیت کیا ہے؟

52۔ منہاج العقائد

53۔ تصور استعانت

E۔ سیرت النبوی ﷺ

54۔ مقدمہ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد اول)

55۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد دوم)

56۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد سوم)

57۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد چہارم)

58۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد پنجم)

59۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد ششم)

60۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد ہفتم)

61۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد ہشتم)

62۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد نہم)

63۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد دہم)

64۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد یازدہم)

65۔ سیرۃ الرسول ﷺ (جلد دوازدہم)

66۔ سیرت نبوی ﷺ کا علمی فیضان

67۔ سیرت نبوی ﷺ کی تاریخی اہمیت

68۔ سیرت نبوی ﷺ کی عصری و بین الاقوامی اہمیت

69۔ قرآن اور سیرت نبوی ﷺ کا نظریاتی و انقلابی فلسفہ

70۔ نور محمدی خلقت سے ولادت تک (میلاد نامہ)

71۔ تاریخ مولد النبی ﷺ

72۔ جشن عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت

73۔ جشن عید میلاد النبی ﷺ ائمہ و محدثین کے اقوال کی روشنی میں

74۔ حیاۃ النبی ﷺ

75۔ فلسفہ معراج النبی ﷺ

76۔ قرآن اور شمائل نبوی ﷺ

77۔ الاربعین فی فضائل النبی الامین ﷺ

78۔ معارف اسم محمد ﷺ

79۔ معارف الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ

80۔ تحفۃ السرور فی تفسیر آیہ نور

81۔ نور الابصار بذکر النبی المختار ﷺ

82۔ تذکار رسالت

83۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ (کائنات کی بلند ترین حقیقت)

84۔ فضیلت درود و سلام

85۔ ایمان کا مرکز و محور (ذات مصطفیٰ ﷺ)

86۔ عشق رسول ﷺ وقت کی اہم ضرورت

87۔ عشق رسول ﷺ استحکام ایمان کا واحد ذریعہ

88۔ غلامی رسول حقیقی تقویٰ کی اساس

89۔ تحفظ ناموس رسالت

F-عبادات

G-روحانیات

H-فقہیات

I-تعلیمات

J-اقتصادیات

K-جہادیات

132۔ شہادت امام حسینؓ ایک پیغام

133۔ ذبح عظیم (ذبح اسماعیلؑ سے ذبح حسینؓ تک)

L- فکریات

134۔ قرآنی فلسفہ انقلاب (جلد اول)

135۔ قرآنی فلسفہ انقلاب (جلد دوم)

136۔ مقصد بعثت انبیاء علیہم السلام

137۔ منہاج الافکار (جلد اول)

138۔ منہاج الافکار (جلد دوم)

139۔ منہاج الافکار (جلد سوم)

140۔ اسلامی فلسفہ زندگی

141۔ ہمارا دینی زوال اور اسکے تدارک کا سہ جہتی منہاج

142۔ ایمان پر باطل کا سہ جہتی حملہ اور اس کا تدارک

143۔ دور حاضر میں طاغوتی یلغار کے چار محاذ

144۔ خدمت دین کی توفیق

145۔ قرآنی فلسفہ تبلیغ

146۔ اسلام کا تصور اعتدال و توازن

147۔ حقوق والدین

148۔ اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام

149۔ نوجوان نسل دین سے دور کیوں؟

150۔ عصر حاضر کے جدید مسائل اور پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

151۔ تحریک منہاج القرآن ''افکار و ہدایات''

152۔ تحریک منہاج القرآن انٹرویوز کی روشنی میں

153۔ تحریک منہاج القرآن کی انقلابی فکر

154۔ روایتی سیاست یا مصطفوی انقلاب

155۔ اجتماعی تحریکی کردار کے چار عناصر

156۔ اہم انٹرویو

M- انقلابیات

157۔ نظام مصطفیٰ (ایک انقلاب آفریں پیغام)

158۔ حصول مقصد کی جدوجہد اور نتیجہ خیزی

159۔ پیغمبرانہ جدوجہد اور اس کے نتائج

160۔ پیغمبر انقلاب اور صحیفہ انقلاب

161۔ قرآنی فلسفہ عروج و زوال

162۔ باطل قوتوں کو کھلا چیلنج

163۔ سفر انقلاب

164۔ مصطفوی انقلاب میں طلبہ کا کردار

165۔ سیرت النبی ﷺ اور انقلابی جدوجہد

166۔ مقصد بعثت انبیاء علیہم السلام

N- سیاسیات

167۔ سیاسی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل

168۔ تصور دین اور حیات نبوی ﷺ کا سیاسی پہلو

169۔ نیو ورلڈ آرڈر اور عالم اسلام

170۔ آئندہ سیاسی پروگرام

O- قانونیات

171۔ میثاق مدینہ کا آئینی تجزیہ

172۔ اسلامی قانون کی بنیادی خصوصیات

173۔ اسلامی اور مغربی تصور قانون کا تقابلی جائزہ

174۔ اسلام میں سزائے قید اور جیل کا تصور

P-شخصیات

175۔پیکرِ عشقِ رسول سیدنا صدیق اکبرؓ

176۔فضائل و مراتب سیدنا فاروق اعظمؓ

177۔حب علی کرم اللہ وجہہ الکریم

178۔سیرت حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

179۔سیرت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

180۔سیرت سیدہ عالم فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

181۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور فلسفہ خودی

182۔حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں (بریلوی) کا علمی نظم

183۔اقبال کا خواب اور آج کا پاکستان

184۔اقبال اور پیغام عشق رسول ﷺ

185۔اقبال اور تصور عشق

186۔اقبال کا مرد مومن

Q-سائنس (اردو)

187۔انسان اور کائنات کی تخلیق و ارتقاء

188۔امراض قلب سے بچاؤ کی تدابیر

189۔شان اولیاء قرآن اور جدید سائنس کی روشنی میں

190۔تخلیق و توسیع کائنات کا قرآنی نظریہ

R-عربی کتب

191۔معهد منهاج القرآن

192۔التصور الاسلامی لطبیعة البشریه

193۔نهج التربیة الاجتماعیة فی القرآن

194۔التصور التشریعی للحکم الاسلامی

195۔فلسفة الاجتهاد و العالم المعاصر

196۔الجریمة فی الفقه الاسلامی

197۔منهاج الخطبات للعیدین و الجمعات

198۔قواعد الاقتصاد فی الاسلام

199۔الاقتصاد الاربوی والنظام المصر فی الاسلامی

S-انگلش کتب

200_ Islamic Philosophy of Human Life

201_ Islam in Various Perspectives

202_ Islam and Christianity

203_Islam and Criminality

204_ Qur'anic Concept of Human Guidance

205_ Islamic Concept of Human Nature

206_ Devine Pleasure

207_ Quranic Philosophy of Benevolence (Ehsan)

208_ Islam and Freedom of Human Will

209_ Islamic Penal System and Philosophy

210_ Islamic Concept of Law

211_ Philosophy of Ijtihad and the Modern World

212_ Quranic Basis of Constitutional Theory

213_ Islam the State Religion

214_ Legal Character of Islamic Punishments

215_ Legal Structure of Islamic Punishments

216_ Classification of Islamic Punishments

217_ Islamic Philosophy of Punishments

218_ Islamic Concept of Crime

219_ Quran on Creation and Expension of the Universe

220_ Creation and Evolution of the Universe

221_ Creation of Man

222_ Islam [redacted] prevention of Heart Diseases

223_ Real Islamic Faith and the Prophet's Stature

224_Greeting Saluations on the Prophet SAW

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کتب درج ذیل شہروں میں دستیاب ہیں۔

لاہور (پنجاب)

نمبر شمار	نام کتب خانہ
1	فیروز سنز مال روڈ لاہور فون 98-6301196
2	ماورا بکس مال روڈ لاہور فون 6303390
3	ملٹی لائن بکس ریگل چوک لاہور فون 7353564
4	ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور فون 7221953
5	سنگِ میل پبلی کیشنز لوئر مال لاہور فون 7220100
6	اپ ٹاؤن بکس ڈیفنس کمرشل ایریا لاہور فون 5727140
7	پبلشرز یونائیٹڈ انارکلی لاہور فون 7352238
9	مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور فون 7237500
10	اسلام بکڈپو گنج بخش روڈ لاہور فون 7352795
11	اظہار سنز اردو بازار لاہور فون 7357579
12	شیخ غلام حسین اینڈ سنز اردو بازار لاہور فون 7247292
13	ملک بکڈپو شالامار چوک باغبانپورہ لاہور فون 6815394
14	اپالو بک سینٹر پاکستانی بازار باغبانپورہ لاہور فون 6813120
15	مکتبہ زاویہ دربار مارکیٹ مرکز اویس بھائی لاہور فون 7113653
16	مکتبہ نبویہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور
17	الائیڈ بک کمپنی ریگل چوک لاہور
18	مشتاق بک کارنر اردو بازار لاہور

راولپنڈی۔اسلام آباد

1	مسٹر بکس اسلام آباد فون 278843
2	بک ٹاؤن F-10 مرکز اسلام آباد فون 299604

3 پیر بک سینٹر آب پارہ اسلام آباد فون 270064

4 احمد بک کارپوریشن اردو بازار راولپنڈی فون 558320

5 مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار راولپنڈی فون 552781

6 مکتبہ ملت فیصل مسجد اسلام آباد فون 254111

متفرق سیل پوائنٹس

1 قدیمی اسلامی کتب خانہ خدایار اندرون بوہڑ گیٹ ملتان فون

2 کارواں بک سینٹر ڈیفنس ملتان فون 544714

3 منہاج کمپیوٹرز کلب روڈ وہاڑی

4 مکتبہ اسلامیہ لالہ موسیٰ فون 512453

5 اقراء بک سیلرز رسول پلازہ کارنر امین پور بازار فیصل آباد

6 المراد کتب خانہ چیچہ وطنی ساہیوال

7 مکتبہ نوریہ قصور

8 وحید کاپی ہاؤس اردو بازار لاہور

9 بک کارنر مین بازار جہلم

10 طارق بک سینٹر شاندار چوک جہلم

11 حافظ بک ایجنسی اقبال روڈ سیالکوٹ

12 جاوید بک ڈپو اردو بازار شیخوپورہ

13 چوہدری امانت علی اینڈ سنز ریلوے روڈ رحیم یار خان

14 مکتبہ سعیدیہ رضویہ نیو الٰہی مارکیٹ فوارہ چوک گجرات

15 فاروق سٹیشنری مارٹ مین بازار کھاریاں

سرحد

1 یونیورسٹی بک ڈپو خیبر بازار پشاور

2 مدینہ بک بنک G-30 بلور پلازا پشاور کینٹ

بلوچستان

1 بلال کلینک ابراہیم سٹریٹ میکانگی روڈ کوئٹہ بلوچستان

فون 844313

حیدر آباد (سندھ)

1 ہاشمیہ بک سنٹر گاڑی کھاتہ حیدر آباد سندھ فون 28769

2 جاپان کلاتھ ہاؤس تلک چاڑی روڈ حیدر آباد سندھ فون 619534

سکھر

1 کتاب مرکز سکھر (سندھ) فون 25755

2 قادری بک سٹور نیم کی چاڑی اردو بازار سکھر فون 26420

کراچی

1 عباسی کتب عباسی جونا مارکیٹ کراچی فون 7526456

2 مکتبہ المدینہ اردو بازار کراچی فون 2628331

3 محمد سعید اینڈ سنز اردو بازار کراچی فون 213117

4 علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی فون 218713

5 ویلکم بک پورٹ اردو بازار کراچی

6 مکتبہ برھان اردو بازار کراچی فون 2636569

7 دارالاشاعت اردو بازار کراچی فون 2631861

8 رحمٰن بک ہاؤس اردو بازار کراچی فون 7766751

فلسفۂ احکامِ حج

(حج و عمرہ کے احکام و مناسک آداب و فضائل اور مسنون دعاؤں کا بیان)



پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری



منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور
مرکزی سیکرٹریٹ ۳۶۵ ایم ماڈل ٹاؤن